

سُبْحَانَكَ يَا مُحَمَّدٌ
سُبْحَانَكَ يَا مُحَمَّدٌ
سُبْحَانَكَ يَا مُحَمَّدٌ



مکتبہ ترویج و تفسیر ضریحہ گلبرگ کے فیصل آباد

درود و سلام، معرفت، مقام مصطفیٰ ﷺ،
 تحفظ ناموس رسالت، عقیدہ ختم نبوت، عید میلاد النبی ﷺ پر خوشی منانا
 سفر معراج النبی ﷺ، فلسفہ شہادت، امام حسینؑ پر مشتمل سوالات و جوابات
 کا عظیم ذخیرہ، قرآن و حدیث کے حوالہ جات سے مزین ہر صاحب ایمان کے گھر کی ضرورت

سائنس اور معجزاتی حقائق

مصنف:

ڈاکٹر سلطان محمود قادسی



مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ آف فیصل آباد

041-2626046 ①

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب :	شان سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ (کونز)
مؤلف :	ڈاکٹر سلطان محمود قادری
موبائل :	0322-6334538
ترجمین و اہتمام :	سید حمایت رسول قادری
پروف ریڈنگ :	مولانا سجاد صاحب
تعداد صفحات :	216
اشاعت :	جنوری 2010ء
تعداد :	1100
کمپوزنگ :	احسین کمپوزنگ سنٹر، اردو بازار لاہور
مطبع :	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور
ناشر :	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ A، فیصل آباد
قیمت :	150/- روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور

شعبہ برادرز

زبیدہ سنٹر 40- اردو بازار لاہور

ابواب کی ترتیب

شان سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو نیز کے ابواب کی ترتیب

- ۱- درود و سلام (باب السلام) ۹
- ۲- باب العید (جشن عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت) ۱۵
- ۳- باب المعراج النبی ﷺ (معراج النبی ﷺ) ۶۷
- ۴- باب گستاخ رسول واجب القتل ہے ۱۰۵
- ۵- باب الادب (ادب اور تعظیم و توقیر مصطفیٰ ﷺ) ۱۱۵
- ۶- باب الشہدائے کربلا و عظمت اہل بیت ۱۳۹
- ۷- باب ختم نبوت و رد قادیانیت ۱۷۵



نعت رسولِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یا رسول اللہ آپ کے نور سے زمانے نے روشنی پائی ہے
 آپ کی مہک سے ہی گل و مشک نے بو پائی ہے
 آپ کے آنے سے ہوئی عطا غلاموں کو آزادی
 آپ کے در سے ہی گداؤں نے سلطانی پائی ہے
 ارسال کیا خدا نے آپ کو بنا کر رحمت اللعالمین
 آپ کے توسط سے ہی خدا کی رحمت جوش میں آئی ہے
 یا رسول اللہ دیا جو آپ نے ادارہ خود ہی مدد بھی فرماتا
 اس ادارے سے ہی عوامی تحریک وجود میں آئی ہے
 یا رسول اللہ اس قائد پہ بھی ہو کرم تمہارا
 جس نے ہمیں مصطفوی انقلاب کی لو لگائی ہے
 وابستگان تحریک پہ بھی کرو ذرا نظر کرم دوبارہ
 آپ کی نظر کرم نے ہی دین کو جلا بخشوائی ہے
 کر دو تعلیم عام یہ ہے بھی آپ کا فرمان
 وفا کی سوچ بھی تعلیمی انقلاب سے ابھر آئی ہے



نعت رسول ﷺ

یا خاتم الانبیاء، یا حبیب خدا
 قبول فرما لیجئے میرا بھی مدعا!
 بلا لیجئے در پہ مجھے بھی بخدا
 پھر نہ ہو کبھی جدائی یہی ہے التجاء
 ہو جائے شہید آپ کے در پہ یہ وفا
 اس شہادت کی شہادت دیں آپ کے مقدس پاء
 بوقت شہادت ہو جلوہ آپ کا تجلی و خدا
 آئے وہ وقت جلد کہ نہ ہو سکوں کبھی آپ سے جدا
 یہی ہے آرزو اور دعا مری اولیٰ و اخزای
 کہ نہ چھوٹے مجھ سے آپ کا دامن یا محمد مصطفیٰ

احقر: ڈاکٹر سلطان محمود وفا





شانِ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ (کوئز)

خصوصیات:

(پیش لفظ)

درود و سلام، معرفت مقام و عظمت مصطفیٰ ﷺ، تحفظ ناموس رسالت، عقیدہ ختم نبوت، عید میلاد النبی ﷺ پر خوشیاں منانا، سفر معراج النبی ﷺ اور فلسفہ شہادت امام حسین علیہ السلام پر مشتمل سوالات و جوابات کا عظیم ذخیرہ، قرآن و حدیث کے حوالہ جات سے مزین۔

علماء کرام، خطباء، مدرسین و معلمین، سکول و کالجز اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات اور ہر صاحب ایمان کی راہنمائی کے لئے ایک منفرد اور نادر تحفہ، اپنی نوعیت کی انفرادی کوئز پر مبنی کتاب جس کو پڑھ کر ایمان و ایقان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

☆ حضور سرور کونین فخر موجودات، وجہ تخلیق کائنات، رب ذوالجلال کی وحدانیت کی دلیل قاطع، محمد رسول اللہ ﷺ کے نام جن کے آنے سے کفر و شرک کے تمام بادل چھٹ گئے اور توحید الہی کا پرچم ہمیشہ کے لئے لہرانے لگا۔

☆ عاشق رسول، مجدد عصر، سفیر امن، حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نام جو اپنی شب و روز کی کاوشوں سے امت مسلمہ کی جہالت اور تشکیک و ابہام کو دور کر کے نور علم اور قرآن و سنت کے دلائل و براہین سے عقائد کو جلا بخش رہے ہیں۔ جن کی تصانیف کا مطالعہ یقین و اطمینان کا سامان مہیا کرتا ہے۔ انہی کے علمی گوشوں سے چند موتی کونز کی صورت میں چن کر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

☆ اپنے والدین کے نام جنہوں نے میری ہر معائنے میں رہنمائی کی اور جمیع امت مسلمہ کے نام جنہیں حضور ﷺ کے امتی ہونے کا شرف عطا ہوا۔

☆ خدا ذوالجلال تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائے اور دنیا و آخرت میں صحیح معنوں میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین بجا سید المرسلین ﷺ۔

خاکپائے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی

ڈاکٹر سلطان محمود قادری

Mob. # 0322-6334538

باب نمبر 1:

باب الاسلام

حضور پرورد و اسلام کا بیان

- س 1: حضور ﷺ پر درود پڑھنا اور سلام بھیجنا کیسا عمل ہے؟
- ج: حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھنا سب سے افضل عمل ہے اور فرائض کے بعد درود و سلام کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی جس کے آخری الفاظ یہ تھے کہ فرائض کے بعد اگر میں سارا وقت درود و سلام میں لگاؤں تو کیسا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارے تمام کام خدا خود پورے کرے گا اور تمہیں بہت اجر ملے گا۔
- کیونکہ حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھنا نہ صرف فرشتے اس عمل میں شامل ہوتے ہیں بلکہ خود خدا اپنی شان کے لائق حضور ﷺ پر درود بھیجتا بھی ہے اور مومنوں کو پڑھنے کا حکم بھی صادر فرماتا ہے اور جو کام خود خدا کرے اس کے فرشتے صبح و شام کریں اور مومنوں کو حکم دیا جا رہا ہو وہ کام اور عمل کتنا عظیم اجر و ثواب کا باعث ہے جس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔

س 2: درود اور سلام میں کیا فرق ہے۔ کیا ان دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے۔

- ج: سورة الاحزاب کی آیت نمبر ۵۶ کا بغور مطالعہ فرمائیں جس میں خدا تعالیٰ نے فرمایا:
- إِنَّ اللَّهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے سارے فرشتے حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی حضور ﷺ پر

درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ صلوٰ کا معنی درود بھیجنا ہے جبکہ وسَلِّمُوا اور سلام پڑھو اور تسلیما میں سلام کی مزید تاکید کی گئی ہے، یعنی خوب سلام پڑھو۔

س:3 جو شخص درود تو پڑھے مگر سلام نہ پڑھے اور نہ وہ سلام پڑھنے کا قائل ہو وہ کیسا شخص ہے؟

ج: چونکہ درود و سلام پڑھنے کا حکم نص قرآنی کے حکم سے ثابت ہے اور قرآن پاک

کے ایک حکم کا کیا ایک حرف کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ جبکہ خدا کے فرمان پر عمل نہ

کرنا گناہ ہے۔ اس لئے حضور ﷺ پر سلام پڑھنے کا انکاری شخص کافر ہے

جس نے کہ قرآن کے حکم کو نہ مانا (انکار کیا) جبکہ ایک جگہ مزید فرمایا ادخلو فی

السَّلَامِ كَافَّةً تم مکمل طور پر دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

س:4 کیا درود و سلام پڑھنے کی مثال نماز میں ملتی ہے روشنی ڈالیں۔

ج: جی ہاں! نماز درود و سلام کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

التحيات کے بعد السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته

اے نبی ﷺ تم پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ تو یہ پہلے حضور ﷺ

پر سلام بھیجا جاتا ہے اور درود ابراہیمی میں حضور ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے۔

س:5 کیا یا نبی سلام عليك یا رسول الله سلام عليك اور الصلوة

ولسلام عليك یا رسول الله کہنا جائز ہے؟

ج: جی ہاں بلکہ التحیات پڑھنے کے بعد غور کریں تو یہی الفاظ دہرائے اور پڑھے

جاتے ہیں یعنی السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته۔ اے نبی ﷺ تجھ پر

سلامتی ہو اور اس طرح پڑھنے کے بغیر نماز بھی مکمل نہیں ہوتی اور نہ پڑھنے سے

حکم خدا کی نافرمانی بھی ہوتی ہے اور جو سلام نماز میں پڑھا جائے وہ نماز میں نہ

ہونے پر بھی پڑھنے میں اجر و ثواب کا باعث ہے بلکہ جو نماز کے علاوہ نہیں پڑھنے

کے قائل فرمایا قوين للمصلمين الذين هم عن صلاتهم ساهون۔ ایسے

نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازیں بھلا بیٹھیں ہیں (کہ نماز میں کیا

پڑھتے ہیں)

- س:6 درود اور سلام میں پڑھنے اور اجر کے حوالے میں کیا فرق ہے۔
- ج: درود پڑھنے سے ثواب ملتا ہے نیکوں میں اضافہ اور برائیاں مٹائی جاتی ہیں جبکہ سلام پڑھنے سے حضور ﷺ خود جواب بھی دیتے ہیں۔
- س:7 کیا سلام پڑھنے پر خود حضور ﷺ جواب دیتے ہیں کیسے؟ دلیل دیں۔
- ج: جی ہاں! کسی کو سلام کہنا سنت ہے جبکہ جسے سلام کہا جائے اس کے لئے جواب دینا واجب ہو جاتا ہے۔ پس حضور ﷺ کسی کا حق نہیں رکھتے وہ تو سخی ہیں اور زیادہ دیتے ہیں لہذا حضور ﷺ اس امتی کے سلام کا جواب خود دیتے ہیں اس لیے سلام پڑھتے وقت تصور میں بارگاہ نبوت کا درہو ذہن میں مسجد نبوی ﷺ شریف ہو آنکھوں میں حضور ﷺ کے روضہ مبارک کی سنہری جالیاں ہوں اور ہو سکے تو دل و دماغ میں حضور ﷺ کی نورانی نورانی صورت ہو اس حالت میں تو سلام کا جواب بھی سننے کو مل سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔
- س:8 ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے پر کیا اجر و ثواب ملتا ہے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق جواب دیں حوالہ بھی بتائیں۔
- ج: حضرت انس بن مالک راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اس کے دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور اس کے لئے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔
- (نسائی اور احمد اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث کی اسناد صحیح ہیں)
- س:9 قیامت کے روز حضور ﷺ سے سب سے قریب کون ہوگا حدیث پاک کا حوالہ دیں۔
- ج: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (اس دنیا میں) ان سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ (ترمذی)
- س:10 کنجوس شخص کی پہچان کیا ہے؟

ج: جس کے پاس حضور ﷺ کا نام مبارک لیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے وہ کنجوس شخص ہے۔

س 11: حضور ﷺ سلام پڑھنے والے شخص کا سلام حدیث پاک کی روشنی میں بتائیں کیسے پہنچتا ہے؟

ج: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے زمین میں بعض گشت کرنے والے فرشتے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی و دارمی)

س 12: حضور ﷺ پر سلام بھیجنے اور حضور ﷺ کا جواب مرحمت فرمانے کے متعلق کوئی احادیث میں سے حوالہ دیں۔

ج: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا (امت میں سے کوئی شخص) ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح واپس لوٹا دی ہو یہاں تک کہ میں ہر سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا)

س 13: حضور ﷺ پر درود پڑھنے والے کا درود پہنچنے کے متعلق کوئی ایک حدیث کا حوالہ دیں۔

ج: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔ (طبرانی)

س 14: درود سلام کے متعلق کوئی واقعہ جو حضور ﷺ کے متعلق ہو بیان کریں۔

ج: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ تشریف لائے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر خوشی ظاہر ہو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی امت میں سے جو شخص ایک مرتبہ آپ ﷺ پر درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں بھیجوں اور آپ ﷺ کی امت میں سے کوئی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو

میں اس پردس مرتبہ سلام بھیجوں (روایت کیانسانی اور داری نے)

س 15: دعا کا درود پاک سے کیا تعلق ہے؟

ج: (۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ یقیناً دعا اس وقت تک زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اس میں سے کوئی بھی چیز اوپر نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ لو۔ (ترمذی)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر دعا اس وقت تک پردہ حجاب میں رہتی ہے جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔ (طبرانی)

س 16: کوئی مجلس یا اجتماع وغیرہ کے متعلق کیا حکم ہے جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور درود پاک نہ پڑھا گیا ہو۔

ج: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم کسی مجلس میں اکٹھی ہوئی اور پھر (اس مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر وہ منتشر ہو گئی تو مجلس ان کے لئے قیامت کے روز باعث حسرت بننے کے سوا اور کچھ نہیں ہوگی۔ (ابن حبان اور احمد)

س 17: کیا درود پاک پڑھنے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی ہوگی۔

ج: جی ہاں! حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اسے قیامت کے روز میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (طبرانی)

س 18: کیا درود پاک پڑھنا پاکیزگی کا باعث ہے؟

ج: جی ہاں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پڑھا کرو بلاشبہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے (روحانی و جسمانی) پاکیزگی کا باعث ہے (ابوشیبہ)

س 19: درود پاک پڑھنے سے منافقت اور آگ سے چھٹکارا مل سکتا ہے؟

جی ہاں، حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے (ماتھے پر) دونوں آنکھوں کے درمیان منافقت اور آگ (دونوں) سے ہمیشہ کے لئے آزادی لکھ دیتا ہے اور روز قیامت اس کا قیام شہدا کے ساتھ ہوگا۔ (طبرانی) (راوی ثقہ ہیں)



باب نمبر 2:

باب العید

جشن عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

خدا کی نعمتوں کا تذکرہ:

- س 1: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا جائز ہے؟
ج: جی ہاں بلکہ اللہ کا حکم ہے کہ میری نعمتوں کا تذکرہ کرو۔
- س 2: قرآن پاک میں سے کسی ایک جگہ کا حوالہ دیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرنے کا حکم صادر فرمایا ہو۔
ج: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○
وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث ○ (الحق 11:93) ترجمہ اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب تذکرہ کرو۔ (اور اپنے رب کی نعمتوں کا بیان کرو)
- س 3: نعمتوں کا ذکر نہ کرنے والوں کیلئے یا نعمتوں کو جھٹلانے والوں کیلئے سورہ رحمان میں بارہا کیا ارشاد فرمایا۔
ج: سورہ رحمان میں بارہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ○
ترجمہ: پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔
- س 4: نعمت کے عطا ہونے پر شکر ادا کرنے پر کیا ارشاد فرمایا۔

ج: لَيْسَ شُكْرُكُمْ لَا يَزِيدُنَاكُمْ ○ (ابراہیم ۱۴: ۷) ترجمہ: اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کرونگا۔

س: 5 نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں کیلئے کیا ارشاد فرمایا۔

ج: وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ○ (ابراہیم ۱۴: ۷) ترجمہ: اور اگر تم (میری نعمتوں کی) ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے۔

یعنی نعمت کی ناشکری یا نعمت کا جرحہ چاہنے والے پر خدا کے سخت عذاب کی وعید ہے۔

س: 6 خدا تعالیٰ نے بہت سی نعمتوں کا نزول فرمایا مگر کسی پر احسان نہیں جتلیا (اتنی نعمتوں کا نزول فرمایا کہ فرمایا کون کون سی نعمتوں کو جتلاؤ گے)

مگر ایک ایسی عظیم نعمت جو تمام نعمتوں پر اکیلی بھاری ہے اس پر احسان بھی جتلیا وہ نعمت بیان کرو۔

ج: خدا کی سب سے بڑی نعمت جو اس نے مومنین کو عطا فرمائی اور جس پر خدا نے باقاعدہ احسان جتلیا وہ عظیم اور بے مثال نعمت حضور اکرم ﷺ کا اس دنیا میں تشریف لانا ہے۔

س: 7 اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم اور بے مثال نعمت جس پر خدا نے احسان جتلیا اس کا ذکر قرآن پاک میں کہاں ارشاد فرمایا حوالہ دیں۔

ج: سورة العمران آیت نمبر 164 میں اللہ تعالیٰ نے اس احسان عظیم کا ذکر فرمایا۔

س: 8 اس آیت کا متن مع ترجمہ بیان کرو جس میں خدا نے احسان کرنے کا ذکر فرمایا۔

ج: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (القرآن)

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنین (مسلمانوں) پر بڑا ہی احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (اپنا عظمت والا) رسول ﷺ بھیجا۔

س: 9 جس دن کسی نعمت کا نزول ہو اس دن کو یادگار کے طور پر منانا کیسا ہے؟

ج: جس دن کسی نعمت کا نزول ہو اس دن کو یادگار کے طور پر منانا نہ صرف جائز ہے

بلکہ فرض ہے کہ اسے بطور عید منایا جائے تاکہ نعمت کا تذکرہ ہو۔

س 10: جس دن نعمت کا نزول ہوا سے عید کے طور پر منانا چاہیے اسکی قرآن پاک سے کوئی دلیل احوالہ دیں۔

ج: سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 114 میں صرف کھانے کی نعمت کے نزول کے متعلق حضرت عیسیٰ نے عرض کیا تاکہ وہ ہمارے لیے عید قرار پائے۔

س 11: سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 114 جس میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی دعا کا ذکر ہے معہ ترجمہ سناؤ۔

ج: رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا (المائدہ 5: 114) ترجمہ، اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما دے کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے عید (یعنی خوشی کا دن) قرار پائے۔ ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور ہمارے پچھلوں کے لئے بھی۔

س 12: مائدہ کا معنی کیا ہے سورۃ المائدہ کی وجہ تسمیہ بتاؤ (سورۃ المائدہ کا نام مائدہ کیوں رکھا گیا)

ج: مائدہ کھانے (خوان) کو کہتے ہیں اس سورت میں عیسیٰ کی دعا پر عیسیٰ کے ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کھانے کی نعمت عطا فرمائی اس کھانے کی عطا کو یادگار کے طور پر اس سورۃ کا نام المائدہ رکھا گیا۔

س 13: حضرت عیسیٰ پر کھانے کی نعمت عارضی اتری یا مستقل آسمان سے کھانا ان کے آسمان پہ اٹھائے جانے تک ملتا رہا۔

ج: کھانے (خوان) کی نعمت عارضی تھی مگر خدا کی عطاء خصوصی ہونے کی وجہ سے یہ دن عید ہو گئی۔

س 14: جس دن عیسیٰ پر خوان نازل ہوا سے عید کا دن کہا جاسکتا ہے۔ اور قرآنی آیت کے طور پر یادگار ہو سکتا ہے کیا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہو اس دن کو یوم عید کہنا اور منانا منع ہو سکتا ہے۔

ج: جس دن آسمان سے کھانے کا نزول ہو وہ دن عید قرار پائے تو جس دن حضور

تشریف لائے اور حضور ﷺ خدا کی مسلمانوں کیلئے سب نعمتوں سے بڑھ کر اور تمام نعمتیں ایک طرف اور حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ کی نعمت ایک طرف تب بھی حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ کی نعمت بھاری ہے یہ نعمت کے ملنے کا دن تو عیدوں کی عید ہوئی ”ہزاروں عیدیں قربان حضور کے ایک اشارے ابرو پر۔

س 15: آمد مصطفیٰ ﷺ کی نعمت عظمیٰ کا فیض عارضی ہے یا مستقل؟

ج: آمد مصطفیٰ ﷺ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم اور مستقل نعمت ہے اور پوری انسانیت کے لئے باعث رحمت اور خدا کا فضل ہے یہ ایسی مستقل نعمت ہے کہ نہ صرف قیامت تک حضور ﷺ کا فیض رحمت اور برکت جاری رہے گی بلکہ کل یوم حساب میں بھی حضور ﷺ کی شفاعت مسلمانوں کیلئے کام آئے گی اور بخشش کا ذریعہ بنیں گے لہذا اسی نعمت کے نزول کے دن کو عید کے طور پر منانا افضل و اکمل ہے۔

س 16: کیا نزول ماندہ جیسی نعمت کی ولادت باسعادت و بعثت مصطفیٰ ﷺ کی نعمت عظمیٰ سے کوئی نسبت ہو سکتی ہے۔

ج: محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت اور بعثت کی نعمت عظمیٰ پر تو ماندہ جیسی لاکھوں کیا کروڑوں اربوں نعمتیں شکر کی جاسکتی ہیں۔

س 17: قرآن پاک کی آخری آیت جس میں خدا نے دین مکمل ہونے کا اعلان فرمایا ہمارے لیے یہ بھی عید کا دن ہی ہے اس کا حوالہ کسی حدیث پاک سے دیں۔

ج: صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی یہ روایت ہے کہ جب ایک یہودی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ جس دن یہ آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نازل ہوئی اس دن کو بطور عید مناتے ہیں؟ اگر ہماری تورات میں ایسی آیت اترتی تو ہم اسے ضرور یوم عید بنا لیتے اسکے جواب میں حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور جگہ کو جہاں یہ آیت نازل ہوئی خوب پہچانتے ہیں یہ آیت یوم حج اور یوم جمعہ المبارک کو میدان عرفات میں نازل ہوئی اور ہمارے لیے یہ دونوں دن عید کے دن ہیں (کتاب الایمان باب زیادة الایمان و نقصانہ) اس حدیث پاک

سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ نزولِ نعمت کے دن کو بطور عید منانا جائز ہے۔ لہذا جس ہستی کی بدولت ہر روز ہے روزِ عید اور ہر رات ہے شبِ برأت اس کے اپنے آنے کے دن کی قدر و قیمت کا اندازہ کیا ہوگا۔

س 18: کیا خدا کی نعمت کا ذکر کرنا شکر کرنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔

ج: جی ہاں: خدا کی نعمت کا ذکر کرنا اصل میں خدا کا ذکر ہی ہے چونکہ نعمت عطا

فرمانے والی ذات تو وہی خدا ہے تو دراصل یہ اسکی نعمت کا شکر ادا ہو رہا ہوتا ہے۔

س 19: ذکر اور تحذیثِ نعمت کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

ج: ذکر کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اور تحذیثِ نعمت کا تعلق مخلوق سے ہے فرمانِ خدا ہے

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَاَلَا تَكْفُرُونَ ○ پس تم مجھے یاد کیا

کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور (میری نعمتوں کا) انکار نہ کیا کرو۔

س 20: حضور اکرم ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے کون سا دن تھا؟

ج: پیر (سوموار) کے دن صبح صادق کے وقت حضور کی ولادت باسعادت ہوئی۔

س 21: پیر کے دن حضور اکرم ﷺ کا کیا معمول ہوا کرتا تھا۔

ج: حضور اکرم ﷺ پر پیر کو روزہ رکھ کر اپنی ولادت باسعادت کا شکرانہ ادا

فرماتے۔ اور آج بھی حرمین شریفین میں اور اولیاء کرام و بزرگان دین اس سنت

پر عمل کرتے ہیں۔ یعنی نعمتِ مصطفیٰ ﷺ کے عطا ہونے پر ہفتہ وار شکرانہ ادا

کرتے ہیں۔

س 22: حضور اکرم ﷺ پیر کے دن کا روزہ اپنی ولادت باسعادت کی بنا پر رکھتے حوالہ دیں۔

ج: حضور اکرم ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے پوچھا گیا تو آپ

ﷺ نے فرمایا اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز میری بعثت ہوئی اور

اسی روز میرے اوپر قرآن پاک نازل کیا گیا“ (مسلم، الصحیح کتاب الصیام باب

استحباب صیام) بیہقی، السنن الکبریٰ III انسانی IV احمد بن حنبل المسند میں)

حضور اکرم ﷺ نے روزہ رکھ کر

اور بکرے ذبح فرما کر اپنا میلاد منایا

س 23- شکرانے کے طور پر روزہ رکھنے کے علاوہ بھی شکر ادا کرنے کے طریقے ہیں۔

ج: جی ہاں: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کیلئے صدقہ و خیرات کرنا، دوسروں کو کھانا کھلانا اور نعمت خدا کا ذکر کرنا نوافل وغیرہ ادا کرنا یہ سب شکر ادا کرنے کے طریقے ہیں۔

س 24: حضور اکرم ﷺ نے روزہ رکھنے کے علاوہ اور کس طریقے سے اپنا میلاد منایا۔

ج: حضور اکرم ﷺ نے بکرے ذبح کر کے باقاعدہ ضیافت کا اہتمام کر کے بھی اپنا میلاد منایا۔

س 25: حضور اکرم ﷺ نے اپنا میلاد بکرے ذبح کر کے منایا حوالہ دیں۔

ج: اِن النَّبِيِّ ﷺ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ النَّبُوَّةِ (ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔ (ابن ہبلی، السنن الکبریٰ) یہ دراصل حضور ﷺ نے اپنا میلاد خود منایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں بکرے ذبح فرمائے اور ضیافت کا اہتمام فرمایا۔

س 26: حضور اکرم ﷺ نے اپنا عقیقہ اعلان نبوت کے بعد کیا۔ کیا پہلے عقیقہ نہ ہوا تھا۔

ج: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے اِن عَبْدَ الْمَطْلَبِ جَعَلَ لَهٗ مَادِيَةَ يَوْمَ سَابِعَةِ (ترجمہ) بے شک حضرت عبدالمطلب نے ساتویں روز آپ ﷺ (کے عقیقہ) کی دعوت کی۔

اس میں آئمہ کرام کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور ﷺ کا عقیقہ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے ساتویں دن کیا تھا۔ لہذا پہلے عقیقہ ہو چکا تھا۔

س 27: کیا حضور اکرم ﷺ نے چالیس سال بعد عقیقہ کیا؟

ج: حضور اکرم ﷺ چالیس سال تک اپنا عقیقہ کیسے مؤخر کر سکتے تھے۔ کیونکہ خود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الغلام مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَةِ يَوْمِ الْاَسَابِعِ (ترمذی، الجامع الصحیح باب من العقیقہ)

ترجمہ: بچہ اپنے عقیقہ کے باعث گروی رہتا ہے جو اسکی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور ساتویں دن آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے عقیقہ کر دیا تھا۔ لہذا حضور نے تاخیر نہ فرمائی بلکہ یہ اپنا میلا دمنایا تھا۔

س:28 کیا عقیقہ دہرایا بھی جاسکتا ہے۔

ج: جی نہیں۔

س:29 اگر عقیقہ دہرایا نہیں جاسکتا تو حضور اکرم ﷺ نے جو دبکرے ذبح فرمائے ان کی وضاحت کریں۔ بزرگان دین کے حوالے سے

ج: امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب حسن المقصد فی عمل المولد میں حافظ ابن حجر عسقلانی کے دلائل کی تائید میں ایک ایسا استدلال پیش کرتے ہیں جو جشن عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے عقیقہ کرنے کا واقعہ اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے رحمۃ اللعالمین اور اپنی امت کے مشرف ہونے کی وجہ سے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کیلئے خود عقیقہ کیا۔

س:30 حضور اکرم ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لیے خود اپنا عقیقہ کیا ہمارے لیے کیا عمل اسی سنت کے حوالے سے بنے گا۔

ج: ہمارے لیے مستحب اور سنت ہے کہ ہم بھی حضور اکرم ﷺ کے یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں اور کھانا کھلائیں (دوسروں کو) اور دیگر عبادات بجا لائیں اور خوشی کا اظہار شریعت مطہرہ کے دائرے میں رہتے ہوئے موجودہ دور کے تقاضے کے مطابق خوب کریں۔

س:31 حضور اکرم ﷺ نے اپنی بعثت مبارکہ کے بعد جو بکرے ذبح فرما کر دعوت کا

اہتمام فرمایا اصل میں وہ عقیقہ تھا یا ضیافت میلاد۔

ج: حضور اکرم ﷺ نے اپنی بعثت مبارکہ کے بعد اپنی ولادت اور میلاد کی خوشی اور شکرانے میں بکرے ذبح فرما کر ضیافت میلاد کا اہتمام کیا کیونکہ عقیقہ دوبارہ نہیں ہوتا۔

س 32: بعض لوگ بعثت مبارکہ کے بعد حضور اکرم ﷺ کے بکرے ذبح کرنے کو عقیقہ تصور کرتے ہیں آپ کیا کہیں گے۔

ج: دراصل عقیقہ بھی فی نفسہ ولادت پر اظہارِ تشکر ہی تو ہوتا ہے اسے ولادت کی خوشی کی تقریب یا تقریب میلاد کہہ لیں مفہوم ایک ہی ہے کہ ولادت کے موقع پر خوشی منائی جاتی ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ کی آمد نہ صرف مومنین بلکہ جمیع انساہیت کیلئے خوشی منانے کا دن ہے اس لئے دل کھول کر خوشی منانا چاہیے۔

س 33: حضور اکرم ﷺ کا عقیقہ جو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے کیا تھا وہ دورِ جاہلیت میں تھا کیا ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا اعادہ مناسب سمجھا ہوگا؟ جواب میں دلیل دیں۔

ج: یہ سوچ اور سوال ایک جاہلانہ ہے۔ کیونکہ عقیقہ تو ایک صدقہ ہے جبکہ نکاح اور مہر کی ادائیگی عقد ازدواج ہے اور حضرت خدیجہ کا نکاح بعثت نبوی سے پہلے ہوا تھا اور مہر کی ادائیگی حضرت ابوطالب نے اپنی جیب سے کی تھی۔ اگر یہ سوال درست ہوتا تو نکاح اور مہر کی ادائیگی کا اعادہ تو ضرور ہونا چاہیے تھا۔ اس لیے یہ سوال سرے سے ہی درست نہیں۔ کیونکہ شریعت مطہرہ نے دورِ جاہلیت میں کیے گئے جائز کاموں کو سند قبولیت عطا فرمائی اور شرعی احکام نزول وحی کے بعد نافذ کیے گئے (إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ) (سوائے اسکے جو دورِ جاہلیت میں گزر چکا) کے فرمان کے مطابق تو دورِ جاہلیت کے تمام گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ اور ہر گناہ کی الگ الگ توبہ درکار نہیں ہوتی چہ جائیکہ امور صالحہ اور امور مستحسنہ نکاح، عقیقہ معاہدے اور ایسے تمام امور خیر برقرار رہتے ہیں۔ اس لیے امام سیوطی فرماتے

ہیں کہ دوبارہ عقیقہ کرنے کی کوئی بھی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی شریعت کا تقاضہ تھا۔ پس ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے بعثت کے بعد خود اپنا میلا دمناتے ہوئے بکرے ذبح فرمائے۔

س 34: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت پر کیسے خوشی کا اظہار فرمایا۔

ج: روایات شاہد ہیں کہ ولادت مصطفیٰ ﷺ کا پورا سال نادر الوقوع مظاہر اور محیر العقول واقعات کا سال تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں اور برکتوں کا نزول جاری رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی دنیا میں آمد کے موقع پر اس قدر چراغاں کیا کہ مشرق تا مغرب سارے آفاق روشن ہو گئے۔

س 35: حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خدا نے روشنی اور نور بکھیر دیا اس کا حوالہ دیں۔

ج: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ان سے بیان کیا ”جب ولادت نبوی ﷺ کا وقت آیا تو میں سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے پاس تھی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے آسمان سے نیچے ڈھلک کر قریب ہو رہے ہیں یہاں تک میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے اوپر گر پڑیں گے پھر جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو سیدہ آمنہ سے ایسا نور نکلا جس سے پورا گھر جس میں ہم تھے اور حویلی جگمگ کرنے لگی اور مجھے ہر شے میں نور ہی نور نظر آیا“

س 36: حضرت عثمان بن ابی العاص کی بیان کردہ یہ روایت جن کتابوں میں بیان ہوئی ان میں سے چند ایک کا ذکر کریں۔

ج: (1) طبرانی نے المعجم الکبیر میں۔ (2) طبری نے تاریخ الامم والملوک۔ (3) بیہقی نے دلائل النبوة و معرفہ احوال الشریعہ۔ (4) ابن جوزی نے المعتمد فی تاریخ الامم والملوک، ابن عساکر نے تاریخ دمشق و دیگر کتب۔

س 39: حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا قول مبارک بیان کریں جس میں روشنی اور نور کا ذکر ہے۔

ج: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے“ ایک روایت میں سیدہ آمنہؓ سے مروی ہے کہ وقت ولادت ان سے ایسا نور خارج ہوا جس کی ضوء پاشیوں سے ان کی نگاہوں پر شام میں بھری کے محلات اور بازار روشن ہو گئے۔ یہاں تک انہوں نے بھری میں چلنے والے اونٹوں کی گردنیں بھی دیکھ لیں“

س 40: حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے قول مبارک جو بیان کیا ہے اس کا حوالہ دیں۔

ج: (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ۱۰۲)، (طبرانی، المعجم الکبیر)، (ابن حیان، اسح)، (عبدالرزاق، المصنف)، (دارمی، السنن)، (ودیگر کتب سیرہ و تاریخ میں)

س 41: یوم عاشورہ کو مدینہ کے یہودی روزہ کیوں رکھتے تھے؟

ج: یوم عاشورہ (دس محرم) کو حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں یہودی بطور شکرانے روزہ رکھتے اور خوشی مناتے کیونکہ یہ وہ دن تھا جب حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات ملی اس طرح یہ دن ان کیلئے فتح اور آزادی کا دن تھا۔

س 42: حضور اکرم ﷺ نے یہود مدینہ کا یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا اور خوشی منانا دیکھ کر کیا ارشاد فرمایا۔

ج: حضور اکرم ﷺ نے یہود مدینہ کا یوم عاشورہ کا روزہ رکھ کر اظہار تشکر منانا دیکھ کر فرمایا کہ موسیٰ پر میرا حق نبی ہونے کے ناطے ان سے زیادہ ہے چنانچہ آپ ﷺ نے عاشورہ کے دن اظہار تشکر کے طور پر خود بھی روزہ رکھا اور اپنے صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

س 43: یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا کے متعلق حوالہ جات دیں۔

ج: ۱۔ بخاری الصحیح کتاب الصوم + کتاب الانبیاء + کتاب فضائل الصحابہ

۲۔ مسلم، الصحیح کتاب الصیام باب صوم عاشورہ،

۳۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الصوم

۴۔ ابن ماجہ، السنن،

۵۔ احمد بن حنبل و دیگر احادیث کی کتب میں درج ہیں۔

س 44: یوم عاشورہ کا اظہار تشکر سے روزہ رکھنا عید میلاد النبی ﷺ منانے سے کیا استدلال ہے؟

ج: یوم عاشورہ کو اظہار تشکر میں روزہ رکھنا سے یہ استدلال ہے کہ اگر یہود اپنے پیغمبر کی فتح اور اپنی آزادی کا جشن عید کے طور پر منا سکتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو بدرجہ اولیٰ اس کا حق پہنچتا ہے کہ ہم حضور نبی ﷺ کی ولادت کا جشن مثالی جوش و خروش سے منائیں جو اللہ کا فضل اور رحمت بن کر پوری انسانیت کو ہر قسم کے مظالم اور نا انصافیوں سے نجات دلانے کے لئے اس دن دنیا میں تشریف لائے۔

س 45: یوم آزادی، یوم دفاع و یوم پاکستان وغیرہ منانا جائز ہے؟

ج: یوم عاشورہ سے استدلال سے یوم آزادی، یوم دفاع وغیرہ منانا جائز ہے تاکہ اظہار تشکر بھی ہو جائے اور بڑوں کی کارکردگی کی یاد تازہ رہے۔

س 46: اگر یوم آزادی، یوم پاکستان اور یوم دفاع میں چراغاں کرنا اور جوش و خروش سے

منانا جائز ہے تو عید میلاد النبی ﷺ کا جوش و خروش سے منانا کیسے ناجائز ہوگا؟

ج: جس دن زمین کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو حاصل کیا گیا یا دفاع کیا گیا اگر وہ

دن منانا اور اس دن چراغاں کرنا جائز اور مناسب ہے تو جس دن پوری انسانیت

کے نجات دہندہ تشریف لائے اور جن کے صدقے اور وسیلے سے یہ ملک

پاکستان بھی عطا ہوا۔ اس دن کو یعنی عید میلاد النبی ﷺ کو تو تمام خوشیوں سے

بڑھ کر خوشی اور تمام شکرانوں سے بڑھ کر شکر سے اور پورے جوش و خروش سے

منانا صرف جائز ہے بلکہ فرض عین ہے۔

س 47: کیا حضور اکرم ﷺ کو خدا نے تمام انسانیت کا نجات دہندہ بنا کر بھیجا ہے؟
حوالہ دیں۔

ج: جی ہاں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَلَا غُلَّةَ لِي كَانَتْ عَلَيْهِمُ (الاعراف ۷: ۱۵۷) ترجمہ: اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق (قیود) جو ان پر تھے ساقط فرماتے (اور انہیں نعمت آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے دنیا میں تشریف لا کر غلامی کی زنجیریں توڑ ڈالیں۔ کفر و شرک کے بتوں کو پاش پاش کر دیا اور انسانیت کو ظلم و ستم، نفرت و کدورت، گناہ و معصیت سے نجات دلا کر عدل و انصاف اور اخوت کے رشتوں میں پرو دیا۔ اس لیے حضور اکرم ﷺ کی آمد نسل انسانیت کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔ تو ایک مومن کے لئے سب سے بڑی نعمت کے عطا ہونے کا تقاضا ہے کہ اس دن بدرجہ اتم سراپا تشکر و امتنان بن جائے اور اظہار خوشی مسرت میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔

س 48: حضور اکرم ﷺ کی آمد کے متعلق خدا نے اپنی نعمت کا ذکر کن الفاظ میں فرمایا کہ اپنی نعمت کو یاد رکھنے کا حکم فرمایا۔

ج: فرمان الہی ہے وَاذْكُرُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرْتُمْ بِنِعْمَةِ إِخْوَانِنَا (العمران ۳: ۱۰۳)

ترجمہ: اور اپنے اوپر (کی گئی) اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں (حضور ﷺ کی وساطت سے) الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

س 49: ٹوٹے دلوں کو جوڑ کر انسانیت کو رشتہ اخوت میں جوڑنا کیسی نعمت ہے اس کی نظیر تاریخ عالم میں تلاش کریں؟

ج: ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا اور گروہوں و قبیلوں میں بیٹی ہوئی انسانیت کو رشتہ اخوت و محبت میں پرونا اتنا بڑا واقعہ ہے جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے

قاصر ہے۔ لہذا میلاد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی منانا اور شکر الہی بجالانا امت مسلمہ پر سب خوشیوں سے بڑھ کر واجب کا درجہ رکھتا ہے۔

س 50: حضور اکرم ﷺ نے حضور ابوامامہ کے پوچھنے پر آپ ﷺ کا نبوت کی شروعات کیسے ہوئی؟ کیا ارشاد فرمایا؟

ج: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ”میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں، اور (میری ولادت کے وقت) میری والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ ان کے جسم اطہر سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔“ (احمد بن حنبل، المستدرک ۲۔ امام بخاری نے التاریخ الکبیر والتاریخ الاوسط میں و دیگر ائمہ محدثین نے کثرت سے اس حدیث کو بیان کیا)۔

س 51: انبیاء کی یاد منانا جائز ہے؟ فرمان الہی بھی بتائیں۔

ج: جی ہاں، خدا فرماتا ہے **وَإِذْ كُرُ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ** اور کہیں فرمایا **وَإِذْ كُرُ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِيقًا نَبِينًا** (مریم) اور کہیں ارشاد ہوا **وَإِذْ كُرُ فِي الْكِتَابِ مُوسَى** (مریم: ۵۱) تو قرآن و سنت کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندوں کا ذکر کرنا نہ صرف عبادت ہے بلکہ یہ خالق کائنات کی سنت بھی ہے۔

س 52: نماز پنجگانہ کے فرائض کن کی یاد دلاتی ہے؟

ج: نماز پنجگانہ کے فرائض کی رکعتیں ہمیں خدا کے انبیاء کی یاد دلاتے ہیں جو شکرانے کے طور پر خدا کے آگے سجدہ ریز ہوئے۔

س 53: نماز پنجگانہ جن انبیاء کی یاد دلاتے ہیں مختصراً لکھیں حوالہ بھی دیں۔

ج: ۱۔ جب صبح کے وقت ابوالبشر حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پس وہ نماز فجر ہو گئی۔ ۲۔ ظہر کے وقت حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق سے نوازا گیا تو (انہوں نے شکرانے کے طور پر) چار رکعتیں ادا کیں پس وہ نماز ظہر ہو گئی۔ ۳۔ حضرت عزیز کو (سوسال بعد) اٹھایا گیا تو ان

سے پوچھا گیا اس حالت میں کتنا عرصہ رہے انہوں نے کہا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ: پس انہوں نے چار رکعت ادا کیں جو نماز عصر ہو گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ حضرت عزیزؓ اور داؤدؑ کی مغرب کے وقت مغفرت ہوئی تو انہوں نے شکرانے کے طور پر چار رکعت نماز شروع کی (مگر نقاہت اور کمزوری کے باعث) تھک کر تیسری ہی رکعت میں بیٹھ گئے (اس طرح چوتھی رکعت مکمل نہ ہو سکی) پس وہ نماز مغرب ہو گئی۔ ۵۔ اور جس ہستی نے سب سے پہلے آخری نماز (نماز عشاء) ادا کی وہ ہمارے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

حوالہ: امام طحاوی نے امام محمد بن عائشہ کا قول نقل کرتے ہوئے شرح معانی الآثار میں بیان کیا۔

س 54: نماز پنجگانہ سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کا استدلال دیں۔

ج: جس طرح دن بھر کی ان تمام نمازوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے انبیاء کرام کی یاد کا تسلسل بنا دیا اور ہر نماز کسی نہ کسی نبی کی یاد ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو عمل قبول فرمایا اس کی یاد منانا نہ صرف جائز ہے بلکہ دین اسلام کی بنیادی فکر و فلسفہ اور تقاضا ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ میں بھی حضور رحمت عالم ﷺ کے واقعات و ولادت کی یاد منائی جاتی ہے جو سراسر جائز اور منشاء خداوندی کے عین مطابق ہے۔

س 55: حج اسلام کا رکن ہے اور زندگی میں ایک مرتبہ کرنا ضروری ہے کیا حج میں کوئی اضافی عبادت بھی ہے کہ اس کی اہمیت بہت زیادہ ہو گئی۔

ج: جملہ مناسک حج میں کوئی اضافی عبادت نہیں بلکہ معمول کی عبادات میں کمی ہے۔ کہ ظہرین اور مغربین ادا کی جاتی ہیں۔ دراصل حج خدا کے برگزیدہ بندوں کی اداؤں کو دہرانا ہے تاکہ ان بندوں کی یاد تازہ ہو جائے جنہوں نے خدا کے حکم پر چلتے ہوئے ان اداؤں کو اپنایا۔ وہ ادا نہیں یا دگار کے طور پر مناسک حج میں جمع کر دی گئی۔ جنہیں فرض کا درجہ مل گیا۔ حالانکہ حج ساری مشقت ہی ہے مگر ان

اداؤں سے گزر کر ایک مسلمان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہو۔

س 56: اگر انبیاء اور برگزیدہ بندوں کی اداؤں کی ادائیگی اسلام کا رکن اہم ہے تو حضور ﷺ جن کی بدولت حج کا رکن مسلمانوں کو عطا ہوا ان کے آمد کی خوشی منانا جائز ہے۔

ج: حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک مومن اپنے والدین کو خوش ہو کر دیکھے تو ایک مقبول حج کا ثواب ہے اسی طرح کئی حج کے ثواب مختلف جگہوں پر عنایت فرمائے تو جن کی بدولت دیکھنے سے انسان کو ثواب میسر ہو جائے ان کی ولادت کی خوشی منانے پر تو خدا کئی حجوں کے ثواب مرحمت فرماتا ہوگا۔

س 57: وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ○ (سورة الحج: ۲۲: ۲۷) کا ترجمہ و تفسیر بیان کریں۔

ج: ترجمہ: اور تم لوگوں میں حج کا بلند آواز سے اعلان کرو۔ لوگ تمہارے پاس پیدل اور تمام دبلے اونٹوں پر (سوار) حاضر ہو جائیں گے جو دور دراز کے راستوں سے آتے ہیں۔

تفسیر: حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت مبارکہ کے بارے فرماتے ہیں (تفسیر کعبہ کے بعد) ”حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر ندا دی اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے پس جو کوئی مردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں میں تھا اس نے سنا۔ پس مومنین میں سے اللہ کے علم کے مطابق جس نے قیامت تک حج کرنا تھا۔ آپ کی پکار کا جواب دیتے ہوئے کہا لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ (اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں)

(۱۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۲۔ سیوطی تفسیر ماثوریہ عسقلانی، فتح الباری)

س 58: حج کی سعادت کن لوگوں کو حاصل ہوتی ہے حدیث پاک سے حوالہ دیں۔

ج: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا ”سیدنا ابراہیمؑ جب بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلان کا حکم فرمایا۔ پس آپ ایک مینار پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو! بے شک تمہارے پروردگار نے تمہارے لیے گھر تعمیر کر دیا ہے سو تم اس کا حج کرو اور اللہ رب العزت کا پیغام قبول کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا مردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں سے لوگوں نے جواب دیا۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج جو شخص جتنی مرتبہ حج کرتا ہے تو وہ انہی میں سے ہوتا ہے جنہوں نے ابراہیمؑ کی پکار پر لبیک کہا تھا۔“

(۱۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۲۔ ابن ابی شیبہ المصنف)

س 59: تلبیہ (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ) کی پکار کے متعلقہ استدلال جشن عید میلاد النبی ﷺ سے دیں۔

ج: تلبیہ یعنی لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ کی پکار ہزاروں سال قبل ایک لمحہ کے لئے بلند ہوئی لیکن آج حجاج کرام اس پکار کو اپنے تصور میں جاگزیں کر کے اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور اللہ کے پیارے خلیلؐ سے متعلق ایک واقعہ کی یاد مناتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی شے یا واقعہ کو تصور و تخیل میں لا کر اس کی یاد منانا منشاء اسلام کے عین مطابق ہے۔

جشن عید میلاد النبی ﷺ میں بھی ہم آپ ﷺ کی آمد کو تصور میں اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں اور خوشی و مسرت اور سرور انبساط کا اظہار کرتے ہیں۔ جشن میلاد کی مختلف تقریبات اور محافل نعت کے ذریعے آپ ﷺ کی ولادت کی یاد منائی جاتی ہے۔ جس میں کوئی قباحت نہیں۔

س 60: طواف کا کیا معنی ہے بتاؤ؟

ج: بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانا اصطلاح میں ”طواف“ کہلاتا ہے۔

س 61: طواف کیوں کیا جاتا ہے۔ طواف کا استدلال جشن میلاد النبی ﷺ سے دیں۔

ج: طواف کرنا بھی انبیاء کی سنت ہے تو طواف کرنا سنت انبیاء کی یاد منانا ہے پس

عید میلاد النبی ﷺ منانا دراصل اللہ کی عطا کی ہوئی عظیم نعمت کو شکرانے کے طور پر منانا ہے جو سراسر خدا کا شکر ادا کرنا اور نعمت الہی کی اقدار میں سے ایک اہم قدر ہے۔

س 62: طواف کے دوران ”رمل“ کسے کہتے ہیں؟

ج: کعبۃ اللہ کا طواف مناسک حج کا ایک اہم حصہ ہے۔ حجاج کرام کو یہ حکم ہے کہ وہ طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑا کر چلیں تو پہلے تین چکروں میں اکڑا کر چلنا اصطلاحاً ”رمل“ کہلاتا ہے۔

س 63: رمل کیوں کیا جاتا ہے وجہ بیان کریں؟

ج: ہجرت مدینہ کے بعد مسلسل محنت و مشقت اور بھوکے رہنے کی وجہ سے مسلمان دبلے پتلے اور کمزور ہو گئے۔ صلح حدیبیہ کے اگلے سال جب وہ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ پہنچے تو ان کی حالت سے نقاہت کا اظہار ہوتا تھا۔ طواف کعبہ کرتے ہوئے انہیں آہستہ آہستہ چلتے دیکھ کر کفار مکہ طعنہ زنی کرنے لگے کہ مسلمان مکہ میں تھے تو خوشحال تھے مدینہ جا کر ان کی حالت ابتر ہو گئی ہے کہ ٹھیک طرح سے چل بھی نہیں سکتے۔ حضور اکرم ﷺ کو کافروں کی اس طعنہ زنی اور استہزاء کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ کافروں کی بات غلط ثابت کرنے کے لئے طواف کے دوران اکڑا کر اور کندھے مٹکا کر چلیں۔ اس وقت سے یہ انداز مناسک حج میں شامل ہو گیا۔

س 64: عام حالات میں اکڑا کر چلنا جائز ہے۔

ج: عام حالات میں اکڑا کر چلنے سے خدا نے منع فرمایا اور اسے ناپسند کیا۔

س 65: کیا رمل کرنا اب بھی جائز ہے جبکہ مشرکین و کفار وہاں موجود نہیں۔

ج: اگرچہ سرزمین حرم کفار و مشرکین کے وجود سے خالی ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں لیکن اب تک طواف کی ادائیگی کا معمول یہی ہے جبکہ عام حالات میں اکڑا کر چلنا تکبر اور غرور کی علامت ہے اور خدا کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے مگر حج

میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ محبوب بندوں کی یاد تازہ کراتا ہے۔

س 66: حج کے دوران رمل کرنا عام حالات سے برعکس ہے کیوں؟ عید میلاد النبی ﷺ منانا رمل کرنے سے دلیل پیش کریں۔

ج: رمل کرنا یعنی پہلے تین چکروں میں طواف کے دوران اکڑ کر چلنا عام حالات کے برعکس ہے کیونکہ یہاں اکڑ کر چلنا صحابہؓ کی یاد منائی جاتی ہے۔ صحابہؓ کے انداز طواف کی یاد منانا عام حالات سے برعکس جائز ہوا تو خدا کی عظیم اور لازوال نعمت کے نزول کے دن کو منانا صریحاً جائز ہوا بلکہ از حد ضروری ہوا۔

۲۔ جو کام خدا کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ ہو مگر اس کے بندوں کی یاد تازہ کرنے کے لئے کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہ ہو تو جو کام جائز بھی ہو اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی ولادت باسعادت کی یاد تازہ کرنے کے لئے منایا جائے اسے کون چیلنج کر سکتا ہے سوائے حاسد ہیوقوف اور بے ایمان کے۔

س 67: طواف میں اضطباع کیا ہے؟ اور یہ یکس کی یاد منائی جاتی ہے؟

ج: طواف میں احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر ڈالنا ”اضطباع“ کہلاتا ہے۔ رمل کے ساتھ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو اضطباع کا حکم بھی فرمایا اور خود بھی اس پر عمل کیا۔ اب تمام حجاج و معتمرین پر لازم ہے کہ حضور ﷺ کے حکم کی یاد تازہ کرنے کے لئے اس پر عمل کریں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی ولادت کے دن کو شکرانے کے طور پر منانا ضروری ہے۔

س 68: حج و عمرہ میں مناسک حج میں سے ایک سعی کرنا بھی ہے سعی سے کیا مراد ہے؟

ج: طواف کعبہ کے بعد صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگانا سعی کہلاتا ہے۔

س 69: صفا مروہ کی سعی کرنا کس کی سنت ہے واقعہ بیان کریں۔

ج: حضرت ابراہیمؑ اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اپنے دو سالہ بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو مکہ کی بے آب گیاہ وادی میں چھوڑ کر چلے گئے۔ پانی مشکیزہ سے ختم

ہو گیا تو ننھا اسماعیلؑ پیاس سے رو رہا تھا۔ اپنے معصوم بچے کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہؑ کبھی صفا پہاڑی کی طرف اور کبھی مروہ پہاڑی کی طرف بھاگتی اور اس طرح سات چکر لگائے۔ خدا تعالیٰ کو اپنی بندی کا اس طرح اپنے بیٹے کی پیاس مٹانے کے لئے پانی کے لئے بھاگنا اتنا پسند آیا کہ اسے مناسک حج کا حصہ بنا دیا اور صفا و مروہ کے لئے فرمایا **إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ** (البقرہ: ۱۵۸) بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

س 70: جشن میلاد النبی ﷺ کا جوش و خروش سے منانے کی دلیل صفا مروہ کی سعی کرنے سے دیں۔

ج: خدا کے برگزیدہ بندوں کے وہ کام جو عبادت کی نیت سے نہ کیے گئے ہوں اور نہ ہی اس دوران کوئی مخصوص ذکر و اذکار ہوں جیسے سعی کرنا کو بھی خدا ایسے مقبول کر دیتا ہے کہ اسے مناسک حج میں شامل فرما کر اپنی نشانیوں میں ہونے کا اعلان فرما رہا ہے تو جس دن وجہ تخلیق کائنات اس دنیا میں ہمارے فائدہ اور کامیابی کے لئے تشریف لائیں اس دن کی یاد منانا تو کمال درجہ اعمال میں سے اہم عمل کی بات ہے۔

جس طرح حضرت ہاجرہ کا پانی کے حاصل کرنے کی سعی کرنا کے دوران جو کیفیت تھی وہ کیفیت اب بھی وارد کر کے اس کی یاد منانا جائز ہو حالانکہ ہزاروں سال کا عرصہ بیت چکا ہے اور پہاڑیاں بھی اپنی اصل حالت میں باقی نہیں۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی ولادت کو منانا کہ دلوں میں حضور ﷺ کے عشق کی چنگاری سلگائی جائے اور آپ ﷺ کی اطاعت کی ترغیب دی جائے بالکل جائز اور مستحسن عمل ہے۔

س 71: حج و عمرہ کے دوران حجر اسود کا استلام اور بوسہ کیوں لیا جاتا ہے اس پر حضرت عمر فاروقؓ کا قول بیان کریں۔

ج: حضرت عمر فاروقؓ نے کعبۃ اللہ میں کھڑے ہو کر حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا

” (اے حجر اسود) تو محض ایک پتھر ہے اگر میں نے حضور ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا“ (یہ کلمات ادا کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو چوما) (مالک، الموطا، کتاب الحج، ۲۔ احمد بن حنبل، المسند) صحابہ کرامؓ کے نزدیک حجر اسود کا بوسہ لینا صرف مقصد حضور ﷺ کی سنت کی یاد تازہ کرنا تھا اور یہی سنت تاقیامت جاری رہے گی حضور ﷺ کی سنت اور ادا کی یاد تازہ کرنا اتنا اہم ہوا تو جب وہ وجود مسعود کے نزول کا وقت تھا اس دن کی یاد تازہ کرنا اس سے بھی اہم ہوا۔

س 72: آب زم زم کا وجہ تسمیہ بیان کرو۔

ج: جب حضرت اسماعیلؑ نے دو سال کی عمر میں اپنی اڑھیاں زمین سے گر گئیں تو خدا نے چشمہ جاری فرما دیا۔ حضرت ہاجرہ نے پانی زور سے بہتے دیکھ کر فرمایا زم زم یعنی ٹھہر جا تو اس یادگار کی وجہ سے آب زم زم آج بھی کہلاتا ہے۔

س 73: میدان عرفات، مزدلفہ اور منیٰ حضرت آدم و حضرت حوا علیہ السلام کی یادگار ہیں حوالہ دیں وجہ تسمیہ بھی بتائیں۔

ج: جس میدان میں حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ دنیا میں ایک دوسرے کے قریب ہوئے اس کا نام مزدلفہ پڑ گیا اور جس میدان میں ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ نویں ذوالحجہ کو اس کا نام میدان عرفات (پہچان) ہو گیا اور اس دن کو یوم عرفہ پہچان کا دن پڑ گیا۔ جبکہ منیٰ حضرت آدمؑ نے جنت کی خواہش کا اظہار کیا تو منیٰ نام پڑ گیا یعنی خواہش تو نام بھی یادگاری کے طور پر مشہور ہوئے۔ (طبری، تاریخ الامم والملوک + ابن اشیر + ابن سعد)

س 74: عرفات و مزدلفہ میں ظہرین اور مغربین کی ادائیگی کس کی ادا ہے؟

ج: وقت پر نماز کا ادا کرنا حکم ہے لیکن حجاج کرام میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کرتے ہیں۔ اس طرح مغرب کا وقت میدان عرفات میں ہونے کے باوجود وہاں نماز ادا نہیں کرتے بلکہ نماز مغرب مزدلفہ جا کر عشاء کی

نماز کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور یہ سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جس کی یاد حجاج کرام عرفات اور مزدلفہ میں مناتے ہیں۔ لہذا حضور ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا سوشہید کا ثواب ہے تو آپ ﷺ کے میلاد کا دن منانا بھی کئی گنا ثواب و اجر کا باعث ہے۔

س 75: قربانی حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے اسے لٹایا مگر خدا نے دنبہ بھیج کر کیا فرمایا؟

ج: آج بھی سنت ابراہیمؑ کے انہی واقعات کو تخیل و تصور میں لا کر قربانی کی جاتی ہے۔ جس کے لئے خدا نے فرمایا ”اور قربانی کے بڑے جانوروں کو تمہارے لیے اللہ کی نشانیاں میں سے بنا دیا ہے“۔ (الحج: ۲۲: ۳۶)

س 76: رمی الجمرات کیا ہے۔ یہ کس کی یاد تازہ کرتا ہے؟

ج: حجاج کرام تین دن منیٰ میں قیام کرتے ہیں اور ان ستونوں کو کنکریاں مارتے ہیں جو جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبیٰ کے نام سے معروف ہیں۔ جسے رمی الجمرات کہتے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی یاد تازہ کرتا ہے جو انہوں نے شیطان کو انہی مقامات پر کنکریاں مار کر زمین میں دھنسا یا تھا۔ آج بھی حجاج کرام ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے رمی الجمرات دہراتے ہیں حالانکہ اسی دوران ہلاکتوں کا خوف بھی ہوتا ہے اور جبکہ شیطان اس جگہ موجود بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اتنی لگاتار وہ کنکریاں خوا مخواہ تو کھا نہیں سکتا۔ لہذا اسی طرح حضور ﷺ کی ولادت کو جشن کے طور پر ایسے ہی منانا جیسے ابھی آپ ﷺ تشریف لائیں ہوں بڑا احسن عمل ہے۔

س 77: مقام ابراہیمؑ کیا ہے؟

ج: لغت کی رو سے مقام قدم رکھنے کی جگہ کو کہتے ہیں (جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت قتادہؓ و دیگر کے قول کے مطابق) مقام ابراہیمؑ اس پتھر کو کہا جاتا ہے جسے لوگ اب مقام ابراہیمؑ کے نام سے پہنچانتے ہیں اور اسکے نزدیک طواف کی

حرج ہے۔

س 87: تمام انبیاء حضور ﷺ پر ایمان لائے مگر حضور اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کس طرح کی۔ حوالہ دیں۔

ج: امام رازی سورۃ العمران کی آیت نمبر 81 (میثاق) کی تفسیر میں فرماتے ہیں تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں سے یہ عہد لیتے رہے کہ جب حضرت محمد ﷺ تشریف لائیں تو ان پر واجب ہے کہ حضور ﷺ پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ کا ذکر کیا اور قوم کو بشارت دی۔

س 88: حضرت عیسیٰ نے حضور ﷺ کی آمد کا ذکر اپنی قوم میں کیا۔ سورۃ کا حوالہ دیں۔

ج: سورۃ القف کی آیت نمبر چھ میں (۶۱-۶۰)

س 89: سورۃ القف کی آیت نمبر چھ کا ترجمہ سناؤ۔

ج: ”اور جب حضرت عیسیٰ ابن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں، تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں، مجھ سے پہلے آنے والی تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول ﷺ کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا اسم گرامی (آسمانوں میں اس وقت) احمد ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کے آمد کی دھوم پہلے ہی گروہ انبیاء سے خدا نے فرمادی تھی اب ہم خدا اور انبیاء کی سنت پر چلتے ہوئے جشن میلاد مناتے ہیں۔“

س 90: حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر مبارکہ سابقہ امم میں کتنا مشہور تھا؟

ج: تمام اہل کتاب حضور اکرم ﷺ کے رتبے اور فضیلت سے اپنے انبیاء کی

وساطت سے خوب واقف تھے کہ فرمان الہی: الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ ط (البقرہ: 146) ترجمہ: اور جن

لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس (آخر الزمان رسول ﷺ) کو اسی

طرح پہچانتے ہیں جیسے بلاشبہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔“

یہی وجہ تھی کہ یہودی مدینہ میں پہلے ہی آ کر آباد ہو چکے تھے کیونکہ یہ بھی چرچا عام تھا کہ حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف فرما ہونگے۔ پس ہمارے لیے فرض ہے کہ حضور ﷺ کی آمد کے چرچے تا قیامت جاری رکھیں۔

س 91: حضرت ابراہیم کی دعا آمد مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے امت مسلمہ کو کن الفاظ میں عطا ہوئے۔ حوالہ دیں۔

ج: سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 151 اور سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 2 ملاحظہ فرمائیں۔

س 92: سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 151 بمعہ ترجمہ بیان کرو۔

ج: كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ○

ترجمہ: اس طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول ﷺ بھیجا جو تم پر ہماری آیات تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک و صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

س 93: سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 2 کا ترجمہ و آیت سنائیں۔

ج: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول ﷺ کو بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کے (ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں بیشک وہ لوگ ان سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

س 94: ان دونوں آیات میں خدا نے کون سی صفات حضور ﷺ کی بیان فرمائی اور ہمیں کن امراض سے نجات بخشی؟

ج: ۱۔ خدا کی آیات کی تلاوت کرنا یعنی خدا کے احکام ہم تک پہنچانے کا کام حضور ﷺ کے ذریعے

- ۲۔ دانائی حکمت عقل و شعور کی عظیم نعمتوں سے بہرہ مند کرنے والے
 ۳۔ گناہوں سے پاک اور منزہ کرنے والے
 ۴۔ گمراہی اور ضلالت سے نکالنے والے (نجات دہندہ)
 ۵۔ وہ علم دینے والے جن سے پہلے ہم ناواقف تھے۔ (شُرک و کفر سے پاک کرنے والے)

س 95: حضور اکرم ﷺ کا دنیا میں تشریف لا کر ہمیں اپنا امتی بنا نا خدا نے کون سے انعام میں ذکر کیا۔

ج: ذَلِكْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○
 (الجمعة: ۶)

ترجمہ: یہ (رسول اللہ ﷺ کی آمد اور ان کا فیض و ہدایت) اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (یعنی حضور ﷺ کی بعثت ہمارے اوپر خدا کا فضل عظیم ہے)۔

س 96: حضور اکرم ﷺ کو خدا نے ہمارے لیے کیا بنایا؟

ج: حضور اکرم ﷺ ہمارے لیے اللہ کا فضل اور رحمت بن کر تشریف لائے۔

س 97: حضور ﷺ ہمارے لیے اللہ کا فضل اور رحمت بن کر تشریف لائے حوالہ دیں۔

ج: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ○ (الانبیاء: 107)

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

۲۔ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُمْ مِنَ الْخٰسِرِينَ ○ (البقرہ: 64)

پس اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم یقیناً تباہ ہو جاتے۔
 اسی طرح سورہ النساء کی آیت نمبر 83 میں بھی فرمایا گیا اور سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 4 بھی ملاحظہ فرمائیں۔

س 98: آئمہ تفسیر نے فضل اللہ سے کیا مراد لی ہے۔ حوالہ دیں۔

ج: حضرت عبداللہ بن عباسؓ افضل العظیم کی مراد یوں بیان کرتے ہیں کہ
فضل عظیم دین اسلام اور نبوت محمدی ﷺ کی صورت میں احسان عظیم ہے۔
(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس علامہ طبری مجمع البیان فی القرآن میں بیان
کرتے ہیں ”وہ اس احسان عظیم والا ہے جو اس نے اپنی مخلوق پر بعثت محمدی
ﷺ کے ذریعے کیا“۔

ابن جوزی زادا المسیر فی علم التفسیر میں لکھتے ہیں اور اللہ بہت بڑے فضل والا
ہے۔ (اور اس کا فضل) بعثت محمدی ﷺ کے ذریعہ ہوا۔ ”و دیگر ائمہ تفاسیر
نے حضور ﷺ کو خدا کا فضل مراد لیا ہے۔

س 99: حضور ﷺ کی آمد بلاشبہ خدا کا فضل عظیم اور اللہ کی رحمت ہے تو اس کے عطا
ہونے پر خدا کا ارشاد سنائیں۔

ج: فرمان الہی ہے قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ
خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ (یونس۔ ۵۷)

ترجمہ: فرمادیتے ہیں (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو
بعثت محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر
خوشیاں منائیں یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع
کرتے ہیں۔ لہذا حضور ﷺ کی آمد پر خوشیاں منانا فرض ہے۔

س 100: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ فِي قُلْ کی حکمت بیان کریں۔

ج: قُلْ فعل امر کا صیغہ ہے جس کے معنی ہے کہہ دے۔ اصول یہ ہے کہ قرآن مجید
میں جہاں بھی نکلے قُل سے کسی امر کی نشاندہی کی گئی ہے وہ دین کے بنیادی اور اہم
ترین حقائق کے متعلق ہے۔ تو یہاں بھی قُل فرما کر حضور ﷺ کی آمد کی
خوشیاں منانے پر زور دیا گیا ہے۔

س 101: قُل سے حکم کی اہمیت بڑھ جاتی ہے مثالیں دیں۔

ج: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کا اعلان فرما کر توحید کا صحیح تصور واضح فرمانا

چاہا تو فرمایا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ اسی طرح محبت الہی کے حصول کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ پھر کامل اظہار زندگی، موت و حیات، عبادات اور ہر قسم کی قربانی کا فلسفہ واضح کرتے ہوئے کہیہ سب کچھ اللہ کے لئے ہے فرمایا: قُلْ إِنْ صَلَّيْتُ وَ نَسَّيْتُ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○۔ لہذا لفظ قل سے حکم کی اہمیت اور فضیلت بڑھ جاتی ہے تو یہاں آمد مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت کے متعلق فرمایا فرحت محسوس کرتے ہوئے خرچ کرو اس پر خرچ کرنا جمع کرنے سے کہیں بہتر ہے۔

س 102: فَلْيَفْرَحُوا فِي مَا أُعْطِيَ اللَّهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

ج: حضور اکرم ﷺ کی آمد میں جو خدا کا فضل اور رحمت امت مسلمہ پر ہوئی اس پر ایسی خوشی منانے کا حکم صادر فرمایا گیا ہے دنیا کی باقی تمام خوشیاں یعنی شادی بیاہ، منگنی، لڑکے کی پیدائش اور کاروبار میں کافی منافع وغیرہ کی خوشیاں ایک طرف اور حضور اکرم ﷺ کی آمد کے سلسلے کی خوشی دوسری طرف پھر بھی باقی تمام خوشیاں ہیچ ہو جائیں۔

س 103: هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ سے کیا مراد ہے؟

ج: اس سے مراد ہے جتنا بھی حضور اکرم ﷺ کی آمد کے سلسلہ میں خوشیاں منانے پر خرچ کیا جائے وہ فضول خرچی ہرگز ہرگز نہیں بلکہ فرمایا یہ لوگ جو جمع کر کے رکھ رہے ہیں اس سے بہتر ہے کہ آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں غربا، مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ چراغاں کیا جائے، جھنڈیاں لگا کر گھروں گلیوں اور بازاروں کو سجایا جائے اور حضور ﷺ کے گن گائے جائیں اس پر جتنے اخراجات بھی آئیں سراسر جائز اور حکم ربانی ہے۔

س 104: کیا کافر کی کوئی نیکی اسے آخرت میں بھی کام دیتی ہے؟

ج: کافر کا اگر کوئی فلاحی عمل ہو تو خدا اس کا حساب دنیا میں ہی چکا دیتا ہے۔ آخرت

میں کفار کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ آخرت صرف مومنین کے لئے ہی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ فرمایا۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ (الاعراف: ۱۲۸)

س 105: ابولہب کون تھا؟ حضور اکرم ﷺ کی مخالفت پر خدا نے کون سے پوری سورۃ اس کی مذمت میں اتاری۔

ج: رشتے میں حضور ﷺ کا چچا تھا۔ مگر حضور اکرم ﷺ کی مخالفین میں سرفہرست تھا۔ یہ ایسا بد بخت شخص تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الہب میں اس کی مذمت کی۔

س 106: سورۃ الہب میں اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے متعلق کیا فرمایا؟

ج: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شان میں بد تمیزی کرنے پر ابولہب کے لئے فرمایا ”ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہو جائے“۔ (اس نے ہمارے حبیب ﷺ پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی ہے) اسے اس کے (موروثی) مال نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور نہ ہی اس کی کمائی نے۔ وہ عنقریب شعلوں والی آگ میں جا پڑے گا۔

س 107: حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت ابولہب نے اپنے بھتیجا ﷺ کی ولادت کی خبر سن کر کیا عمل کیا؟

ج: ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو وقت ولادت رسول ﷺ حضرت آمنہ کی خدمت میں بھیجا۔ جب ثویبہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر سنانے دوڑتی ہوئی ابولہب کے پاس پہنچی اور خوشخبری سنائی تو اس خوشخبری کو سن کر ابولہب نے خوشی میں دو انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے کہا ثویبہ جا میں نے تجھے نومولود (ﷺ) کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کیا۔

س 108: حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا اس عمل کی وجہ سے خدا نے ابولہب کے عذاب میں کوئی تخفیف فرمائی۔

ج: ابولہب جب حالت کفر پر ہی مر گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت

عباس رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا۔ حضرت عباسؓ نے اس سے پوچھا کہ مرنے کے بعد تجھ پر کیا گزری؟ اس نے جواب دیا۔ سخت عذاب میں جلتا ہوں لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور میری انگلیوں سے پانی جاری ہوتا ہے جسے پی کر مجھے سکون ملتا ہے۔ اس تخفیف کا باعث یہ ہے کہ میں نے پیر کے دن اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی ولادت کی خوشخبری سن کر اپنی خادمہ ثویبہ کو ان دو انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے آزاد کر دیا تھا۔

س 109: اس حدیث کا حوالہ دیں۔

ج: ۱۔ بخاری شریف کی اصحیح، کتاب النکاح، باب و امہاتکم الاتی ارضعنکم
۲۔ عبدالرزاق المصنف!

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ وشعب الایمان ودلائل النبوة۔

۴۔ ابن سعد ودیگر کتب احادیث میں درج ہے۔

س 110: حدیث کی صحت کے لحاظ سے یہ حدیث پاک کون سی قسم میں آتی ہے۔ اور اس کا حکم کیا ہے؟

ج: یہ حدیث مرسل ہے مگر مقبول ہے۔ اسی لیے امام بخاری نے اسے اپنی اصحیح میں نقل کیا اور اجل علماء وحفاظ حدیث نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے استشہاد و استناد کیا ہے۔

۲۔ حدیث مرسل قبول کرنے پر تمام تابعین کا اجماع ہے اور کسی تابعی سے اس کا انکار منقول نہیں (ملاء علی قاری) ۳۔ ثانیاً یہ روایت فضائل و مناقب کے باب میں ہے۔ نہ کہ حلال و حرام میں۔ اور مناقب و احکام کے مابین حدیث کے استدلال میں فرق کو علماء خوب جانتے ہیں۔

س 111: حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کی وجہ سے ایک ایسے کافر کے عذاب میں تخفیف کر دی گئی جس کی مذمت میں ایک مکمل

سورت نازل ہوئی تو امت محمدیہ ﷺ کے اس مسلمان کے اجر و ثواب کیا کیا عالم ہوگا جو آپ ﷺ سے عشق و محبت میں حسب استطاعت خرچ کرے۔

ج: خدا کی قسم ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے محبوب رسول کریم ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائیں گے اور دوزخ کی آگ کی تپش بھی اسے چھو نہیں سکے گی۔

س 112: ابولہب کے عذاب میں تخفیف کیوں کی گئی جبکہ قرآن و حدیث کی رو سے کافر کا کوئی عمل بھی آخرت میں اجر و ثواب کا باعث نہیں ہوتا۔

ج: ابولہب کے اس عمل کا تعلق چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے تھا نہ کہ اعمال صالح سے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی آمد پر اس کافر کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جس کو دشمنی رسول ﷺ کی وجہ سے ہی مذمت کی تھی۔ کافر کا وہ عمل جس کا تعلق رسول خدا ﷺ سے ہے رایگاں نہیں جائے گا۔

س 113: اس کی وضاحت محدثین میں سے کسی ایک کی تصریح بیان کریں۔

ج: ۱۔ امام بہقی شعب الایمان میں لکھتے ہیں کہ یہ خصائص محمدیہ ﷺ میں سے ہے کہ کفار کو بھی آپ ﷺ کی خدمت کا صلہ عطا کیا جاتا ہے۔
۲۔ امام بغوی لکھتے ہیں کہ ”ابولہب کے عذاب میں تخفیف آپ ﷺ کے اکرام کی وجہ سے ہے۔“

۳۔ امام کرمانی شارح صحیح بخاری و امام بدرالدین عینی بیان کرتے ہیں ”اس واقعہ کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ اعمال جن کا تعلق ذات مصطفیٰ ﷺ سے ہو ان کے ذریعے کافر کے عذاب میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔“

نوٹ: حضور ﷺ سے جسی تعلق ہی جنت کا باعث اور بغض و عداوت جہنم کا باعث بنتا ہے۔

س 114: حضور نبی کریم ﷺ کی خاطر کیا جانے والا معمولی سا عمل ایک کافر کے عذاب

میں کمی کا باعث ہو جاتا ہے تو ایک معمولی سی بے ادبی سرزد ہو جائے تو مومن ہوتے ہوئے بھی کیا فرمان الہی ہے؟

ج: سورۃ الحجرات میں فرمان الہی ہے اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو اور ان کے ساتھ بلند آواز میں اس طرح بات نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ بات کرتے ہو، ورنہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے اور تمہیں اس کے خبر بھی نہ ہوگی۔“ بارگاہ نبوت میں ایک معمولی سی بے ادبی تمام اعمال برباد کر دیتی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ دین، ایمان، اسلام سارے کا سارا ادب رسالت مآب ﷺ اور محبت رسول ﷺ سے ہی وابستہ ہے۔ ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں۔

اصل الاصول بتدگی اس تا جور کی ہے۔ (احمد رضا خان بریلوی)

س 115: جشن عید میلاد النبی ﷺ کا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے اصلاح طلب پہلو کی وضاحت کریں۔

ج: یہ بات خوش آئند ہے کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا عقیدہ رکھنے والے حضور ﷺ سے اتنی محبت و عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ میلاد کی خوشیوں کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ مگر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم، ادب اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا بھی کما حقہ علم ہونا چاہیے۔ اور درج ذیل سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ بے ادبی، منکرات، بدعات، رقص، فحش گانوں، اختلاط مردوزن وغیرہ، غیر شرعی حرکات کو روکنا علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ کوشش کریں کہ لوگوں کو صحیح معنوں میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے مقاصد سے آگاہ کریں۔

س 116: جشن عید میلاد النبی ﷺ کا عقیدہ نہ رکھنے والے معترضین کا موقف ہے کہ جشن منانا اور تقریبات کا انعقاد کرنا وقت اور سرمائے کا ضیاع ہے جبکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کی پیروی اور قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی زندگی کو ڈھالنا

کافی ہے۔ جواب دیں۔

ج: جہاں تک تعلق ہے وقت اور سرمائے کے ضیاع کا تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جمع کرنے سے بہتر ہے کہ اسے اس خوشی میں لگایا جائے۔

معترضین کے پہلے موقف کی ہم حمایت کرتے ہیں اس معاملے میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں بلکہ محفلوں کا انعقاد بھی سیرۃ الرسول کے کردار کے لئے کیا جاتا ہے جبکہ دین اسلام میں ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو قلبی، جسی اور عشقی ہے۔ یہ پہلو آمد مصطفیٰ ﷺ اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کے ترانے گنگنانے کا تقاضا کرتا ہے خدا کی عظیم نعمت سے اس قدر عشق و محبت ہو کہ جسے دیکھ کر خدا بندہ سے خود محبت کرے جیسا کہ فرمان ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ حُضُورِ ﷺ سے عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کو پورے جوش و خروش سے منایا جائے۔ جیسے مناسک حج و دیگر عبادات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ (قرآن حکیم انبیاء کی ولادت باسعادت اور سیرت دونوں کا ذکر کرتا ہے۔)

س 117: محافل میلاد کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت وقت کی ذمہ داری بتاؤ۔
ج: حکومت کا فرض ہے کہ محافل میلاد کا تقدس برقرار رکھنے کے لئے باقاعدہ مداخلت کرے اور عید میلاد النبی ﷺ کے نام پر ناچ گانا و دیگر خرافات کرنے والوں پر قانونی پابندی لگائے۔ غیر شرعی حرکات پر قرار واقعی سزا دے اور جو ادب و احترام کا درس خدا نے اپنے پاک پیغمبر ﷺ کے لئے قرآن میں دیا ہے اسے پوری طرح لاگو کریں۔

س 118: محفل میلاد کے تقاضے کیا ہے؟

ج: محفل میلاد میں اسی طرح کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رہے کہ آقا نامدار ﷺ خود محفل میں موجود ہیں اور ہر قسم کے حرص سے پاک ہو کر صرف اور صرف اللہ کی رضا اور حضور ﷺ کی خوشنودی کے حصول کے لئے صدقہ و خیرات کیا جائے۔

جان و مال، علمی و فکری، غرضیکہ ہر قسم کی قربانی کا جذبہ خلوص نیت سے کیا جائے۔ حضور ﷺ کی سچی محبت اور ادب و تعظیم ہی ہمارے ہر عمل کی قبولیت کی اولین شرائط میں سے ہیں۔ محفل میں ہر طرح کی پاکیزگی ہو اور با وضو ہونا چاہیے۔

س 119: میلاد منانا عمل تو حید ہے وضاحت کریں۔

ج: حضور اکرم ﷺ کا میلاد منانے والے آپ ﷺ کو اللہ کا بندہ اور اللہ کی مخلوق مانتے ہیں اور جس کی ولادت منائی جائے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی ذات لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ وہ پیدا کیا گیا ہے) کی شان کی حامل ہے۔ لہذا حضور ﷺ کا میلاد منانا عمل تو حید ہے۔

س 120: کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انبیاء کی ولادت کا بھی ذکر کیا ہے یا کہ صرف سیرت کا ہی ذکر ہے۔

ج: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر اپنے برگزیدہ بندوں کا ذکر فرمایا اور نہ صرف سیرت و کردار کو قرآن میں اجاگر کیا گیا بلکہ ولادت کا بھی ذکر فرمایا۔ لہذا اللہ کی سنت بھی ہوئی اور قرآن بارہا حضور ﷺ کی زبان اقدس سے ادا ہوا لہذا حضور کی بھی سنت ہوئی۔

س 121: ان قرآنی سورتوں کے نام بتائیں جو خدا کے برگزیدہ بندوں کے ناموں سے موسوم ہیں؟

ج: ابراہیم، مریم، یوسف، الانبیاء، العمران، یونس، ہود، لقمن، محمد، نوح

س 122: سورۃ ابراہیم قرآن پاک کی کون سی سورۃ ہے؟ اور اس میں ابراہیم نے کن کی ولادت کا ذکر کیا؟

ج: سورۃ ابراہیم قرآن پاک کچھ دھویں (14) سورۃ ہے۔ جس میں ابراہیم کے حوالے سے ان کے بیٹوں کی ولادت کا ذکر ہے۔

س 123: سورۃ ابراہیم میں ابراہیم کے حوالے سے ان کے بیٹوں کا ذکر ہے اس آیت کو مع ترجمہ سناؤ۔

ج: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي
سَمِيعُ الدُّعَاءِ

ترجمہ: ”سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق
عطا فرمائے۔ بے شک میرا خدا دعا خوب سننے والا ہے۔“ خدا کی عطا کردہ اولاد
کا ذکر قرآن نے ابراہیم کے حوالے سے کیا تو ولادت مصطفیٰ ﷺ کے دن بھی
آقا کی ولادت و باسعادت کا ذکر جمیل اور خدا کا شکر ہی ادا کیا جاتا ہے۔

س 124: سورۃ مریم میں کن کن برگزیدہ ہستیوں کی ولادت کا ذکر ہے مختصر بیان کریں۔

ج: سورۃ مریم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اذکار سے بھری پڑی ہے اور آغاز
حضرت ذکریا سے کیا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم، اسماعیل، ادریس، موسیٰ
اور یحییٰ و عیسیٰ کا ذکر ہوا۔ سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ کی ولادت کا ذکر حتیٰ کہ
حضرت مریم کے دروزہ تک ذکر فرمایا۔ یحییٰ کی ولادت کا ذکر اور نام تک رکھنے
کا ذکر فرمایا۔ اور بارہا وَاذْكُرْ کہہ کر حکم فرمایا۔ لہذا انبیاء و برگزیدہ بندوں کی
ولادت باسعادت کا ذکر خدا کی سنت ہو اس لئے سنت الہیہ پر عمل کرتے ہوئے
میلاد مصطفیٰ ﷺ کو منانا و ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنا سنت الہیہ ہوا۔

س 125: حضرت یحییٰ کا ذکر سورۃ مریم میں خدا نے کس انداز میں فرمایا۔ آیت معہ ترجمہ سناؤ؟

ج: وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (مریم: ۱۵)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد ہے۔ ترجمہ اور یحییٰ پر سلام ہو اور
ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائیں
جائیں گے۔ خدا تو ولادت کے دن سلام بھیج رہا ہے تو ہم بھی سنت الہیہ پر عمل
کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند۔ اس دل
افروز ساعت پر لاکھوں سلام۔

س 126: حضرت عیسیٰ کا ذکر سورۃ مریم میں خدا نے کس انداز سے فرمایا۔

ج: حضرت عیسیٰ کی طرف کلام کی نسبت کر کے قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی يَوْمٍ وُلِدَتْ وَاَمَاتِ وَيَوْمٍ اُبْعَثَ حَيَّاهُ (مریم: ۳۳)

”اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔“۔ مندرجہ بالا دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ انبیاء کے ولادت پر بھی سلام بھیجنا سنت ہے اور ان کی وفات کے دن بھی سلام بھیجنا سنت ہے۔

س 127: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی ولادت کا ذکر مبارک کس طرح کیا؟

ج: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کا ذکر قسم کے ساتھ بیان فرمایا اور ساتھ اس شہر کا ذکر بھی جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔

س 128: خدا تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا ذکر قسم کے ساتھ بیان کیا۔ معہ ترجمہ بیان کرو۔

ج: ارشاد فرمایا: لَا اُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَلِدٍ وَّمَا وُلِدَ ۝ (البلد: ۳)

ترجمہ: میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں (اے حبیب مکرم ﷺ) اس لئے کہ آپ ﷺ اس شہر میں تشریف فرما ہیں (اے حبیب ﷺ) آپ ﷺ کے والد کی قسم اور جن کی ولادت ہوئی اس کی قسم۔ اگر ولادت کا دن قرآن و سنت اور شریعت کے نقطہ نظر سے خاص اہمیت کا حامل نہ ہوتا تو اس دن قسم کھانے کا بیان کیا معنی رکھتا ہے۔ لہذا میلاد مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تبارک و تعالیٰ نے میلاد کی قسم کھائی اور کئی انبیاء کے میلاد کا ذکر فرمایا۔ لہذا میلاد منانا سنت الہیہ ہے۔

س 129: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی ولادت کا ذکر کن الفاظ میں فرمایا ہے؟ ترجمہ بھی بتاؤ۔

ج: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں“ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کے میلاد کا ذکر ان کی تخلیق سے بھی پہلے فرمایا اور جنہوں نے میلاد منایا وہ ملائکہ ہیں۔ جبکہ انکار

کرنے والا ابلیس اور وہ مردود ہو گیا۔

س 130: حضرت موسیٰ کا میلاد نامہ کس سورۃ میں نازل ہوا۔ کتنی آیات شامل ہیں؟
ج: سیدنا موسیٰ اللہ کے وہ جلیل القدر پیغمبر ہیں جنہوں نے فرعون جیسے ظالم و جابر اور سرکش شخص کو لاکار اور بنی اسرائیل کو نجات دلوائی۔ جب موسیٰ کی پیدائش سے قبل شاہی نجومیوں نے فرعون کو بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو بنی اسرائیل کو تیری محکومی سے نجات دلائے گا اور تیرا تختہ الٹا دے گا۔ اس وجہ سے فرعون نے حکم دیا ہوا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے۔ ان حالات میں موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر تفصیل سے بیان فرمایا۔ جن میں ایک اہم سورۃ القصص بھی ہے۔ سورۃ القصص کا آغاز ہی قصہ موسیٰ و فرعون سے ہوا جو کہ پچاس آیات مبارکہ پر مشتمل ہے۔ جن میں پہلے پانچ رکوعات مسلسل حضرت موسیٰ کے لئے وقف ہیں۔ جن میں پیدائش سے لیکر جوانی تک کا ذکر فرمایا گیا۔

س 131: حضرت مریم کون تھی؟

ج: حضرت مریم اگرچہ پیغمبر نہیں لیکن ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ کی والدہ ماجدہ اور ایک پاک باز ولیہ کاملہ تھیں۔ خدا نے عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔

س 132: میلاد نامے مریم کا ذکر قرآن پاک میں کس سورۃ اور آیات میں آیا ہے۔

ج: سورۃ العمران کی آیت نمبر 35 اور 36 ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں حضرت مریم کی ولادت کا حسین تذکرہ خدا نے بیان فرمایا۔ آیت نمبر 37 میں انکے بچپن کا بیان ہے جبکہ وہ حضرت زکریا کی کفالت میں تھیں۔ اس دوران خدا کی نوازشات میں بے موسیٰ پھل دیکھ کر زکریا نے اللہ سے اپنے لئے اولاد لینے (بیٹے) کی دعا کی اور خدا تعالیٰ نے انہیں حضرت یحییٰ کی ولادت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ یہ میلاد نامہ حضرت مریم ہی تو ہے۔

س 133: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کا میلاد نامہ کہاں بیان فرمایا حوالہ دیں۔

ج: سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 38 تا 41 ملاحظہ فرماو۔

س 134: پیغمبر کی ولادت کا ذکر کرنا اللہ کی رحمت ہوتا ہے حوالہ قرآنی دیں۔

ج: سورۃ مریم، کھلیعص ہ ذکر رحمت ربک عبده ذکر یا۔

ترجمہ: یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے (جو اس نے) اپنے بندے ذکر یا پر فرمایا۔ اگلی آیات میں ولادت یحییٰ کو بیان فرمایا جو کہ حضرت زکریا کو عطا فرمائے۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر رحمت ایزدی ہے تو میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بدرجہ اولیٰ رحمت و برکت ہوا۔ ولادت مصطفیٰ ﷺ سے بڑی رحمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ لہذا عقلی و منطقی رو سے بھی میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر رحمت ہے۔

س 135: حضرت عیسیٰ کا میلاد نامہ قرآن پاک میں کہاں بیان ہوا؟

ج: سورۃ مریم کا پورا رکوع حضرت عیسیٰ کے میلاد پر مشتمل ہے (آیت نمبر 45 تا 47) حضرت عیسیٰ کی ولادت کے وقت حضرت مریم کی تکالیف بھی قرآن میں بیان فرمائی اور اس دوران تازہ کھجوریں اور چشمے کا شیریں پانی بھی مہیا کرنے کا ذکر جن کے کھانے سے تکلیفیں دور ہو گئی۔ پھر قوم کے طعنوں کا ذکر (ملاحظہ فرمائیں) (سورۃ مریم)۔

س 136: حضور اکرم ﷺ کا میلاد نامہ خدا نے کہاں کہاں بیان فرمایا۔ مختصراً بیان کریں۔

ج: سورۃ البلد کی آیت نمبر 1 تا 3 - ۲ - سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 151 -

۳ - سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 164 - ۴ - سورۃ النساء آیت نمبر 170 -

۵ - سورۃ المائدہ آیت نمبر 19, 15, ۶ - سورۃ التوبہ آیت نمبر 128 -

۷ - سورۃ الانبیاء آیت نمبر 107 - ۸ - سورۃ الجمعہ آیت نمبر 2 -

۹ - سورۃ المزمل آیت نمبر 15 و دیگر کئی جگہوں پر حضور ﷺ کو معبود ثناء کرنے کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی ولادت کا ذکر بلا استثنا تمام نسل انسانی کے لئے کیا اور پھر آپ ﷺ کی آمد کو تمام کائنات کے لیے نعمت اور رحمت قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر اس قدر اہتمام اور تواتر سے کیا ہے کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ معمول کی بات ہے۔

س 137: اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کا ذکر فرمایا کیا اپنے محبوب پیغمبر اور بقیہ انبیاء کرام کے میلاد بیان کرنے میں کوئی فرق بھی رکھا، محبوب ہونے کے ناطے؟

ج: جی ہاں! اگر قرآنی آیات کے مفہوم پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء رحمت عالم ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام کا ذکر فرمایا وہ فقط ذکر ولادت تک محدود تھا۔ مگر جب محبوب کریم ﷺ کا ذکر فرمایا تو شان امتیاز کے ساتھ اس طرح کیا کہ آپ ﷺ کی ولادت کی نسبت سے نہ صرف آپ ﷺ کے شہر ولادت بلکہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد اور خود آپ ﷺ کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا (حضور ﷺ کے علاوہ خدا نے کسی کی ولادت کی)۔ قسم نہیں کھائی۔

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ . وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ . وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدٌ ○

س 138: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مکہ شہر کی قسم کیوں کھائی؟

ج: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مکہ شہر کی قسم اس لئے کھائی کہ آپ ﷺ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ سورۃ البلد کی دوسری آیت میں خدا نے وضاحت فرمادی تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہو سکتا ہے کہ مکہ میں بیت اللہ، حجر اسود، مطاف حطم، مقام ملتزم مقام ابراہیم کنواں زم زم، صفا و مروہ، میدان عرفات منیٰ اور مزدلفہ ہیں جس کی وجہ سے خدا قسم کھا رہا ہے نہیں بلکہ فرمایا مکہ شہر کی قسم صرف اس لئے کھا رہا ہوں کہ اے میرے حبیب ﷺ یہ تیرا مسکن ہے۔

س 139: اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کے میلاد ناموں میں کیا کیا بیان فرمایا جس پر ہم چل

کر سنت الہیہ پر عمل پیرا ہو سکیں؟

ج: خدا تعالیٰ کے بیان کردہ انبیاء کے میلاد ناموں سے یہ سمجھ آتی ہے کہ انبیاء کی ولادت، واقعات ولادت، کمالات و برکات اور ان پر ہونے والی عنایات کا ذکر کرنا اللہ کی سنت ہے لہذا اگر کوئی یہ کہے یا سمجھے کہ ان چیزوں کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تو یہ محض کم علمی، قرآن حکیم کی صریح آیات کی مخالفت اور ہٹ دھرمی کی دلیل ہے۔

س 140: شب قدر اور شب میلاد کا تقابلی جائزہ پیش کرو۔

ج: حضور نبی اکرم ﷺ کے اُسوہ حسنہ، خلقِ عظیم اور اوصافِ جمیلہ کا ذکر کرنے والی کتاب قرآن مجید کا نزول جس رات لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتر گیا اللہ تعالیٰ نے اس رات کو بلند درجہ عطا فرما کر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا اعلان فرما دیا تو جس رات صاحب قرآن مقصود کائنات خود تشریف لائے اور بزم عالم کے اس تاجدار نے زمین و مکان کو ابدی رحمتوں اور لازوال سعادتوں سے متور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس رات کی قدر و منزلت کیا ہوگی اس کا اندازہ لگانا انسانی شعور کے لئے ناممکن ہے دراصل یہ ساری فضیلتیں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ ہیں کیونکہ اگر حضور ﷺ کا میلاد (ولادت) نہ ہوتا تو یہ فضیلت کہاں سے ملتی تھی۔

س 141: راتوں کی فضیلت کے حوالے سے امام طحاوی کا قول بتائیں۔

ج: امام طحاوی بعض شواہح سے نقل کرتے ہیں ”راتوں میں سے افضل ترین شب میلادِ رسول ﷺ ہے۔ پھر شب قدر، پھر شب اسراء و معراج، پھر شب عرفہ پھر شب جمعہ، پھر شعبان کی پندرہویں شب اور پھر شب عید ہے۔“

(۱) ابن عابدین رد المحتار علی در المختار علی تنویر الابصار

(۲) شردانی، حاشیہ علی تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج (۳) منہاجی، جواہر البحار

س 142: کیا جشن عید ملا دا نبی ﷺ کی تقریبات کا آغاز برصغیر سے ہوا اور کیا یہ بدعت ہے؟

ج: ہرگز نہیں نہ تو برصغیر نے اس کی ابتداء کی اور نہ یہ بدعت ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ کا آغاز حالیہ دور کے مسلمانوں نے نہیں کیا بلکہ یہ ایک ایسی تقریب سعید ہے جو حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سمیت پورے عالم عرب میں صدیوں سے انعقاد پذیر ہوتی رہی ہیں۔ حجۃ الدین امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن ظفر الہکی (جو 497 ہجری سے 565 ہجری تک زندہ رہے) صالحی، سہل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد (ﷺ) میں کہتے ہیں۔ اہل محبت حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں دعوتِ طعام منعقد کرتے آئے ہیں۔ قاہرہ کے جن اصحاب محبت نے بڑی بڑی ضیافتوں کا اہتمام کیا ان میں شیخ ابوالحسن بھی ہیں اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ ﷺ یوسف حجاز کو عمل مذکور کی ترغیب دے رہے تھے۔ "اسی طرح شیخ معین الدین عمر بن محمد املاً (570 ہجری) علامہ ابن جوزی (510-579 ہجری) فرماتے ہیں "اس نیک عمل میں سوائے شیطان کو ذلیل و رسوا کرنے اور اہل ایمان کو تقویت پہنچانے کے اور کچھ نہیں۔ یعنی یہ عمل شیطان کو ذلیل و رسوا کرتا ہے اور ایمان والوں کو طاقت دیتا ہے۔"

(الغرض اکثر محدثین ائمہ کرام نے میلاد النبی ﷺ کی تقریب منعقد کیس)

س 143: علامہ ابن جوزی (510-579 ہجری) جشن عید میلاد النبی ﷺ کے اہتمام

کا ذکر مکہ مکرمہ، مدینہ المنورہ و دیگر بلاد عرب کے بارے کیا فرماتے ہیں؟

ج: علامہ ابن جوزی، بیان المیلاد النبوی ﷺ 58 میں فرماتے ہیں "مکہ مکرمہ،

مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن الغرض شرق تا غرب تمام بلاد عرب کے باشندے

ہمیشہ سے میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ ربیع الاول کا

چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی

اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔"

س 144: علامہ ابن جوزی کا پورا نام بتائیں کیا انہوں نے میلاد النبی ﷺ کے حوالے

سے کوئی کتاب بھی تالیف کی نام بتائیں۔

ج: علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن جوزی کثیر کتب کے مصنف تھے انہوں نے میلاد النبی ﷺ پر دو کتابیں تالیف کیں (۱) بیان المیلاد النبی ﷺ (۲) مولد العروس

س 145: محبوب رب کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یوم ولادت باسعادت پر اظہار مسرت کرنا، جشن منانا ایک مومن کے لئے سب سے بڑی سعادت ہے مگر کچھ لوگ اس عظیم سعادت کو خلاف شریعت عمل قرار دیتے ہوئے جواز پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے جشن میلاد کیوں نہ منایا؟ آپ اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں؟

ج: حضور رحمت عالم ﷺ کی ولادت باسعادت جملہ مسلمانوں کے لئے تمام خوشیوں اور مسرتوں سے بڑھ کر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور ﷺ کے عاشق اور جان نچھاور کرنے والے تھے ان سے بڑھ کر اس نعمت عظمیٰ کا قدردان اور کون ہو سکتا تھا۔ اس پر اظہار فرحت و مسرت جس طرح وہ کر سکتے تھے آج کے دور کے مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد چونکہ وصال کا دن بھی وہی ہے جو کہ ولادت کا دن ہے یعنی 12 ربیع الاول تو حضور ﷺ کے وصال مبارک پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غم و آلام کا ایک کوہ گراں ٹوٹ گیا۔ اس لیے جب ان کی زندگی میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو وصال کے صدے تلے ولادت کی خوشی دب جاتی اور جدائی کا غم از سر نو تازہ ہو جاتا۔ پس وہ ولادت کی خوشی میں نہ جشن مناتے نہ وصال کے غم میں افسردہ ہوتے۔

س 146: حضور ﷺ کے وصال مبارک کا غم حضرت ابو بکر صدیق کے لئے کیسا تھا؟

ج: حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب رسول اکرم ﷺ کے وصال پر ہونے والا حزن و الم تھا۔“

(سیوطی، مسند ابی بکر الصدیق)

س 147: حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی مضبوط قوت ارادی

کی حامل جری و بہادر شخصیت پر کیسی گزری (وصال مبارک پر عمر فاروق کا رد عمل)

ج: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حضور ﷺ سے جدائی کا صدمہ اور شدت غم اتنا تھا

کہ وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور کہنے لگے ”اگر کسی نے کہا کہ حضور

ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو میں اُس کا سر قلم کر دوں گا۔ (طبری، تاریخ الامم والملوک)

س 148: سیدہ کائنات فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا حضور ﷺ کے وصال مبارک کے

بعد کیا حال رہا؟

ج: حضور ﷺ کے وصال مبارک کے بعد سیدہ کائنات کبھی نہ ہنسی۔ اکثر غمگین

رہتی جس کی وجہ سے چھ ماہ بعد آپ بھی وصال فرما گئیں۔ اسی طرح اکثر صحابہ

کرام کی طبیعت سے ہنسی خوشی ختم ہو گئی۔ (حضرت بلال کا وصال بھی مشہور ہے)

س 149: قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے جشن میلاد کو وصال مبارک کا دن ہونے کی وجہ

سے نہ منایا کیا، ہمیں اُن کی اس سلسلے میں پیروی کرنا مناسب ہوگا؟

ج: قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی محبت میں زندگی کا

ایک حصہ گزارا تھا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب بھی 12 ربیع الاول

کا دن آتا تو خوشی کے ساتھ انہیں حضور ﷺ کے ساتھ گزارے ہوئے تمام

مناظر یاد آ جاتے اور ان پر حزن و ملال کی کیفیت غالب آ جاتی جبکہ صدیوں کے

بعد اب ہمارے دور میں وہ کیفیت باقی نہ رہی تو امت کے اندر خوشی کا پہلو فطری

طور پر غالب آتا گیا اور انہوں نے فطری تقاضوں کے مطابق جشن منانے کا

آغاز کیا اور آج تک مناتے چلے آ رہے ہیں اور حضور ﷺ کی حیات وصال

دونوں ہمارے لیے رحمت ہیں۔

س 150: کیا کسی کام کا قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا نہ کرنا کسی کام کے ناجائز ہونے کی

دلیل ہو سکتا ہے؟

ج: نہیں۔ جشن میلاد کے مخالفین کی یہ دلیل شرعی دلیل نہیں کہ صحابہ کرام نے جلوس

جشن میلاد کا نہیں منایا لہذا یہ جائز نہیں جبکہ قرآن پاک پر زیر پریش و غیرہ کا لگانا۔ مسجدوں کا پختہ بنانا وغیرہ بھی تو اُس دور میں نہیں ہوا تھا نئے دور کے نئے تقاضے ہوتے ہیں۔ غمی و خوشی جذبات و احساسات کے اظہار کے طور طریقے ہر دور میں بدلتے رہے ہیں۔

س 151: کیا شب قدر رمضان المبارک کی (ستائیسویں شب) جس مبارک رات میں نزول قرآن ہوا اور آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا قرآن اولیٰ کے مسلمانوں نے اس رات کو منانے کا اہتمام کیا اگر نہیں کیا تو وجہ بتائیں؟

ج: کیونکہ اُس دور کی ثقافت میں یہ عنصر نہ تھا وگرنہ اس کے علاوہ ہجرت مدینہ کے موقع پر مدینہ پاک میں رہنے والے لوگ حضور ﷺ کے انتظار میں روزانہ گھروں سے نکل کر استقبال کے لئے باہر آتے اور سارا دن انتظار کے بعد رات واپس گھروں کو جاتے محبت رسول ﷺ کا اتنی شدت سے انتظار تھا۔ اسی طرح تاریخ کا عظیم معاہدہ میثاق مدینہ ہوا جس دن پہلی اسلامی ریاست کی تشکیل عمل میں آئی اور حضور ﷺ ریاست مدینہ کے آئینی حکمران بنے یہ موقع مسلمانوں کے لئے بہت بڑی خوشی کا تھا مگر یوم میثاق مدینہ منانے کا اہتمام اس لیے نہ کیا کہ ایسا کرنا اس زمانے کے کلچر میں نہ تھا اس طرح یوم بدر اور یوم فتح مکہ منانے کا اہتمام نہ کیا گیا جبکہ موجودہ دور میں پاکستان سمیت دنیا کے دیگر اسلامی ممالک اپنی آزادی کا دن بڑے زور و شور سے مناتے ہیں یوم دفاع پاکستان منایا جاتا ہے اور عرب ممالک میں حکمران اپنی تخت نشینی کا دن بطور عید مناتے ہیں جسے وہ ”العید الوطنی“ کہتے ہیں ہر قوم اپنے تہوار مناتی ہے۔ ہر مسلک اپنا تہوار مناتا ہے بچے کی پیدائش پر خوشیاں منائی جا رہی ہوتی ہیں مگر جب ولادت نبی پاکؐ جو نا صرف امت مسلمہ کے نجات دہندہ ہیں بلکہ نسل انسانی کے نجات دہندہ ہیں انبیاء کے سردار ہیں اُن پر خوشی منانے کی باری آتی

ہے تو اعتراض شروع ہو جاتے ہیں جبکہ خدا نے حکم فرما دیا کہ قل بفضل اللہ..... دَور کے تقاضے کو مد نظر رکھتے ہوئے خوشیاں مناؤ۔

س 152: نت نئے کھانوں و مشروبات اور جشن عید میلاد النبی ﷺ کے منانے کے درمیان موازنہ کریں۔

ج: نت نئے کھانے و مشروبات جس طرح آج کے دور ثقافت کا حصہ ہیں اور جائز ہیں بشرطیکہ کوئی حرام عنصر یا جو شامل نہ ہو اسی طرح جشن عید میلاد النبی ﷺ کو جوش و جذبے اور احترام سے منانا جائز ہے بلکہ حکم ہے ہ نعمت کے ملنے پر خوشیاں مناؤ اور اسی طرح شرط یہ ہے ہ شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔

س 153: کیا جس طرح قرون اول کے مسلمانوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت اس لئے نہ منایا کہ وہی دن حضور ﷺ کے وصال مبارک ہے ہمارے لئے ایسا کرنا کیسا ہے؟

ج: چونکہ حضور ﷺ کے مبارک دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زندگی گزارا تھی جو کہ سنہری و قیمتی ادوار میں سب سے قیمتی اور اعلیٰ و ارفع دور تھا تو اس دور کے سنہری ہونے کی وجہ صرف اور صرف حضور ﷺ کی ذات بابرکات تھیں پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے دوسرا دور جو کم سنہری تھا شروع ہوا۔ ہمیں حضور ﷺ کا دور نصیب نہ ہوا جب کہ حضور ﷺ کی رحمت و برکت جاری و ساری ہے اس نعمت میں کوئی کمی نہیں نعمت کے ملنے پر خوشیاں منانا واجب اور فرض کا درجہ رکھتا ہے اس لئے ہمارے لیے بہترین یہ ہے کہ خوشیاں جوش و خروش سے منائیں جس طرح باقی خوشیاں منائی جاتی ہیں وہ سب میلاد النبی ﷺ کی خوشی سے نیچے رہیں۔

س 154: میلاد النبی ﷺ کا منانا ایک تو نعمت کا شکرانہ ادا کیا جاتا ہے اور بھی اس کا کوئی دینی و مذہبی فائدہ ہوتا ہے؟

ج: جی ہاں ایک تو ہماری دینی غیرت و حمیت ہے وہ سب نعمت کا شکر ہے۔ تیسرا خدا کا

حکم ہے کہ نعمت کا چرچا کرو اور خوشیاں مناؤ۔ چوتھا دینی و ملی و مذہبی فائدہ یہ ہے کہ تبلیغ اسلام کا ذریعہ ہے اور محفل میلاد کے انعقاد کے ذریعے ہم اپنے اور اپنی اگلی نسلوں کے قلوب و اذہان میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع بہ آسانی روشن کر سکتے ہیں یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر مسلمان اپنے نبی علیہ السلام سے ٹوٹا ہوا تعلق بحال کر سکتے ہیں پس محفل میلاد کا انعقاد ہماری ثقافتی اور مذہبی ضرورت بن چکا ہے جس سے کوئی صاحب نظر و فکر انکار نہیں کر سکتا۔

(نوٹ: حضور ﷺ کی صحبت ہی ایمان کی اصل ہے)

س 155: ہمارے لئے حضور ﷺ کے وصال مبارک کا غم کرنا جائز ہے۔

ج: غم پر صبر کا حکم ہے جب کہ حضور ﷺ کا وصال مبارک بھی اور حیات مبارک بھی دونوں ہمارے لئے رحمت ہیں۔

س 156: حضور ﷺ کی حیات طیبہ اور وصال مبارک دونوں ہمارے لئے رحمت ہیں اس کا احادیث میں سے حوالہ دیں۔

ج: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ترجمہ: ”میری حیات تمہارے لیے باعث خیر ہے کہ تم دین میں نئی نئی چیزوں کو پاتے ہو اور ہم تمہارے لیے نئی نئی چیزوں کو پیدا کرتے ہیں اور میری وفات بھی تمہارے لیے خیر ہے مجھے تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں پس جب میں تمہاری طرف سے کسی اچھے عمل کو دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں اور جب کوئی بُری چیز دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔“

(۱) بزار، البحر الزخار (المسند) (۲) ابن ابی اسامہ سند الحارث میں صحیح سند کے ساتھ (۳) دیلمی نے ابو ہریرہ کی روایت سے (۴) قاضی عیاض۔ الضحا (۵) ہشیمی، مجمع الزوائد و منبع الفوائد (۶) ابن کثیر، البدیۃ والنتہایہ و دیگر کثیر کتب احادیث میں ذکر آیا ہے)

ایک اور حدیث میں حضور نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت

کے نبی کا وصال کر کے اس امت کی شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے اپنے نبی کو جھٹلانے اور اس کے حکم کی نافرمانی کے باعث اس کی ظاہری حیات میں ہی انہیں عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اس امت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔“ (مسلم، الصحیح (۲) ابن حبان، الصحیح (۳) طبرانی وغیرہ)

لہذا یہ بات طے پاگئی کہ امت کے حق میں آپ ﷺ کی حیات اور ظاہری وفات دونوں رحمت و نعمت ہیں۔ دنیا میں آپ ﷺ کی تشریف آوری امت کے حق میں پہلی نعمت عظمیٰ ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری نعمت حاصل ہوئی۔

س 157: کیا اللہ تعالیٰ نے سابقہ غم پر غم و اندوہ اور افسوس کرنے کا کہیں حکم دیا اور کیا حضور ﷺ کے وصال مبارک سے فیضان نبوت منقطع ہو گیا۔

ج: نہیں بلکہ صبر کا حکم دیا جب کہ نعمت کی ناشکری پر فرمایا: ”اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے۔“ (ابراہیم ۱۶: ۷)

(۲) غم اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی نعمت ختم ہو جائے جب کہ حضور ﷺ کی نبوت و رحمت اور برکت تاحیات اور تاقیامت جاری و ساری ہے اور فیضان نبوت ﷺ تاحیات جاری رہے گا۔

س 158: کیا حضور ﷺ کا وصال مبارک سے دستِ کرم جاتا رہا؟

ج: نہیں۔ بلکہ آقا دو جہاں ﷺ ہر وقت امت کے سر پر سایہ فگن ہیں اور قدم قدم پر دستگیری فرماتے ہیں۔ نہ آپ ﷺ کی شفقتوں اور مہربانیوں میں کوئی فرق آیا اور نہ ہی آپ ﷺ کی طرف سے ملنے والی راہنمائی کی ہدایات میں فرق آیا اور نہ ہی تصرف و کمال میں کمی واقع ہوئی۔ ”حضور ﷺ بتقاضائے حکم الہی کل نفس ذائقۃ الموت ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اجل کا ذائقہ چکھا لیکن وہ موت تو آپ ﷺ کی حیاتِ ابدی کا پیش خیمہ تھی۔ ذائقہ تو تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے۔“

س 159: کیا حضور ﷺ کا وصال مبارک ایک عام انسان کی موت کے برابر ہو سکتا ہے؟

ج: ہرگز نہیں جب ایک عام مومن اور کافر کی موت میں زمین و آسمان کا فرق ہے تو

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک کے مصداق حضور ﷺ کی وفات اور عام

انسانوں کی صورت میں کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ ایک شہید جس کے متعلق خدانے

فرمایا کہ انہیں مردہ خیال بھی نہ کرو تو جس نبی کے صدقے سے شہادت سے

سرفراز کیا گیا اس نبی ﷺ کا اپنا مرتبہ شہادت کیا ہوگا، جو پوری امت کے

اعمال پر گواہ و شاہد ہیں ان کی شان کیا ہوگی۔ ایک شہید کے لئے حکم ہے کہ انہیں

مردہ مت کہو تو نبی ﷺ کو کون مردہ کہہ سکتا ہے کہنے والا اپنے ایمان سے محروم

ہو جائے گا۔ حضور ﷺ ظاہری دنیا سے پردہ فرما کر عام انسانوں کی آنکھوں

سے اوچھل ہو گئے۔ خواص و صالحین تو آج بھی حضور ﷺ کو عالم بیداری میں

دیکھتے ہیں ابام جلال الدین سپوطی (۷۴۹-۹۱۱ھ) جیسے اہل اللہ بھی تھے جنہوں

نے زندگی میں کم و بیش پچھتر (۷۵) بار عالم بیداری میں حضور ﷺ کی

زیارت کی۔ (شعرانی، المیزان الکبریٰ: ۱/۲۴)

س 160: حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کا ادب کیا ہے۔ حضور ﷺ کی

ولادت باسعادت کا جشن اس ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بتائیں۔

ج: حضور ﷺ کا روضہ مبارک ایسی ادب گاہ ہے جہاں جنید و بایزید جیسی ہستیاں

بھی دم بخود حاضری دیتی تھیں بلکہ وہاں وہی آداب ملحوظ رکھنا فرض ہے جو آپ

ﷺ کی ظاہری حیات مقدسہ میں تھے۔ یہ ہماری کوتاہ اندیشی ہے کہ ہمیں

حضور ﷺ کے بارے حقیقت حال کا علم نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم خود چلتی

پھرتی لاشیں ہیں جب کہ مردان حق وفات پا کر بھی زندہ ہیں تو حضور ﷺ نہ

صرف زندہ ہیں بلکہ ہمارا سلام سن کر اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

(ابوداؤد، السنن، احمد بن حنبل، المسند، طبرانی و دیگر کتب احادیث) مگر ہم

جواب سننے سے قاصر ہیں کیونکہ ہر کان سزاوارِ سماعت ہے نہ ہر آنکھ قابل

دیدار۔ لہذا جشن میلاد النبی ﷺ امت مسلمہ پر خوشی و مسرت کا اظہار لازم ہے اظہارِ غم و افسوس کا کوئی محل نہیں۔

س 161: جشن عید میلاد النبی ﷺ میں ہم کیا کرتے ہیں اور کیا جو کرتے ہیں وہ شریعت کے خلاف تو نہیں ہوتا؟

ج: جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر غریبوں مسکینوں اور لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے جس کی قرآن و حدیث نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ کھانا کھلانے کی مکمل ترغیب فرماتا ہے۔ (۲) چراغاں کیا جاتا ہے جو کہ خوشی کے مواقع پر کرنا جائز ہے بلکہ خدا نے خود حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر ایسی چراغاں کیں کہ شام کے محلات تک روشن ہو گئے۔ (۳) نعتِ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے دلوں میں محبت رسول ﷺ اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا چراغ روشن کیا جاتا ہے جو کہ ایمان کی اصل ہے۔ (۴) درود و سلام پڑھا جاتا ہے جو کہ خود خدا نے پڑھنے کا حکم فرمایا اور جو خدا اور ملائکہ کی سنت بھی ہے۔ (۵) جلوس میلاد کا اہتمام کیا جاتا ہے جو کہ اسلام کی طاقت کا اظہار ہے۔ (۶) ایک دوسرے سے گلے مل کر مبارک دی جاتی ہے جو کہ آپس میں اخوت اور بھائی چارے کی علامت ہے اور آپس میں محبت کا ذریعہ ہے۔ (۷) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، برکتوں اور رحمتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ (۸) حفاظتِ ایمان کا ذریعہ ہے۔ تو یہ سارے کام بالکل جائز حق ہیں بلکہ ان کا اجر و ثواب خدا کے ہاں سے بہت ملتا ہے۔

س 162: کیا جشن ولادتِ مصطفیٰ ﷺ منانا بدعت ہے۔

ج: ہرگز نہیں کیونکہ قرآن مجید و احادیث میں جشن میلاد کی اصل موجود ہے جس طرح حلال کھانا کی موجودہ دور کی شکل پہلے زمانہ سے مختلف مساجد کی تعمیرات کا پختہ کرنا وغیرہ اسی طرح موجودہ دور کے تقاضے کے مطابق جشن ولادت کا منانا بالکل اس کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور جمہور امت کبھی گمراہی پر جمع بھی نہیں ہو سکتی۔ جب کہ بدعت کی بھی کئی اقسام ہیں جن میں اچھی اور بُری

دونوں شامل ہیں۔

س 163: جو لوگ خواجواہ جشن ولادت باسعادت پر بحث و مباحثہ کرتے ہیں کہ جائز نہیں اصل میں وہ کس ذہنیت کے لوگ ہیں کیا وہ باقی معاملات میں بھی قرآن و حدیث سے ثبوت مانگتے ہیں؟

ج: میلاد النبی ﷺ جیسی نعمت عظمیٰ پر شکرانے کے ثبوت طلب کرنے والے نادان اور کم نصیب لوگ ہیں حسد، بغض اور بے ادب لوگ ہیں جنہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا ہوگا کہ زندگی میں ہزار ہا دنیاوی خوشیاں مناتے وقت کبھی قرآن و حدیث کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس کا ذکر اس میں ہے کہ نہیں کیا ایسا نہیں ہوتا کہ (۱) مدت بعد اولاد کی پیدائش پر مٹھائیاں بانٹنا اور دعوتیں کرنا۔ اس وقت حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیٹوں کی پیدائش پر مٹھائی بانٹی تھی (۲) ہر سال بچوں کی سالگرہ پر ہزاروں روپے کی ضیافتوں پر قرآن و حدیث سے ثبوت فراہم کیا گیا؟ (۳) شادی کے موقع پر اشہار، دعوتی کارڈ، رسم و زواج اور تبادلہ تحائف ان مواقع پر قرآن و حدیث سے دلیل طلب کی گئی؟ (۴) ۲۳ مارچ قائد اعظم ڈے، اقبال ڈے، آزادی کا دن، اپنے اکابرین کے یوم وصال وغیرہ ان تمام کا ثبوت کبھی قرآن و حدیث سے پوچھا گیا جہاں کروڑوں روپے لگائے جاتے ہیں دراصل بابت عشق مصطفیٰ ﷺ سے دوری ہے اور بغض و عناد رسول ﷺ ہے۔ (خدا ہمارے حال پر رحم فرمائے)

س 164: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس کی آیت نمبر 58 میں حکم فرمایا قل بفضل اللہ و برحمۃ فبذلك فليعرجوا ط یعنی حضور ﷺ کی خوشیاں منانے کا حکم ہے تو اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے کتنی تاکیدات کے ساتھ خوشیاں منانے کا حکم صادر فرمایا۔

ج: شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے اس آیت کریمہ کے حوالے سے دس تاکیدات کے ساتھ حضور ﷺ کی آمد پر خوشیاں منانے کا ذکر

کیا۔ اتنی ساری اور مزید تاکیدات کے ساتھ حکم کی نافرمانی اب کوئی بد بخت ہی کر سکتا ہے۔

س 165: حضور شیخ الاسلام نے خدا کی طرف سے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے کہ حضور کی آمد پر خوشیاں مناؤ جن دس تاکیدات کا ذکر کیا بیان کریں۔

ج: خدا کے حکم کی دس تاکیدات یہ ہیں۔

۱۔ قل کہہ کر بات شروع کرنا تاکید کی ایک قسم ہے جس کا مطلب ہے کہ ہمہ تن گوش ہو جاؤ۔

۲۔ بِفَضْلِ اللَّهِ: ”اللہ کے فضل کی وجہ سے“ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے فضل کی وجہ سے کیا ہے؟ یہ استفہام پیدا کرنا بھی طریقہ تاکید ہے، گویا ابھی اصل بات کو چھپایا جا رہا ہے۔

۳۔ وَبِرَحْمَتِهِ: ”اللہ کی رحمت کی وجہ سے“ یہاں پھر استفہام پیدا کر دیا کہ رحمت کی وجہ سے کیا؟

۴۔ فضل اور رحمت کا اجتماع: فضل کے بعد رحمت کا ذکر کرنا بھی تاکید ہے۔

۵۔ فَبِدَلِّكَ میں فا کی حکمت: فاعربی قواعد میں تاکید کے لیے آتی ہے۔

۶۔ بِدَلِّكَ: فضل اور رحمت کے بعد اشارہ بعید لانا بھی تاکید ہے۔

۷۔ فَلْيَفْرَحُوا: لفر حوا پر پھر فا کا اضافہ کیا گیا جس سے تاکید پیدا ہو رہی ہے۔

۸۔ فَلْيَفْرَحُوا: لفر حوا پر ل بھی تاکید کے لئے ہے۔

۹۔ هُوَ خَيْرٌ: ہوتا تاکید کے لیے ہے۔

۱۰۔ مِمَّا يَجْمَعُونَ: یہ بھی تاکید کی کلام ہے۔

س 166: تاکیدوں سے کلام میں جو اثر پڑتا ہے کسی مثال سے سمجھائیں۔

ج: مثلاً اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو کوئی کام کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہے ”فلاں کام کیا کرو۔“ تو سمجھدار اولاد کے لئے یہ بھی کافی ہے مگر جب باپ اس حکم کے ساتھ یہ بھی کہے ”بیٹا میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ فلاں کام کرو۔ اب بیٹے کے کان

زیادہ کھڑے ہو جائیں گے کیوں کہ تاکید بڑھ گئی۔ اب اگر باپ زیادہ سخت حکم دیتے ہوئے کہے ”بیٹا سن لو میں تمہیں بطور خاص کہہ رہا ہوں کہ فلاں کام ضرور بالضرور کرو۔“ اب باپ کے حکم میں چار تاکیدیں آگئیں تو کیا حکم عدولی کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے یہ مثال تو صرف سمجھانے کے لئے تھی۔ وگرنہ باپ کا حکم کہاں رب ذوالجلال کا حکم کہاں چہ نسبت خاک را با عالم پاک کے مصداق وہ رب تو اپنے پیارے رسول ﷺ کی زبان حقیقت بیان سے ہی کہلو اور ہے۔ محبوب! آپ میری طرف سے لوگوں کو حکم فرمادیں کہ ان پر جو اللہ کا فضل اور رحمت اپنے درجہ کمال کو پہنچ کر نبی آخر الزمان کے وجود اقدس کی صورت میں انہیں نصیب ہوئی ہے اس کے شکرانے پر خوشیاں مناؤ اور یہ بات تاگیدات کے ساتھ کہہ رہا ہوں اور خوشی کی کوئی حد بھی مقرر نہیں کر رہا جتنی ہو سکے خوشیاں مناؤ اس پر جو اخراجات آئیں گے پرواہ نہ کرو کیونکہ جو تم جمع کر کے کسی اور کام یا خوشی کے موقع کے لیے رکھ رہے ہو اس سے کہیں بہتر ہے کہ حضور ﷺ کی آمد کی خوشی مناؤ۔

س 167: وہ کیا سبب ہے جس کی بنا پر اللہ رب العزت نے حکم فرمایا اس فضل و رحمت کے میسر آنے پر خوشی و مسرت مناؤ۔

ج: قرآن حکیم نے اس پس منظر کو متعدد آیات میں بیان فرمایا یعنی خدا مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے کہ اگر تم پر میرے حبیب ﷺ کی تشریف آوری کی صورت میں میرا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے اکثر لوگ گمراہ ہو جاتے اور شیطان کے پیروکار بن کر تباہ ہو جاتے جب کہ حضور ﷺ لوگوں کو بدامنی، گمراہی، کفر و شرک اور بے راہ روی کی تاریکیوں سے نکال کر خدا کے عطا کردہ نظام مصطفوی ﷺ کی طرف لائے اور ہدایت الہی کے نور سے منور فرمادیا۔ تو اتنی بڑی نعمت کے حصول کے شکرانے کے لئے خوشیاں مناؤ۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ.

فصل معراج النبی ﷺ

- س 1: شب معراج یعنی معراج النبی ﷺ کیا ہے؟
- ج: جس رات حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنے قرب کی وادیوں میں رکھ کر راز و نیاز کی باتیں کیں۔ انوار و تجلیات الہیہ میں غوطہ زن رہے اور جنت و دوزخ کا جائزہ لیا، جس شب کو یہ تمام معارج طے ہوئے اس رات کو شب معراج کہتے ہیں اور حضور ﷺ کے اس مقام کو معراج النبی ﷺ کہتے ہیں۔
- س 2: اس شب خدا نے حضور ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے لئے کیا تحفہ عطا فرمایا؟
- ج: شب معراج کو خدا نے ہمارے لئے روزوں اور نمازوں کا تحفہ عطا کیا تاکہ نماز اور روزہ کے زینے سے امت بھی خدا کا قرب حاصل کر سکے فرمایا الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ (الحدیث)
- س 3: شب معراج یعنی معراج النبی ﷺ کا ذکر قرآن پاک میں کہاں ہے؟ حوالہ دیں۔
- ج: معراج النبی ﷺ کا ذکر خدا نے قرآن کی دو سورتوں میں واضح اور اعلانیہ فرمایا۔
- ۱۔ سورۃ بنی اسرائیل، پارہ نمبر ۱۵ سبحان الذی اَسْرٰی بِعَبْدِهِ
- ۲۔ سورۃ النجم (۵۳) کی ابتدائی آیات والنجم اذا هوى

(تقریباً ۱۸ آیات قرآنی)

س 4: جس سال واقعہ معراج النبی ﷺ ہوا اس سال کو کون سا سال کہتے ہیں اور کیوں؟

ج: جس سال حضور ﷺ کو خدا نے آسمانی دنیا کی سیر کروائی اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہتے ہیں۔ اس سال کو غم کا سال اس لئے کہتے ہیں کیونکہ آقا نامدار تاجدار کائنات ﷺ کے محبوب چچا ابو طالب اور آپ ﷺ کی جانثار و وفادار زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک اسی سال ہوا اور یہ دونوں شخصیات حضور ﷺ کی تبلیغ دین میں معاونت اور مشکلات و غم میں دلجوئی کرتیں اور کفار مکہ کو ان کی کچھ شرم و حیا تھی جس کی وجہ سے کفار مکہ بہت ہی زیادہ ظلم و بربریت سے باز رہتے۔ جب ان دونوں شخصیات کا وصال ہو گیا تو آپ ﷺ نے طائف کی وادی کا سفر کیا تاکہ لوگوں کو خدا کی طرف بلایا جائے مگر وہاں کے ظالم لوگوں نے سخت زخمی کر دیا اس حالت میں خدا نے خود حضور ﷺ کی نہ صرف دلجوئی فرمائی بلکہ مقام مصطفیٰ ﷺ کی معرفت کا اعلان قاب قوسین او ادنیٰ کہہ کر فرمایا اور دنیا کو بتا دیا کہ خدا اور رسول کے درمیان عبد اور معبود کے علاوہ کوئی فرق نہیں۔

س 5: معراج کی رات جس سواری پر آقا نامدار والی دو جہاں سرکار دو عالم ﷺ کو سوار کرایا گیا اس کا نام معنی بتاؤ۔

ج: سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کو معراج کی رات براق (جنتی سواری) پر سوار کرایا گیا۔ براق کا واحد برق ہے برق بجلی کو کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہوا جس طرح بجلی تیز ترار سفر کرتی ہے اس سے بھی کہیں بڑھ کر سفر کرنے والی سواری جس کا ایک قدم سے دوسرا قدم تا حدنگاہ سے بھی بڑا ہوتا ہے۔

س 6: کیا معراج النبی ﷺ روح اور جسم دونوں سے ہوئی یا اکیلی روح کو مختصر بیان کریں۔

ج: حضور سرور کائنات ﷺ کو معراج روح مبارک اور جسم مبارک دونوں سے ہوئی کیونکہ خدا خود اعلان فرما رہا ہے، پاک ہے وہ ذات جو اپنے (محبوب و مقرب) بندے (محمد ﷺ) کو رات کے تھوڑے سے عرصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی تو جب خدا ہر عیب اور نقص و کمزوری سے پاک کا اعلان بھی فرما کر پھر اپنے بندے کا ذکر فرما رہا ہے جبکہ بندہ اکیلی روح کو نہیں کہتے ہیں اور خدا نے اعلان فرمایا کہ میں خود لے کر گیا اب کون اعتراض کرنے کی جرأت کر سکتا ہے اعتراض کرنے سے کفر واجب ہو جائے گا۔ چونکہ خدا کے فرمان کے خلاف ہوگا۔ ویسے بھی خواب یا اکیلی روح کو تو کئی مرتبہ معراج ہوا مگر اتنے شد و مد سے ان واقعات کا بیان نہ ہوا چونکہ یہ انوکھا واقعہ تھا اور اسی لئے تو کفار مکہ بھی اس پر سوال و جواب کرنے لگے جبکہ خواب میں کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

س: 7: شب معراج اسلامی کیلنڈر کے مطابق کب ہوئی؟

ج: شب معراج رجب المرجب (اسلامی سال کا ساتواں مہینہ) کی ۲۶ اور ۲۷ تاریخ کی درمیانی رات عام الحزن (غم کا سال) میں اس وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے قریبی مقام پر آرام فرما رہے تھے کہ جبرائیل امین علیہ السلام خدا کا پیغام دعوت لے کر حاضر در رسول ﷺ ہوئے۔

س: 8: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو شب معراج کے سفر میں آنے جانے پر کس قسم کے لقب سے نوازا کر قسم کھائی۔

ج: خدائے قدوس فرماتا ہے۔ والنجم اذا هوی، قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چشم زدن میں شب معراج میں اوپر جا کر) نیچے اترے۔ (۱:۵۳) یعنی خدا نے حضور سرور کونین ﷺ کو چمکتے ستارے کا لقب عطا فرمایا۔

س: 9: والنجم یعنی چمکتے ستارے سے حضور ﷺ کو تشبیہ دی گئی اس کا کوئی حوالہ دیں۔

ج: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں النجم انہ محمد، نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
(روح المعانی ۲۷: ۲۵)، (تفسیر المنظر ی ۹: ۱۰۳)

س 10: نجم کا کوئی دوسرا معنی بھی بتاؤ۔

ج: نجم کا ایک معنی ”اصل“ بھی ہے۔ امام راعب اصفہانی نجم کی شرح میں رقم طراز ہیں ”خدا کی ذات بابرکات نے کنائے اور اشارے کے پیرائے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشدہ تابندہ ذات کی قسم کھائی اور فرمایا۔
قسم ہے اے محبوب کہ تو اصل ہے۔ (المفردات: ۲۸۳)

س 11: نجم کے معنی ہے اصل، اس معنی کی روشنی میں بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کی اصل ہیں کیا کوئی اصل مختص کی گئی ہے کہ نہیں۔

ج: خدا نے مطلقاً فرمایا محدود نہ کیا بلکہ ذات سرکار صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس شمس و قمر، شجر و حجر، برگ و ثمر، نباتات و جمادات، جوہر و علمان، غرض کائنات ہست و بود کا وجود و ظہور سب کچھ تاجدار کائنات حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے توکل اور تصدق ہی سے قائم ہے۔ کائنات میں سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خیرات ہے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود کائنات ٹھہرایا جا رہا ہے۔ اصل کے مقابلے میں ہر شے، فرع ہوتی ہے اللہ رب العزت نے فرمایا قسم ہے محبوب تیری کہ تو اصل ہے اس کائنات رنگ و بو کا مرکز و منبع ہے۔

س 12: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی اصل ہے کے حوالے سے کوئی ایک حدیث مبارکہ بیان کریں۔

ج: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر میرے نور سے ہر چیز کو بنایا۔“ (تفسیر روح البیان ۲۷: ۲۷)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث پاک (المواہب الدنیہ ۱: ۹) (السیرۃ الحلبیہ ۱: ۵۰)، (زرقاتی علی المواہب ۱: ۳۶) میں فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ بے شک

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت لوح تھی نہ قلم، جنت تھی نہ دوزخ، فرشتے تھے نہ آسمان، نہ زمین، سورج تھا نہ چاند، جن تھے نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش اور چوتھے کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصہ سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے، دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے بنائے۔ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے سے آسمان بنائے۔ دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت و دوزخ (لہذا حضور ﷺ کی ذات بابرکات کائنات کی اصل ہیں)

س 13: حضور سرور کائنات ﷺ کو سورۃ النجم میں نجم کے لقب سے نوازا گیا کیا کسی اور جگہ بھی خدا نے النجم کے الفاظ لقب سے پکارا، حوالہ دیں۔

ج: سورۃ النجم کے علاوہ الطارق میں بھی حضور ﷺ کو خدا نے نجم کہہ کر پکارا۔

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ○ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ○

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہے اور آپ کو کیا معلوم یہ رات کو آنے والی کیا چیز ہے۔ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

س 14: سورۃ الطارق میں النجم الثاقب کا لقب حضور ﷺ کے لئے خدا نے ارشاد فرمایا، کوئی تفسیری حوالہ دیں۔

ج: قاضی ثناء اللہ پانی پٹی کی الشفاء: ۱، ۲۳، ملاحظہ فرمائیں۔

س 15: آقا دو جہاں ﷺ شب معراج جب آسمانوں کی سیر و خدا کی انوار و تجلیات میں رہ کر آسمانوں سے واپس آئے تو دنیا کا کتنا عرصہ بیت چکا تھا۔

ج: بالکل مختصر عرصہ جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس پانی سے آپ

ﷺ وضو فرما کر گئے تھے وہ واپسی تک بہہ رہا تھا اور آپ ﷺ کا بستر مبارک بھی گرم تھا۔

س 16: اتنے قلیل وقت میں اتنا لمبا سفر اور سیر و تفریح، جنت و دوزخ کی سیر اور خدا سے ملاقات (میں نہ جانے کتنا وقت) کیا یہ ممکن ہے؟

ج: (اس کا جواب درج ذیل میں جہتوں سے ہے)

(۱) شب معراج حضور ﷺ کے معجزات میں ایک اہم اور بہت بڑا معجزہ ہے اور معجزہ کا معنی ہی وہ چیز یا کام یا واقعہ جس کا عقل ادراک نہ کر سکے۔ جس سے عقل عاری رہے یا عاجز آجائے۔ معجزہ کا ماننا ایمان اور انکار کفر ہے۔

(۲) حضور سرور کائنات ﷺ دو جہانوں کی جان ہیں پس جب اس جہان کی

جان جہان سے رخصت ہوئی تو یہ جہان جہاں تھا وہی رک گیا ہر چیز اپنی اپنی جگہ

جامد ہو گئی سکتہ کی حالت ہو گئی اور جہاں تھی وہی ٹھہر گئی اور جب آپ ﷺ

دوبارہ واپس ہوئے تو اس جہان کی جان میں جان آگئی اور جہاں دنیا ٹھہری تھی

وہی سے نظام پھر چالو ہو گیا اور تمام چیزیں حرکت میں آگئی، گردش زمان و مکان

پھر شروع ہو گئی۔ اب اصل عرصہ کتنا تھا چونکہ ہر چیز تو جامد ہو گئی اس لئے اصل

وقت کا اندازہ دنیا کے وقت سے لگانا ممکن نہ رہا چونکہ پانی وضو کا ابھی بہہ رہا تھا

ظاہر ہے وہ بھی وہی رک گیا اور جب آپ ﷺ واپس آئے تو جہاں سے رکا تھا

چل پڑا ہوگا اور اسی طرح آپ ﷺ کا بستر مبارک گرم تھا۔

(۳) واقعہ معراج میں طئے زمانی اور طئے مکانی کی صلاحیت بھی ادا ہوئی جو کہ خدا نہ

صرف انبیاء و مرسلین کو عطا فرمائی ہے بلکہ نیک بندوں کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جیسے

سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک ساتھی کا بلکہ بلقیس کا تخت پلک

جھپکنے میں لے آنا، سورۃ الکہف میں خدا کے اولیاء سینکڑوں سال کی نیند سے

بیدار ہو کر اتنے بڑے عرصہ کو ایک دن یا دن کا کچھ حصہ کہہ رہے تھے۔

س 17: طئے زمانی کی تعریف کریں اور قرآن سے طئے زمانی کا کوئی ایک حوالہ دیں۔

ج: ”صدیوں پر محیط وقت کے چند لمحوں میں سمٹ آنے کو اصطلاحاً طئے زمانی کہتے ہیں“ جیسے قرآن پاک میں سورۃ کہف میں اصحاب کہف پر ۳۰۹ سال کا عرصہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ محسوس ہوا۔ (الکہف: ۱۸: ۱۹)

س 18: طئے مکانی کی تعریف کریں اور قرآن سے طئے مکانی کی تصدیق کے لئے کوئی حوالہ دیں۔

ج: ”لاکھوں کروڑوں کلومیٹرز کی وسعتوں میں بکھری مسافتوں کے ایک جنبش قدم میں سمٹ آنے کو اصطلاحاً طئے مکانی کہتے ہیں۔“

جیسے ملکہ سبا بقیس کا تخت دربار سلیمان علیہ السلام سے تقریباً ۹۰۰ میل کے فاصلے پر پڑا ہوا تھا۔ جسے آپ علیہ السلام کے ایک صحابی آصف بن برخیا جس کے پاس کتاب اللہ کا علم تھا پلک جھپکنے تک حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے لا کر پیش کر دیا ملاحظہ کریں۔ (سورۃ النمل: ۲۸: ۳۰)

س 19: شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اظہار طئے مکانی تھا یا کہ طئے زمانی وضاحت کریں۔

ج: اللہ تعالیٰ قادر مطلق اپنے برگزیدہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام میں سے کسی کو معجزہ اور کرامت کے طور پر طئے زمانی اور کسی کو طئے مکانی کے کمالات عطا کرتا ہے لیکن حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر معراج معجزات طئے زمانی اور طئے مکانی دونوں کی جامعیت و اکملیت کا مظہر ہے۔ ان معجزات کا صدور نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے جن کی صحت میں کسی صاحب ایمان کے لئے انحراف کی گنجائش نہیں۔

س 20: قیامت کا دن طئے زمانی کی ایک صورت میں پاپا ہوگا وضاحت کریں۔

ج: قیامت کا دن بھی طئے زمانی ہی کی ایک صورت میں پاپا ہوگا جس میں پچاس ہزار سال کا دن اللہ کے نیک بندوں پر عصر کی چار رکعتوں کی ادائیگی جتنے وقت

میں گذر جائے گا جبکہ دیگر لوگوں پر وہ طویل دن ناقابل بیان کرب و اذیت کا حامل ہوگا۔

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں

مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

س 21: سفر معراج حضور ﷺ کو عالم بیداری میں طے ہوا وضاحت کریں۔

ج: آج کے سائنسی و تحقیقاتی و کائناتی انکشافات کے اس دور میں بھی اگر کوئی شخص

یہ دعویٰ کرے کہ میں نے خواب میں زمینوں اور آسمانوں کی سیر کی اور جب

میں واپس آیا تو میرا بستر گرم تھا تو اسے من و عن تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ خواب

میں ایسا ممکن ہے۔ اگر حضور سرور کائنات ﷺ بھی یہ دعویٰ خواب کے

حوالے سے کرتے تو ابولہب اور ابو جہل کو اس کی حقانیت سے انکار بالکل نہ

ہوتا۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ دعویٰ عالم بیداری میں کیا گیا اس لیے عقل عیار اسے

تسلیم کرنے پر تیار نہ ہوئی۔

س 22: سفر معراج النبی ﷺ اہل ایمان کے لئے ان کے ایمان کی آزمائش ہے قرآنی

دلیل سے وضاحت کریں۔

ج: سفر معراج النبی ﷺ چونکہ جاگتے میں سب کچھ ہوا اور یہ سب کچھ ہونا چونکہ

انسانی فہم و ادراک سے بالاتر تھا لہذا اس معجزہ کو اہل ایمان کے لئے ایمان کی

آزمائش قرار دیا گیا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا يَا آدَمُ الَّذِي أَرَىٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

اور ہم نے تو (شب معراج کے) اس نظارہ کو جو ہم نے آپ ﷺ کو دکھایا

لوگوں کے لئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے۔ (ایمان والے مان گئے اور ظاہر

بین الجھ گئے)

(بنی اسرائیل ۱۷: ۶۰)

س 23: اللہ تعالیٰ ایک مسلمان کو مختلف مشکلات سے گزار کر آزماتا ہے مگر ایمان لانے

والے کے ایمان کی آزمائش کے زیادہ طریقے کون کون سے اپنائے، قرآنی حوالہ دیں۔

ج: اللہ تبارک و تعالیٰ ایک مسلمان کو مختلف تکالیف و پریشانی سے گزارتا ہے اور صبر، شکر و استقامت کا امتحان لیتا ہے اور کبھی درجات کو بلند کرنے کے مقصد پر بھی آزمائش کرتا ہے مگر ایماندار کے ایمان کی آزمائش ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے کرتا ہے جس طرح سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۴ میں فرمایا: ترجمہ: ”بے شک قبلہ کا بدلنا بڑی بھاری بات تھی مگر ان پر نہیں جنھیں اللہ نے ہدایت (و معرفت) سے نوازا اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کر دے۔“ کیونکہ یہ آیت تحویل قبلہ کے حوالے سے نازل ہوئی جو کہ نماز کے دوران ہی بیت المقدس سے حضور ﷺ کا چہرہ مبارک بیت اللہ کی طرف کر لیا جانا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی بغیر حکم سے صرف چہرہ یار کو دیکھ کر اپنے رخ بھی ادھر پھیر لینا جدھر آقا ﷺ نے پھر لیا فرمایا یہی ایمان کی پہچان ہے اسی طرح شب معراج بھی ایک ایماندار کے لئے آزمائش ہے جو قیامت تک کے مومنوں کے لئے ہے اور یہ معجزہ حضور ﷺ کے خصائص کبرہ میں سے ایک خاص ہے جس کا انکار کرنا ایمان و ایقان کے خلاف ہے۔

س 24: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رویا چونکہ عام طور پر خواب کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے لہذا حضور ﷺ کو سفر معراج خواب میں عطا ہوا تو اس رویا کی حقیقت میں معنی بتاؤ۔

ج: (در حقیقت یہ مفہوم غلط لیا جاتا ہے) عربی زبان میں رویا رات کے وقت کھلی آنکھوں سے دیکھنے کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے کہ روایت ہلال کمیٹی کا معنی وہ کمیٹی جو کہ پہلی رات کے چاند کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے نہ کہ خواب میں۔

اسی طرح فرمایا لِنُرِيَهُ مِنْ لَيْتِنَا (۱۷:۱۱ بنی اسرائیل) تاکہ ہم اس (بندہ

کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ چونکہ یہ چیز کسی بھی شخص کے لئے عملاً ناممکن تھی لہذا فرمایا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (بنی اسرائیل ۱۷:۱) (کہ ہر نقص، عیب اور ناممکن کے لفظ سے) پاک ہے وہ قادر مطلق جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے وقت سیر کرانے۔

س 25: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کے لقب سے کب نوازا گیا۔

ج: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کے لقب سے معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے پر نوازا گیا۔

س 26: معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی اور ہمہ گیر معجزہ ہے وضاحت کریں۔

ج: معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی، عالمگیریت اور ہمہ گیریت معجزہ

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو وہ معجزہ عطا فرمایا جو اس وقت کی قوم اس

کام میں مہارت رکھتی تھیں تو نبی علیہ السلام اس سے بڑھ کر اس کام میں فضیلت

اکملیت رکھتے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوز طب میں مہارت رکھتا مگر کوڑھی

اور مادرزاد اندھے کو ٹھیک نہ کر سکتے تو عیسیٰ علیہ السلام کو اس میں کمال عطا فرمایا حتیٰ

کہ مردوں کو زندہ بھی کر دیتے وغیرہ۔ اسی طرح موسیٰ کی قوم جادو میں کمال رکھتی

تھی تو موسیٰ علیہ السلام کو عصا کے ذریعے ان کے جادو کا زبردست توڑ دیا گیا اور عصا

اڑدھا بھی بن جاتا اور اب چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراقدرس پر ختم نبوت کا تاج

سجایا گیا تو قیامت تک کے لئے امت محمدی میں جتنے بھی سائنسی، تحقیقاتی ترقی

ہوئی ہے اور ہونی ہے خدا نے ان سب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال عطا فرمایا۔ خواہ

وہ رسل و رسائل ہو یا پیغام رسائی کا طریقہ کار ہو اور خدا کو معلوم تھا کہ امت محمدی

چاند پر قدم رکھے گی اور ستاروں پر کندیں ڈالے گی لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے

اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان و لامکان کی وسعتوں میں سے نکال کر اپنے

قرب کی حقیقت عطا فرمائی جس کا گمان بھی عقل انسانی میں نہیں آسکتا تھا۔ نہ قیامت تک آسکتا ہے لہذا معراج النبی ﷺ حضور ﷺ کا دائمی معجزہ ہے۔

س 27: حضور ﷺ نے سفر معراج کہاں سے کہاں تک کیسے سفر کیا مختصراً بتائیں۔

ج: آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ سے اٹھا اور براق پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا

وہاں سے آسمانوں اور پھر وہاں سے عرش معلیٰ تک گیا حتیٰ کہ مکان و لامکان کی وسعتیں طے کرتا ہوا مقام قاب و قوسین تک پہنچا اور پھر حسن مطلق کا بے نقاب جلوہ کیا۔ اس سیر کے دوران انبیاء کرام سے ملاقاتیں کیں جب واپس آیا تو گھر کے دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی اور غسل و وضو کا پانی حرکت میں تھا۔ ابولہب اور ابو جہل کی عقل آڑھے آگئی اور انکار کر دیا جبکہ صحابہ عشق کی بازی جیت گئے۔

س 28: سفر معراج النبی ﷺ کے مراحل بیان کریں۔ یعنی کتنے مرحلے میں طے ہوا مختصراً بتائیں۔

ج: سفر معراج النبی ﷺ تین مرحلوں میں طے ہوا (۱) سفر معراج کا پہلا مرحلہ

مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کا ہے۔ چونکہ یہ زمینی سفر ہے جو کہ دنیائے انسانی کا حصہ ہے انسانی تفہیم کے لئے آسان ہے لہذا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے حتیٰ کہ سفر کے احوال و واقعات اور اس کی حقانیت پر دلائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ (۲) دوسرا مرحلہ مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک ہے یہ کرۂ ارض سے کہکشاؤں کے اس پار واقع نورانی دنیا تک سفر ہے اور چونکہ مخلوق کی حدود کے اندر تھا لہذا اسے بھی بیان کیا مگر مختصراً کیونکہ ذہن انسانی میں آنے والا نہ تھا۔ (۳) تیسرا مرحلہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے قاب قوسین اور اس سے بھی آگے اودنیٰ تک کا ہے چونکہ یہ سفر محبت اور عظمت کا سفر تھا اور محبت و محبوب کی خاص ملاقات تھی لہذا رواد محبت کو راز میں رکھا گیا۔

س 29: سفر معراج النبی ﷺ کے پہلے مرحلے میں حضور ﷺ کی سواری کس نبی کی قبر

مبارک سے گزری اور وہ کس حالت میں تھے؟

ج: سفر معراج کے پہلے مرحلے پر سفر جاری تھا کہ حضور رحمت دو عالم ﷺ کا گذر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور کے قریب سے ہوا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر انور میں کھڑے صلوٰۃ پڑھ رہے تھے۔

س 30: انبیائے مرسلین نے حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز کہاں پڑھی؟ جبکہ براق کو کس طرح باندھا گیا؟

ج: جب حضور ﷺ کی سواری مبارک معراج کی رات بیت المقدس پہنچی تو باب محمد ﷺ استقبال کے لئے کھلا تھا جبرائیل امین نے دروازے کے قریب موجود ایک پتھر میں انگلی سے سوراخ کیا اور براق کو اس سے باندھ دیا بعدہ تمام انبیاء و مرسلین نے بیت المقدس میں حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

س 31: سفر معراج النبی ﷺ کے دوران حضور ﷺ کی ملاقات پہلے آسمان پر کس نبی سے ہوئی اور تعارف کیا ہوا؟

ج: سفر معراج النبی ﷺ کے دوران حضور رحمت دو عالم ﷺ کی ملاقات پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ آپ کے جلیل القدر فرزند، ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہی کل انبیاء کے سر تاج ہیں حضور سرور کونین ﷺ نے دادا کہہ کر حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ یعنی اپنے عظیم فرزند کو دعاؤں سے نوازا۔

س 32: سفر معراج النبی ﷺ کے دوران والی کونین ﷺ کی ملاقات دوسرے تیسرے اور چوتھے آسمان پر کن کن سے ہوئی؟

ج: دوسرے آسمان پر حضور پر نوح ﷺ کی ملاقات سیدنا عیسیٰ اور یحییٰ سے کرائی گئی جبکہ پہلے آسمان کی طرح اباب نے دروازہ کھولا، تیسرے آسمان پر حضور ﷺ کی ملاقات سیدنا یوسف علیہ السلام سے کرائی گئی، تیسرے آسمان کے مشاہدات نورانی کے بعد چوتھے آسمان پر تاجدار کائنات ﷺ کی ملاقات

حضرت ہارون علیہ السلام سے کرائی گئی۔

س 33: سفر معراج النبی ﷺ کے دوران سرور کونین ﷺ کی ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے کس آسمان پر ہوئی اور کیسے ہوئی؟

ج: حضور پر نور ﷺ سفر معراج طے کرتے ہوئے جب چھٹے آسمان پر پہنچے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ کی چشمان مقدس اشکبار ہو گئیں۔ حضور ﷺ کی عظمت و رفعت دیکھ کر رشک کے آنسو چھلک پڑے اور بے اختیار زبان مقدس سے نکلا خدائے بزرگ و برتر کے یہ وہ برگزیدہ رسول ہیں جن کی امت کو میری امت پر شرف اور بزرگی عطا ہوئی اور میری امت کے مقابلے میں آپ ﷺ کی امت کو کثرت کے ساتھ جنت میں داخل کیا گیا۔ جبکہ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

س 34: سدرۃ المنتہیٰ کونسا مقام ہے؟

ج: یہ وہ مقام عظیم ہے جہاں آ کر ملائکہ حتیٰ کہ انبیاء و رسل کی بھی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ مقرب فرشتوں کے بھی اس سے آگے پر جلتے ہیں گویا ملاقات کا سارا نظام اور عالم امکان کی ساری بلندیاں سدرۃ المنتہیٰ پر ختم ہو جاتی ہیں۔ سدرہ کا معنی بیری کا درخت ہے سدرۃ المنتہیٰ کا مقام عالم مکان نورانی کی آخری حد ہے اور لا مکان کا ابتدائی کنارہ ہے۔

س 35: سفر معراج النبی ﷺ کے دوران ملائکہ نے جب خدا سے حضور ﷺ کی زیارت کی خواہش کی، حالات مختصر بیان کریں۔

ج: اس مقام پر تفسیر نیشاپوری اور تفسیر درمنثور میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے فرشتوں نے دعا مانگی اے رب کائنات جس محبوب ﷺ کی خاطر تو نے یہ کائنات تخلیق فرمائی جس پر تو اپنی زبان قدرت سے ہمہ وقت درود پڑھتا ہے اور ہم بھی تیرے حکم کی تعمیل میں اس ہستی پر درود و سلام کا نذرانہ بھیجتے ہیں آج

وہی مہمان ذی وقار تشریف لارہے ہیں اے باری تعالیٰ ہمیں اپنے اس رسول
محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نقاب جلوہ عطا فرما۔ خدا نے ملائکہ کی دعا قبول فرمائی اور
فرمایا کہ ساری کائنات سے سمٹ کر سدرة المنتہی پر بیٹھ جاؤ۔ فرشتوں کی اتنی
کثرت ہوئی کہ وہ درخت ان کے نور کے سائے میں آ گیا۔

س 36: معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں سدرة المنتہی پر تمام فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کے لئے جمع ہو گئے اس کا قرآن میں کس جگہ تذکرہ فرمایا۔

ج: سدرة المنتہی پر فرشتوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ (پیری کا درخت) سدرة المنتہی
چھپ گیا جس کا ذکر خدا نے یوں فرمایا۔ اذ یغشی السدرۃ ما یغشی (النجم
۱۶:۵۳) ”جب سائے میں لے کر چھپا لیا سدرة کو جس نے چھپا لیا (یعنی ملائکہ
کی کثرت نے)۔“

س 37: سدرة المنتہی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آگے چلو
تو جبرائیل علیہ السلام نے کیا عرض کیا؟

ج: اس مقام پر جبرائیل امین رک گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو تو عرض کی
لو دنوت اتملة لا تحترق (الیواقیت والجوہر ۳: ۳۴) اگر میں ایک چیونٹی
برابر بھی آگے بڑھا تو (تجلیات الہی کے پر تو سے) جل جاؤں گا۔

س 38: سدرة المنتہی پر جبرائیل امین اور براق یہی رہ گئے تو اگلی منزل کی طرف حضور پر
نور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے روانہ ہوئے؟

ج: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرة المنتہی سے آگے کی منزل تن تنہا خالق کائنات کے
اذن سے روانہ ہوئے۔ اللہ رب العزت نے اپنے مہمان عرش کی سواری کے
لئے ایک سبز رنگ کا ملکوتی اور نورانی تخت بھیج دیا۔ اس تخت کا نام ”ررف“
تھا۔ اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش معلیٰ تک پہنچایا گیا۔

س 39: کیا ”ررف“ کے ذریعے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رویت باری تعالیٰ کا نظارہ فرمایا؟

ج: عالم لامکان میں ایک ایسا مقام آیا جہاں ررف بھی ٹھہر گیا۔ جب ررف بھی ٹھہر

گیا تو حضور ﷺ کو ایک بقعہ نور کے اندر داخل کرایا گیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس نئے ماحول میں جہاں ہر طرف اللہ کی تجلیات اور جلوہ ہائے صفات موجزن تھے میں نے کچھ اجنبیت سی محسوس کی اور ایسا ہونا بتقاضائے شان بشریت تھا جو اگرچہ مغلوب تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی شخصیت کا حصہ تھا۔

س 40: جب آقا نامدار حضرت محمد ﷺ معراج کے دوران بقعہ نور میں داخل ہو کر

اجنبیت و تنہائی محسوس کی تو کیا واقعہ پیش آیا؟

ج: امام شعرانی ”الطبقات الکبریٰ“ میں یوں رقمطراز ہیں۔

”آپ ﷺ نے فرمایا اس تنہائی کے ماحول میں اجنبیت کا احساس ہوا ہی تھا کہ میرے کانوں میں دلنواز، میٹھی اور سریلی پیار بھری آواز آئی۔ کوئی نرم اور شفقت آمیز لہجے میں کہہ رہا تھا“

قف یا محمد ان ربك یصلی (الیواقیت والجواہر ۲: ۳۵)

اے محمد ﷺ! ٹھہر جا تیرا رب تجھ پر صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کے صلوٰۃ پڑھنے پر قدرے تعجب ہوا لیکن دوسری بار پھر یہی شیریں آواز کانوں میں رس گھولتی ہوئی آئی تو وحشت اور پریشانی کا اثر زائل ہو گیا اور اس کی جگہ سکون و اطمینان نے لے لی۔

س 41: صلوٰۃ کا معنی کیا ہے جبکہ خدا تو ہر وقت حضور ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے دونوں

میں فرق بتائیں۔

ج: صلوٰۃ سے عام طور پر درود بھیجنے اور برکت کے معنی مراد لئے جاتے ہیں لیکن

مندرجہ بالا سوال میں جو حدیث بیان کی گئی ہے یہ معنی نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت آپ ﷺ پر درود بھیجتا رہتا ہے۔ جس کی تاکید قرآن کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط (الاحزاب ۳۳: ۵۶) بے شک

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

تو صلوٰۃ کا ایک معنی قرب چاہنا اور قریب کرنا بھی ہوتا ہے لہذا یہاں محبوب
 ﷺ کو جو روکا جا رہا ہے رک جا پیارے بے شک تیرا رب (خود) قریب ہو
 رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے، اے محبوب رک جا تیرا خدا خود تیرے استقبال میں
 قریب ہو رہا ہے۔

س 42: قف یا محمد ان ربك یصلیٰ کی تائید میں قرآن پاک کی کوئی آیت ہے،
 حوالہ دیں۔

ج: قف یا محمد ان ربك یصلیٰ۔ اے محمد ﷺ ٹھہر جا تیرا رب (اب اپنی
 شان بندہ نوازی) تیرا استقبال کرے گی اور اپنی شان کے لائق حق میزبانی ادا
 کرے گا تاکہ تیری عظمت و محبوبیت کا اظہار ہو۔ اس معنی کی تائید قرآن نے
 سورۃ النجم میں فرمائی۔ ثم دنی فتدلی۔ پھر یہ قریب ہوا پھر وہ اور قریب ہوا۔

(النجم ۵۳: ۸)

س 43: ثم دنی فتدلی کی مزید وضاحت کریں۔ کیونکہ دنی اور تدلی دونوں کا معنی قریب
 ہونا ہے؟

ج: دنی کا معنی ”قرب“ ہے اور تدلی کا معنی بھی ”قریب ہونا“ ہے لیکن دونوں میں
 فرق یہ ہے کہ دنی میں تین حروف (دن ی) ہیں جبکہ تدلی میں چار حروف (ت د
 ل ی) ہیں عربی کا قاعدہ ہے کہ کثرت حروف کثرت معنی پر دلالت کرتی ہے اور
 قلت حروف قلت معنی پر دلالت کرتی ہے۔ دنی فعل مصطفیٰ ﷺ ہے اور تدلی
 فعل خدا دنی کے کم حروف سے پتہ چلتا ہے کہ محبوب چونکہ مخلوق میں سے ہے اور
 مخلوق محدود ہے اس لئے اس کا قرب بھی محدود ہے جبکہ رب خالق لامحدود ہے
 اس لئے اس کا قرب بھی لامحدود ہے حضور ﷺ ایک مقام پر رک گئے لیکن
 اللہ تعالیٰ اتنا قریب ہوا کہ کوئی حد باقی نہ رہی دنی کا جواب باری تعالیٰ نے تدلی
 کی صورت میں دیا اور ایسا کیوں نہ ہو حدیث قدسی میں خدا کا اپنا فیصلہ یہ ہے۔

جو شخص ایک بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے میں پورا گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف پیدل چل کر آتا ہے میں (اپنی شان کے مطابق) دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔

(صحیح البخاری ۱۱۰۱:۲ کتاب التوحید رقم ۶۹۷۰)، (صحیح المسلم، جامع الترمذی، اسنن ابن ماجہ)

س 44: شب معراج میں جب محبوب خدا ﷺ اور اللہ تبارک و تعالیٰ قریب ہوئے تو کتنا فاصلہ رہ گیا؟

ج: اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ النجم میں فرماتا ہے کہ **ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ○ فَكَانَ قَابَ**

قَوْسَيْنِ ○ فَاَوْحَىٰ اِلَىٰ عَبْدِهِ مَا اَوْحَىٰ ○ (النجم ۵۲:۷-۱۰)

ترجمہ: پھر وہ قریب ہوا، پھر وہ اور قریب ہوا۔ پس اتنے قریب ہوئے جیسے دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے (بھی) زیادہ قریب، پس وحی فرمائی اپنے عبد مقدس کو جو وحی فرمائی۔

تو یہاں خدا اپنے اور اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کے درمیان قربت کی انتہا فرما رہا ہے کہ اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم، اس سے بھی کم کہہ کر قربت کی انتہا کر دی۔

س 45: قاب قوسین اور اودنی کے الفاظ کے معانی و مفہوم کو واضح کریں۔

ج: (i) قاب (قوس) قوسین قوس کا واحد ہے جبکہ قوسین تشبیہ ہے یعنی دو قوسیں، قوس

کمان کو کہتے ہیں جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں اور انتہائی قریب ہو کر ملتے

ہیں اس وقت بغلگیر ہوتے ہیں جب دونوں دوست بغلگیر ہو رہے ہوتے ہیں تو

بازو کھولتے ہیں اس طرح بازو کھلے ہوں تو قوس یعنی کمان کی شکل بنتی ہے جبکہ

دونوں دوست بغلگیر ہو رہے ہوتے ہیں تو دونوں کے دونوں بازو دو قوسیں

بناتے ہیں تو خدا فرماتا ہے اے لوگوں دنیا کے دوستوں کے آپس کے ملنے کا

دستور ہے جو آپس میں بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں کہ بغلگیر ہوتے ہیں جتنے وہ

قریب ہوتے ہیں، سن لو میرا محبوب مجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(ii) عربوں کا ایک طریقہ تھا کہ جب دو قبیلے آپس میں ملتے اور معاہدہ کر کے یک جان دو قالب ہونا چاہتے تو فریقین اپنی کمانوں کو آپس میں بدلتے اور پھر آپس میں ملا کر تیر پھینکتے تو یہ تصور کیا جاتا کہ ایک کا پھینکا ہوا تیر دوسرے کا ہے اور دوسرے کا پھینکا ہوا تیر پہلے کا ہے یعنی ایک فریق کی دوستی دوسرے فریق کی دوستی ہے اور ایک کی دشمنی دوسرے کی بھی دشمنی ہے۔ گویا قاب قوسین کی مثال دے کر اللہ رب العزت یہ بات واضح کرنا چاہتا ہے جس نے اللہ سے ناطہ جوڑنا ہے وہ محمد ﷺ کے در پر آ جائے اور جس نے محمد ﷺ کے در سے دوری اختیار کی اور بغض رکھا اس نے دراصل اللہ سے دوری اختیار کی اور خدا سے بغض اور دشمنی رکھی۔

س 46: فاوحی الی عبدہ ما اوحیء کا ترجمہ بتاؤ اور کیا خدا نے حضور ﷺ کی طرف وحی فرمائی؟

ج: خدا فرماتا ہے کہ محبوب خدا اور خدا قربت میں اتنے نزدیک ہو کر اپنے پیارے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی، اب کیا فرمایا یہ راز و نیاز کی باتیں محبت اور محبوب کے درمیان تھیں یہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ یہ راز و نیاز محبوب جانے یا محبت جانے۔ پس اے لوگوں تم صرف اور صرف میرے محبوب کی عظمت و رفعت دیکھو اور معجزہ معراج النبی ﷺ کا انکار نہ کرنا کیونکہ میں نے واجباً قسم کھا کر اور سبحان الذی سے یعنی خدا پاک ہے ہر نقص اور کمزوری سے کہہ کر شب معراج النبی ﷺ کی بات شروع کی ہے۔

س 47: جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں تو محبت کا تقاضا ہے کہ تحفوں کا لین دین کرتے ہیں تو جب محبوب خدا اپنے محبت سے ملنے گئے تو کیا تحفہ لے کر گئے اور کونسا تحفہ لے کر آئے؟

ج: جب حضور ﷺ قاب قوسین سے بھی زیادہ قرب پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں تین تحفے پیش کئے۔ عرض کیا۔

التحيات لله والصلوة والطيبات (معارج النبوة ۳: ۱۴۹)

ترجمہ: میری تمام قوی، مالی اور بدنی عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہیں (اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں)

جواب میں حسب قاعدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تین تحفے پیش کئے فرمایا۔

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته (معارج النبوة ۳: ۱۴۹)
اے محبوب ﷺ تیرے لئے سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (بطور تحفہ) ہیں۔

س 48: قاب قوسین کی بلندیوں پر آقا نامہ ار حضرت محمد ﷺ نے ہم گناہ گاروں کے لئے کیا عرض کیا؟

ج: حضور ﷺ نے خدا کے تحفوں کو قبول فرما کر خدا سے ہم گناہ گاروں کے لئے عرض کیا:

السلام علينا و على عباد الله الصالحين (معارج النبوة ۳: ۱۴۹) سلامتی ہو ہم پر، (یعنی میرے ساتھ میری امت کے گناہ گاروں پر بھی) اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

س 49: جب تحائف کا لین دین محبت اور محبوب کے درمیان شب معراج ہو رہا تھا اور آقا اپنی امت کو بھی شامل فرما چکے تو اس پر ملائکہ نے کیا عرض کیا۔

ج: جب محبت اور محبوب میں تحائف کا تبادلہ اور گفتگو ہو چکی تو ملائکہ بھی پکاراٹھے۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله (معارج النبوة ۳: ۱۴۹) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

س 50: فرشتوں کی تصدیق کے بیان کے بعد کہ معراج حق ہے اور ان تحائف کا لینا دینا بھی حق ہے ہمارے لئے کیا واجب ہے؟

ج: اس کے لئے امام غزالی فرماتے ہیں کہ جب تم السلام علیک ایھا النبی پر پہنچو تو یہ تصور کرو و احضر قبلك النبی ﷺ و شخصہ الکریم و قل السلام علیک ایھا النبی و رحمة اللہ وبرکاتہ (احیاء العلوم ۱: ۱۶۹) اپنے دل میں نبی اکرم ﷺ کو جلوہ گر (حاضر) سمجھو اور کہو اے اللہ کے نبی آپ ﷺ پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں۔

س 51: پیارے آقا نامدار حضرت محمد ﷺ نے ہم گناہ گاروں کو قاب تو سین او ادنیٰ کی بلندیوں پر بھی یاد رکھا اور امت کے غم میں راتوں کو اٹھ کر مشقت کیا کرتے تھے جس پر سورۃ منزل کی آیات نازل فرمائیں انہیں ترجمہ سمیت سناؤ۔

ج: جب آپ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ فرمائی تو مخالفین نے جینا دو بھر کر دیا سازشوں کا جال بچھایا گیا ادھر امت کا غم دامن گیر تھا تو ساری ساری رات سجدہ ریزیوں میں گزرتی جس پر خدا نے اپنے محبوب کی مشقت دیکھ کر فرمایا لَیَّاہَا الْمُرْمِلُ (۱) "قُمِ اللَّیْلَ إِلَّا قَلِیْلًا (۲) نِصْفَةً أَوْ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا (۳) أَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَدِّی الْقُرْآنَ قَرِیْبًا (۴) ط (المرمل ۷۳: ۱-۴) اے کملی والے (محبوب) آپ رات کو قیام فرمایا کریں مگر تھوڑی رات، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر لیں یا اس سے بھی کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔

نوٹ: حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ جتنا آپ ﷺ کا دل چاہے قیام فرمایا کرو۔ یہ خدا کی محبت کا اظہار ہے جو اپنے محبوب بندے سے فرما رہا ہے۔

س 52: جب حضور ﷺ کو اپنی امت کے گناہوں کا غم زیادہ ہوا اور تمام رات مشقت فرماتے اور اللہ کے حضور سجدہ ریز رہتے تو خدا نے امت محمدی کے لئے کیا مژدہ جانفرا سنا یا۔

ج: جب ہر وقت حضور ﷺ کو امت کا غم رہنے لگا تو خدا نے جبرائیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میرا مقصد تو محبوب ﷺ کی طبیعت کا

بوجھ ہلکا کرنا تھا مگر ایسا ابھی تک نہیں ہوا لہذا تو میرے محبوب کو اس امت کی بخشش کا مژدہ جانفرا سنادے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (۱) لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفح ۲:۱:۴۸)

س 53: امت محمدی ﷺ کی بخشش و مغفرت کا مژدہ جانفرا جو سورۃ فتح میں نازل فرمایا گیا اس کا اردو ترجمہ کریں۔

ج: ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دے دی تاکہ اللہ تمہارے سبب (اے محبوب ﷺ تمہارے لئے تاکہ تیری امت کا جو تجھے غم ہے اس کو ختم کیا جائے) گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

س 54: جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی امت کو بخشنے کا وعدہ فرمایا تو آپ ﷺ کا کیا و طیرہ رہا۔

ج: رسول محتشم ﷺ کو امت کے غم میں رات بھر جاگنے کی وجہ سے امت کی بخشش کی بشارت مل گئی تو اس خیال سے کہ امت اپنے گناہوں کی بخشش پر کما حقہ اپنے رب کا شکر ادا نہ کر پائے گی راتیں سجدوں کی تابانی سے پھر منور رہنے لگیں۔ جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب تو امت کی بخشش کا سامان ہو گیا اب تو آپ راتوں کو نہ جاگا کریں ارشاد فرمایا۔ افلاً کون عبداً شکورا۔ کیا میں اپنے اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (صحیح بخاری ۲: ۷۱۶)

س 55: تو کیا جب حضور ﷺ کی اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے پھر رات سجدوں اور شکر گزار یوں میں بسر ہونے لگی تو خدا کی محبت اپنے محبوب سے کس طرح ہمکلام ہوئی؟

ج: جب حضور ﷺ خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے رات بھر پھر جاگتے تو خدا کی محبت پھر جوش محبت میں یوں فرمان جاری فرماتی ہے۔ طہ ○ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ○ (طہ-۲۱) طہ (اے محبوب مکرم) ہم نے

آپ ﷺ پر قرآن (اس لئے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں، سبحان اللہ کیا محبت ہے خدا کو اپنے رسول ﷺ سے اور کیا محبت ہے رسول ﷺ کو اپنی امت سے۔

س 56: جب آقا نامدار ﷺ کو امت سے اتنی شدید محبت ہے تو امتی کو حضور ﷺ سے کتنی محبت ہونی چاہیے؟

ج: (یہ ساری صورت حال کا مختصر جائزے کے بعد اب) امت پر فرض ہے کہ حضور ﷺ سے ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کرے تمام محبتوں سے بڑھ کر محبت کرے دیوانہ وار محبت و عشق کرے اور یہی ایمان کا بھی تقاضا ہے۔ (نوٹ: مزید وضاحت کے لئے باب تعظیم و توقیر رسالت ﷺ کا ملاحظہ فرمائیں)۔

س 57: شب معراج نبی ﷺ نے کیا خدا کا دیدار کیا حدیث پاک کا حوالہ دیں۔

ج: جی ہاں حدیث طبرانی میں ہے کہ ان محمد راى ربہ مرتین مرہ بعینہ و مرۃ بفوادہ۔ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔ ایک مرتبہ آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل سے۔

(الجم الكبير ۱۲: ۱۷۱، رقم ۱۲۵۶۲)، (الجم الاوسط ۶: ۲۵۶)، (المواهب الدنیة ۲: ۲۷)، (شرطیب: ۵۵)

س 58: حضور ﷺ نے خدا کا دیدار مبارک کیا اس کی دلیل قرآن سے دیں۔

ج: خدا نے سورۃ النجم میں فرمایا مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ○ (النجم ۵۳: ۱۱)

ترجمہ: قلب مبارک نے اس کے خلاف نہ کہا جو (چشم اقدس نے) دیکھا۔

قرآن حکیم نے یہ واضح فرما دیا کہ شب معراج النبی ﷺ نے جمال ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ دل کی آنکھ سے بھی کیا اور سر کی آنکھ سے بھی۔

س 59: جو لوگ حضور ﷺ کے دیدار الہی کا شک کرتے ہیں اس کا جواب خدا نے کیا دیا؟

ج: قرآن پاک نے رویت باری تعالیٰ کی تائید فرماتے ہوئے شک کرنے والوں

سے پوچھا اَفْتُمِرُّونَ عَلٰی مَا يَرٰى ○ (النجم ۵۳: ۱۲) کیا تم ان سے اس پر

جھگڑتے ہو جو انہوں نے دیکھا۔ آگے فرمایا وَلَقَدْ رَاَهُ نَزْلَةً أُخْرٰى ○

(النجم ۵۳:۱۳) اور بے شک انہوں نے اسے دوسری بار ضرور دیکھا۔

س 60: کیا دیدار الہی ممکن ہے حوالہ جات دیں مختصراً۔

ج: جی ہاں، اگر دیدار الہی ممکن نہ ہوتا تو ایسی چیز کا تقاضا خدا کے ایک عظیم اور جلیل

القدر پیغمبر کلیم اللہ (موسیٰ علیہ السلام) نہ کرتے جبکہ انہوں نے عرض کیا رَبِّ اَرِنِي

اَنْظُرْ اِلَيْكَ - اے رب مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کر لوں

(الاعراف ۷:۱۳۳) موسیٰ علیہ السلام کا بارگاہ ایزدی میں یہ الفاظ بارہا کہنا اس

بات کی دلیل ہے کہ خدا کو دیکھنا ممکن ہے مگر اس کے لئے دیکھنے والی آنکھ چاہیے

جو کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے۔

س 61: اس کے علاوہ خدا کے جواب پر بھی ذرا غور کریں فرمایا۔ لن ترانی (القیامۃ

۷۵:۲۳-۲۴) تم مجھے (براہ راست) ہرگز دیکھ نہ سکو گے۔ اس کا مفہوم یہ نہیں

ہے کہ مجھے دیکھا نہیں جاسکتا بلکہ ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیری آنکھ مجھے

دیکھنے کی متحمل نہیں ہو سکتی یہ نہیں فرمایا کہ کوئی آنکھ مجھے دیکھنے کی قدرت نہیں

رکھتی۔ اس سے امکان رویت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اس میں اس بات کا اثبات

مضمحل ہے کہ میرے دیدار کا شرف معراج کی شب صرف میرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

حاصل کرے گا۔ ایک جگہ فرمایا، اهل جنت کے لئے۔ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ (القیامۃ

۲۲-۲۳) کتنے چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے۔ اپنے پروردگار کے دیدار میں

محو ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بے حجاب دیدار

سے بڑھ کر اور کوئی نعمت اہل ایمان کے لئے نہ ہوگی۔

س 61: خدا کے دیدار کا حوالہ احادیث مبارکہ سے بھی دیں۔

ج: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متفق علیہ حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا انکم سترون

ربکم عيانا (بخاری شریف ۲:۱۱۰۵ کتاب التوحید، (مسند احمد بن حنبل ۳:۱۶۳)

ترجمہ: بے شک تم اپنے رب کو اعلانیہ دیکھو گے۔

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چودھویں کے چاند کی رات ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا انکم سترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر ہذا۔ (صحیح بخاری ۲: ۱۱۰۶، کتاب التوحید)، (سنن ابی داؤد ۲: ۳۰۲، کتاب السنۃ)، (سنن ابن ماجہ ۱: ۶۳ رقم ۱۷۷)، (مسند احمد بن حنبل ۴: ۳۶۰) قیامت کے دن تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو۔ جو چیز قیامت کے دن ممکن ہے اس جہاں میں بھی ممکن ہے مگر دیکھنے کے لئے صرف محبوب خدا ہی کو مخصوص فرمایا گیا اور قیامت کے دن مومنوں کا خدا کا دیدار کرنا ہر اس حضور ﷺ کے وسیلہ جمیلہ اور صدقے سے ہوا۔

س 62: موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر خدا کے حسن ذات کی ایک تجلی پڑی تو اس پہاڑ پر تجلی بھی موسیٰ کو بے ہوش کر گئی جبکہ حضور ﷺ دیدار الہی بالکل قریب اور سامنے کر رہے تھے اس پر حضور ﷺ کی حالت بتائیں۔

ج: کلام ربانی میں حضور ﷺ کی ان مبارک آنکھوں کا ذکر بھی کیا جو اپنے حوصلے، اعتماد، ہمت اور عزم و یقین کے باعث اس ارشاد ربانی کا مصدق ٹھہریں۔ (مَازَاغَ الْبَصْرِ وَمَا طَعَى . النجم: ۵۳: ۱۷) نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھی (جس کو دیکھنا تھا اسی پر جمی رہی) حضور ﷺ کی نگاہوں میں اتنی طاقت اور وسعت تھی کمال ہوش میں جمال یار کر رہے تھے۔

حضرت سہل بن عبداللہ التستری اسی مشاہدہ کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

شاهد نفسه..... المحل (روح المعانی ۲: ۵۴)

اس طرح مستغرق ہوئے کہ سوائے ذات باری اور صفات الہیہ کے کسی اور طرف متوجہ نہ ہوئے۔

س 63: سورۃ النجم میں ارشاد خداوندی: لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ○ (النجم ۱۸: ۵۳) کا ترجمہ و تشریح کریں۔

ج: ترجمہ: بے شک آپ ﷺ نے اپنے رب کی بے شمار نشانیاں دیکھیں۔
حضور ختم مرتبت ﷺ کی چشمان مقدس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا
جاسکتا ہے کہ ان چشمان مقدس نے اللہ رب العزت کا بے حجاب نظارہ کیا اب
اس کے بعد وہ کونسی چیز ہوگی جو حضور ﷺ کی چشم بینا سے پوشیدہ رہی ہوگی۔
یہی چشم بینا کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ماضی، حال کے علاوہ
مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات اور تغیرات حضور ﷺ کی چشمان
مبارک پر روز روشن کی طرح واضح اور نمایاں تھے۔

س 64: جو لوگ انکار رویت باری تعالیٰ کرتے ہیں ان کی دلیل کیا ہے اور اس کا جواب
بھی دیں۔

ج: منکرین رویت باری تعالیٰ اس حدیث کا حوالہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے
فرمایا نوراً اتنی ارادہ (صحیح المسلم ۹۹:۱ کتاب الایمان رقم ۲۹۱) وہ تو نور تھا میں
بھلا اسے کیسے دیکھ سکتا تھا اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ بالعموم یہی کیا جاتا ہے اور
اس سے وہ نفی رویت کا استدلال کرتے ہیں اگر حضور ﷺ کے اس فرمان کو
گہرائی میں جا کر غور کریں اور اگلی حدیث مبارکہ میں فرمایا ”رایت نورا“ (صحیح
المسلم ۹۹:۱ کتاب الایمان رقم ۲۹۲) میں نے نور کو دیکھا۔ اس کی روشنی میں
(متذکرہ بالا) اول الذکر حدیث کا معنی یہ ہوا کہ میں نے جس طرف سے بھی
دیکھا اسے نور پایا۔ یہ معنی نہیں کہ وہ نور تھا میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔ رایت نورا
کے الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ دیدار الہی کا اثبات
فرماتے ہوئے اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کو جس طرف
سے بھی دیکھا۔ نوراً علی نور پایا۔ جبکہ خدا نے اپنا تعارف اس طرح فرمایا۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط (النور ۲۳:۳۵) اللہ آسمانوں اور زمین کا
نور ہے۔

نوٹ: مفسرین قرآن نے اس کا معنی مراد یہ لیا ہے کہ وہ ذات جو آسمانوں اور زمین کو

روشن کرنے والی ہے۔ لہذا آیت کریمہ میں مجازاً سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کو نور سے تعبیر کیا ہے۔ یہی حدیث پاک کا مفہوم ہے۔

س 65: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (الانعام ۶: ۱۰۳) کا ترجمہ کریں نیز یہ آیت رویت باری تعالیٰ کی عدم امکان کے لئے پیش کی جاتی ہے (وضاحت کریں) جواب دیں۔

ج: ترجمہ: ”نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔“ اس کا مفہوم بالعموم یہ لیتے ہیں کہ کسی آنکھ کو اتنی قدرت حاصل نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکے یہ ترجمہ کرنا اس کے نہ سمجھنے کے مترادف ہے کیونکہ اس میں رویت کا نہیں بلکہ ادراک کا لفظ استعمال ہوا ہے گویا اصل معنی یہ ہے کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے اور ادراک دیکھنے کے معنی میں نہیں بلکہ کسی شے کا احاطہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ رب ذوالجلال نے اپنے دیکھے جانے کی نفی نہیں کی بلکہ ارشاد یہ ہوا کہ عالم امکان میں ساری آنکھیں بھی مل کر اس کی ذات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور صرف اسی کی ذات ہر چیز کا احاطہ کرنے پر قادر ہے۔ لہذا ادراک سے دیکھنا مراد لے کر آیت کا معنی نکالنا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی آنکھ کے لئے ممکن ہی نہیں چنداں درست نہیں۔ (مدارج النبوة ۱: ۲۰۷)، (شرح مسلم ۱: ۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جن کی قرآن فہمی کی بنا پر آقا علیہ السلام نے ترجمان القرآن کے خطاب سے نوازا انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ رویت کی نہیں بلکہ ذات باری تعالیٰ کے ادراک کی نفی کی گئی ہے۔

س 66: ادراک اور رویت کا فرق واضح کریں۔

ج: رویت کا معنی ہے دیکھنا جبکہ ادراک کا معنی ہے احاطہ کرنا۔ دیدار الہی تو ممکن ہے مگر خدا کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ یعنی دیکھنا اور گھیرے میں لینا یہ فرق ہے۔

(احاطہ کرنے کا معنی یہ بھی ہوا گھیرنا۔)

س 67: وما كان لبشر أن رسول (الشوریٰ ۴۲: ۵۱) کا ترجمہ بیان کریں۔
ج: سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۵۱ جس کا ترجمہ ہے ”اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اللہ اس سے (براہ راست) بات کرے مگر ہاں (اس کی تین صورتیں ہیں یا تو) وحی (کے ذریعے) یا پردے کے پیچھے سے یا (اللہ) کسی فرشتے کو بھیج دے۔“

س 68: درج بالا سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۵۱ میں چند علماء نے اس کا مفہوم کیا بیان کیا ہے جس کی وجہ سے وہ دیدار الہی کے معراج النبی ﷺ پر منکر ہوئے، وضاحت کریں۔

ج: علماء نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کئی بشر کی مجال نہیں کہ وہ بے حجاب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو سکے اس لئے اس کا دیدار ممکن ہی نہیں۔ اس دلیل کی بنا پر وہ تسلیم نہیں کرتے کہ شب معراج آنحضور ﷺ نے ذات باری تعالیٰ کا بے حجاب دیدار کیا۔ اس آیت کو سمجھنے میں بھی وہی مغالطہ ہوا جو ادراک کے مفہوم سے کیا گیا۔ جبکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں بشر کی طاقت کی نفی کی گئی ہے خدا کی نہیں خدا تو بلا کر شب معراج میں اپنے ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہونے کا اعلان فرما رہا ہے۔ دوسری بات آیت کریمہ میں بے حجاب کلام کی نفی کی گئی ہے نہ کہ بے حجاب مشاہدے کی اور نہ ہی یہ کہا گیا ہے کہ اللہ کو طاقت نہیں کہ وہ اپنا دیدار کسی کو بے حجاب کرا سکے۔

جبکہ حضور ﷺ کے متعلقہ تو فرمایا: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (انجم ۵۳: ۱۷) نگاہ نہ جھپکی نہ حد سے بڑھی (جس کو دیکھنا تھا اس پر جمی رہی)۔

س 69: مَا زَاغَ الْبَصَرُ میں حضور ﷺ کی بصارت کے متعلق کیا فرمایا گیا تفسیر کریں۔
ج: آپ ﷺ کی بصارت کو خدا نے اس درجہ طاقت و وسعت سے نوازا تھا کہ شب معراج مشاہدہ حق کے وقت اس میں نہ صرف اضمحلال واقع نہ ہوا بلکہ وہ

کمال ہوش کے ساتھ مشاہدہ جمال (حق) میں محور ہی۔ حضرت بہل بن عبد اللہ التستریؒ اس مشاہدہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ترجمہ: اس طرح مستغرق ہوئے کہ سوائے ذات باری اور صفات الہیہ کے کسی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

(روح المعانی ۲۷: ۵۴)

اس کے برعکس موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تجلی الہی کی ایک جھلک بھی برداشت نہ کر سکے اور صفاتی تجلی کی انعکاسی شعاع کے اثر سے آپ علیہ السلام مدہوش ہو گئے۔

س 70: سورۃ النجم کی پہلی نو آیات اور اس کا ترجمہ بیان کریں۔ (بمطابق عرفان القرآن)

ج: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی قَسَمَ ہے روشن ستارے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جب وہ (چشم زدن میں شب معراج اوپر جا کر) نیچے اترے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی تَمٰہِیْنِ (اپنی) صحبت سے نوازنے والے (یعنی تمہیں اپنے فیض صحبت سے صحابی بنانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ

(کبھی) راہ بھولے اور نہ (کبھی) راہ سے بھٹکے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اور

وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی یُّوحٰی اِن کا ارشاد سراسر

سروحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔ عَلَّمَهُ شَدِیْدُ الْقُوٰی اِن کو بڑی قوت

والے (رب) نے (براہ راست) علم (کامل) سے نوازا۔ ذُو مِرَّةٍ ط

فَاسْتَوٰی جو حسن مطلق ہے، پھر اس (جلوہ حسن) نے (اپنے) ظہور کا ارادہ

فرمایا۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی اور وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) شب معراج عالم مکاں کے

سب سے اونچے کنارے پر تھے (یعنی عالم خلق کی انتہا پر تھے)۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی

پھر وہ (رب العزت اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ

قریب ہو گیا (نوٹ۔ یہ معنی امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے الجامع الصحیح

میں روایت کیا ہے۔ مزید حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ امام حسن بصری، امام

جعفر الصادق محمد بن کعب القرظی التابعی، ضحاک رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی آئمہ تفسیر کا قول بھی یہی ہے۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ پھر (جلوہ، حق اور حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف) دو کمانون کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب وصال میں) اس سے بھی کم (ہو گیا)

س 71: سورة النجم کی آیت نمبر ۱۰ تا آیت ۱۸ اسنا میں اور ترجمہ بھی بتائیں (عرفان القرآن)

ج: فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ○ پس (اس خاص مقام قرب و وصال پر) اس (اللہ) نے اپنے عبد (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی۔
مَا كَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ (ان کے) دل نے اس کے خلاف نہیں جانا جو (ان کی) آنکھوں نے دیکھا۔

اَفْتَمَرُونَهُ عَلٰی مَا يَرٰی ○ کیا تم ان سے اس پر جھگڑتے ہو کہ جو انہوں نے دیکھا۔

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰی ○ اور بے شک انہوں نے تو اس (جلوہ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا (اور تم ایک بار دیکھنے پر ہی جھگڑ رہے ہو)

نوٹ: یہ معنی ابن عباس، ابوذر غفاری، عکرمہ التابعی، حسن البصری التابعی، محمد بن کعب

القرظی التابعی، ابو العالیہ، الریاحی التابعی، عطاء بن ابی ربا التابعی، کعب الاحیار التابعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابو الحسن اشعری اور دیگر آئمہ کے اقوال پر ہے

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ○ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاوٰی ○ اسی کے پاس جنت الماوی ہے

اِذْ يَغْشٰى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ○ جب نور حق کی تجلیات سدرۃ (المنتہیٰ) کو (بھی) ڈھانپ رہی تھیں جو کہ (اس پر) سایہ نکلن تھیں۔

نوٹ: یہ معنی بھی امام حسن بصری رضی اللہ عنہ و دیگر آئمہ کے اقوال پر ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ اور ان کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی)

لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ بے شک انہوں نے (معراج کی شب) اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

س 72: جب ہمارے پیارے رسول ﷺ معراج کے بعد واپس آئے تو ابو جہل کفار و مشرکین کی قیادت کرتے ہوئے حضور سرور کونین ﷺ کے پاس آیا تو کیا سوال کیا تا کہ معاذ اللہ کچھ جھوٹ ثابت کیا جاسکے۔

ج: حضور ﷺ سے ابو جہل نے بیت المقدس کے درود یوار، چھتوں اور کھڑکیوں کی کیفیات کے متعلق سوالات کئے حالانکہ جب کوئی بھی شخص کسی عمارت کی سیر کے لئے جائے تو اس کے درود یوار کھڑکیاں وغیرہ نہیں گنا کرتا جبکہ حضور ﷺ نے بتایا اور فرمایا ”جب قریش نے میری (معراج کی) تکذیب کی اس وقت میں حجر اسود کے پاس تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میری نظروں میں عیاں کر دیا اور میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی تمام نشانیاں قریش کو بتانے لگا۔ (صحیح البخاری ۲: ۶۸۶ کتاب التفسیر رقم: ۴۳۳۳)، (جامع الترمذی کتاب التفسیر القرآن رقم: ۳۱۳۳)، (صحیح المسلم کتاب الایمان رقم ۲۷۶)، (مسند احمد بن حنبل وغیرہ)

س 73: جب حضور ﷺ نے کفار و مشرکین مکہ کے بیت المقدس کی بابت تمام سوالات کے جوابات درست عطا فرمادیئے تو کفار و مشرکین نے پھر کیا سوال مزید کئے۔

ج: مخبر صادق حضور ﷺ بیت المقدس کے بارے میں کفار و مشرکین مکہ کے ہر سوال کا درست جواب دے رہے تھے جب کفار کو اپنی سازش میں ناکامی کی صورت دکھائی دینے لگی تو کہنے لگے ہمارے بعض قافلے اس راہ پر گئے ہیں ان کے بارے میں کچھ بتائیے۔ یعنی راستے میں قافلے کے حالات بارے کفار مشرکین نے دریافت کیا۔

س 74: مخبر صادق نبی مکرم حضرت محمد ﷺ نے قریش کے قافلے میں پہلے قافلے کا کیا حال ارشاد فرمایا، بیان کرو۔ حوالہ بھی دیں۔

ج: حضور ﷺ نے کفار مکہ کو ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا پہلا قافلہ ”روحا“ کے مقام پر دیکھا تھا۔ اس قافلے کی قیادت فلاں قبیلے کا فلاں شخص کر رہا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس قافلے کا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ وہ لوگ وہاں رک کر اپنے اونٹ کی تلاش میں گئے ہوئے تھے جب میں وہاں پہنچا تو مجھے پیاس لگی۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ایک اونٹ کے پالان کے ایک پیالے میں پانی پڑا ہے میں نے اتر کر اس پانی کو پی لیا۔ جب میں روانہ ہونے لگا تو مذکورہ شخص اونٹ کو تلاش کر کے واپس پہنچا تو میں نے جاتے ہوئے اسے سلام کیا تو قافلے والوں میں سے بعض نے کہا یہ تو محمد ﷺ کی آواز ہے۔ جب قافلے والے واپس آئیں تو ان سے دریافت کر لیتا۔ (المواہب اللدنیہ ۲: ۴۰)

س 75: قافلے کے اس واقعے سے ہمیں حضور ﷺ کی عالم بیداری کا کیسے پتا چلتا ہے۔

ج: یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ خواب میں پیا ہوا پانی اس لائق نہیں ہوتا کہ پوچھا جائے کہ پیالے میں پانی تھا یا نہیں تھا اور پھر یہ آواز رسول ﷺ کی پہچان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سفر حالت خواب میں نہیں عالم بیداری میں تھا اور سب سے اہم بات اگر سفر معراج حالت خواب میں ہوتا تو کفار و مشرکین یہ نشانیاں نہ پوچھتے بلکہ کوئی جھگڑا وغیرہ ہی نہ تھا خواب کے متعلقہ۔

س 76: دوسرا قافلہ حضور ﷺ نے سفر معراج کے دوران کہاں پایا اور کیا واقعہ پیش آیا۔

ج: تاجدار کون و مکان نے فرمایا کہ ”جب میں مقام ”ذی فجا“ پر پہنچا تو وہاں مجھے دوسرا قافلہ ملا۔ اس قافلے میں ایک اونٹ پر فلاں فلاں نامی دو دوست سوار تھے۔ جب میرا براق ان کے قریب سے گذرا تو وہ اونٹ بدک کر بھاگا اور وہ دونوں اس سے گر پڑے چنانچہ اس حادثے میں ایک کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ جب قافلے والے آئیں تو ان سے تمام احوال پوچھ لیتا۔“ (المواہب اللدنیہ ۲: ۴۰)

س 77: تیسرا قافلہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف کی رات کہاں دیکھا بیان کریں۔

ج: حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں نے ”تکوین“ کے مقام پر ایک تیسرا قافلہ دیکھا کفار و مشکریں نے اس قافلے کے بارے میں کوئی علامت پوچھی تو تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے آگے بھورے رنگ کا ایک اونٹ ہے جس پر دو بوریاں لدی ہوئی ہیں، ایک سیاہ دھاری دار و دوسری سفیدی دھاری دار، جب وہ قافلہ واپس آئے تو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔ (المواہب اللدنیہ ۲: ۳۰)

س 78: سفر معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کفار و مشرکین نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین قافلوں کا ذکر سنا جو دوران سفر آقا علیہ السلام کو ملے تو پھر مزید آقا نامہ دار صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے کیا پوچھا؟

ج: کفار و مشرکین نے سوچا، یہ تینوں دلیل قوی ہیں۔ لہذا جاتے ہوئے کہنے لگے کہ اتنا اور بتا دیجئے کہ وہ قافلے اندازاً کب تک مکہ پہنچ جائیں گے۔ اس پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلا قافلہ کل سورج طلوع ہونے سے پہلے مکہ پہنچ جائے گا۔ دوسرا قافلہ اس وقت مکہ پہنچے گا جب سورج عین نصف النہار پر ہوگا۔ جبکہ تیسرے قافلے کی آمد کا وقت سورج غروب ہونے سے ذرا پہلے ہے۔ (المواہب اللدنیہ ۲: ۳۰)

س 79: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفار مشرکین کو قافلوں کے پہنچنے کا وقت تک ارشاد فرمایا تو کفار مشرکین اور دوسری جانب سے مسلمان کے انتظار اور قافلوں کے وقت کے پہنچنے کا منظر بیان کریں۔

ج: قافلوں کی آمد کے وقت کاسن کر کافروں کا ایک گروہ مکہ معظمہ کی سب سے اونچی پہاڑی پر جا کر بیٹھ گیا اور سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ دوسری طرف مسلمان بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حرف بحرف سچ ثابت ہوتا دیکھنے کے لئے گرد کارواں کی تلاش میں تھے۔ جب سورج طلوع ہونے کا وقت

قریب آیا تو ایک کافر با آواز بلند بولا خدا کی قسم! سورج طلوع ہو گیا۔ ابھی یہ جملہ مکمل نہ ہو پایا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پکاراٹھے وہ دیکھتے قافلہ بھی پہنچ گیا یہ دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ ہم نہیں مانتے یہ تو جادو ہے۔ ایسا ہی معاملہ دوسرے قافلے کے ساتھ بھی ہوا جو حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق نصف النہار پر پہنچا۔

س: 80 تیسرا قافلہ جو حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق غروب آفتاب پر پہنچنا تھا اور انہیں کوئی حاجت پیش آگئی تو خدا نے اس کے لئے مزید کیا معجزہ عطا فرمایا۔ حوالہ سے بیان کریں۔

ج: تیسرے قافلے کو راستے میں کوئی حاجت پیش آگئی لہذا اسے تاخیر ہوگئی۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا لیکن قافلے کی آمد کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ اس پر کفار و مشرکین چہ لگوئیاں کرنے لگے۔ غیرت حق جوش میں آئی، سورج کو حکم ہوا کہ یہیں رک جا۔ جب تک وہ قافلہ نہ پہنچے تجھے غروب ہونے کی اجازت نہیں چنانچہ سورج افق کے کناروں پر رکا رہا۔ وقت گزرتا رہا حتیٰ کہ قافلہ نمودار ہو گیا اس پر کفار سے جب کوئی بن نہ پڑا تو کہنے لگے۔ ہم نہیں مانتے یہ تو کھلا جادو ہے۔ (الشفاء: ۱، ۲۸۳) (حجۃ اللہ علی العالمین ۲۹۸)

صَمُّ بَعْثِ عُمَى فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ○ (فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ) کی مہر لگنے کی وجہ سے سارا کچھ دیکھ کر بھی کفار کو کچھ بھائی نہ دیا لہذا ایمان سے بہرہ مند نہ ہو سکے۔

س: 81 امام ابن کثیر اور امام ابو نعیم اصفہانی نے ایک روایت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے کی کہ حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف اسلام کا پیغام دے کر بھیجا وہاں ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا موجود تھا جو واقعات وہاں قیصر روم کو دعوت اسلام کے دوران پیش آئے واقعہ معراج کا ذکر بھی ہوا اس حوالے سے ایک یہودی عالم کی تصدیق کا ذکر کریں۔

ج: آقائے دو جہاں رضی اللہ عنہم نے وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف اسلام کا پیغام دے کر بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عیسائی بادشاہ کو دعوت اسلام پہنچائی اور حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور مناقب بیان کئے تو اس نے کہا کہ میں عرب کے کچھ تاجروں سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرنے کو کہا گیا۔ ابوسفیان کا بیان ہے کہ میں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح بادشاہ کی نظروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ گر جائے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکار کر دے لیکن محتاط بھی رہا کہ کسی جھوٹ پر پکڑا نہ جاؤں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اے قیصر روم! میں تمہیں اس نبی کی ایک ایسی بات بتاتا ہوں جسے سن کر تجھے (معاذ اللہ) اس کے جھوٹے ہونے کا یقین آ جائے گا۔ یہ کہہ کر واقعہ معراج بیان کیا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا کہ اس نبی نے کہا کہ میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا جہاں باب محمد میرے لئے کھلا تھا۔ وہاں پتھر سے براق کو باندھا گیا تھا۔ تو قیصر روم کے دربار میں موجود دنیائے عیسائیت کے سب سے بڑے پادری نے کہا کہ ہاں اس رات کا مجھے علم ہے۔

(دلائل النبوة: ۲۸۸)

س 82: قیصر روم کے دربار میں جب ابوسفیان نے واقعہ معراج کا ذکر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی کرنے کی کوشش کی تو وہاں ایک بڑے پادری نے کہا کہ ہاں اس رات کا مجھے علم ہے، قیصر روم نے مزید کیا پوچھا؟

ج: جب دنیائے عیسائیت کے سب سے بڑے پادری نے کہا کہ ہاں اس رات کا مجھے علم ہے تو قیصر روم نے کہا (اے پادری) تجھے اس رات کی کیا خبر ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا معمول تھا کہ میں ہر رات مسجد اقصیٰ کے دروازے اپنے ہاتھوں سے بند کر کے اورتالے لگا کر سویا کرتا تھا۔ اس رات جب میں اس دروازے پر پہنچا تو وہ بند نہ ہوا۔ میں نے اپنے کئی ساتھیوں کو بلایا جنہوں نے مل کر زور لگایا مگر پھر بھی دروازہ بند نہ ہوا حتیٰ کہ مستریوں کی سب کوششیں بھی بے کار گئیں لہذا فیصلہ یہ ہوا کہ اب تو سے کھلا چھوڑ کر سو جائیں۔ صبح اٹھ کر اسے

بند کر دیں گے۔ پادری کہتا ہے کہ خدا کی قسم! اس رات میں دروازہ کھلا چھوڑ کر سو گیا لیکن ساری رات سوچتا رہا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ جب علی الصبح میں نے دروازہ بند کرنا چاہا تو وہی دروازہ جو رات کو بند نہ ہوا تھا اس وقت آرام سے بند ہو گیا میں پھر حیران ہو رہا تھا کہ میری نظر دروازے کے باہر پتھر پر پڑی تو اس پر سواری باندھنے کا نشان تھا (نوٹ :- اس بارے سوال نمبر ۲۹ بھی ملاحظہ ہو، حضور ﷺ نے فرمایا، جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو اس پتھر میں سوراخ ہو گیا۔ پھر جبرائیل نے اس کے ساتھ براق باندھا۔ جامع الترمذی، المستدرک للحاکم، مشکوٰۃ) وہ یہودی عالم کہتا ہے کہ میں نے اس کیفیت کو دیکھا تو مجھے پرانی الہامی کتابوں میں پڑھا ہوا یہ واقعہ یاد آ گیا جو ہم انبیاء کی زبانی سنتے آئے ہیں کہ جب نبی آخر الزماں ﷺ کا زمانہ آئے گا تو انہیں سفر معراج پر بلایا جائے گا اور وہ اس رات بیت المقدس آ کر انبیاء کی امامت کرائیں گے اور اس پتھر پر ان کی سواری باندھی جائے گی میں سمجھ گیا کہ آج نبی آخر الزماں ﷺ کی معراج کی رات ہے اور ابوسفیان اپنے بیان میں سچا ہے۔

(دلائل النبوة: ۲۸۸)

س 83: یہودی عالم کی تصدیق معراج النبی ﷺ ہوئی تو ابوسفیان کی کیا حالت ہوئی؟
ج: ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میرے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی کہ یہ تو ایسی حقیقت ہے کہ عالم عیسائیت کا بڑا پادری بھی اپنی مخالفت کے باوجود جسے تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ امام ابو نعیم اصفہانی تو یہاں تک بیان کرتے ہیں کہ وہ پتھران کے زمانے تک موجود رہا وہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم لوگ آج بھی سواری باندھے جانے والی جگہ پر ہاتھ لگا کر برکتیں حاصل کرتے ہیں۔

(دلائل النبوة: ۲۸۸)

ادھر سے کون گذرا تھا کہ اب تک
دیارِ کہکشاں میں روشنی ہے

س 84: سفر معراج کی جزئیات کا احاطہ کہاں تک ممکن ہے کیا چند احادیث کی کتابوں سے پڑھنے سے احاطہ ممکن ہے؟

ج: سفر معراج میں حضور ﷺ نے ان گنت عجائبات کا مشاہدہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سفر معراج کی جملہ تفصیلات اور ان مشاہدات کی جزئیات کا احاطہ ممکن ہی نہیں شب معراج کی تفصیلات تک رسائی حدیث پاک کی ہزاروں کتابوں کے عمیق مطالعے کے بغیر نہیں ہو سکتی اور پھر ان تفصیلات اور جزئیات کو حیطہ ادراک میں لانا عقل انسانی کے بس کی بات نہیں۔ اکثر لوگ اپنے محدود مطالعے کی بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ تک حضور ﷺ کے سفر معراج کا ذکر ملتا ہے آگے نہیں تو یہ کورنہی ہے۔ اس ضمن میں ابام زرقانی رقم طراز ہیں۔ آپ ﷺ ساتویں آسمان سے آگے نکل گئے۔ سفر معراج جو کائنات کا سب سے عظیم سفر ہے اور دیگر معجزات کی طرح اللہ رب العزت کی قدرت کا مظہر ہے۔ سات طبقات، آسمانوں اور ان سے وراء الوراہ سدرۃ المنتہیٰ اور قاب قوسین اور پھر کرہ ارض کی طرف واپسی پر مشتمل ہے۔ اس کی توجیہ و توضیح عقل انسان کے بس کی بات ہی نہیں۔

س 85: سفر معراج کائناتی سچائی ہے جس پر آج اور آئندہ سائنس و ٹیکنالوجی کا سارا ارتقاء ہے بیان کریں۔

ج: سفر معراج اتنی بڑی کائناتی سچائی ہے کہ آج سائنس و ٹیکنالوجی کا سارا ارتقاء اس سفر کے خوشہ چینی کے سوا کچھ نہیں، جوں جوں انسان اپنے علم اور تجربات کی روشنی میں سفر معراج کے مختلف مراحل کی پرتیں کھولتا جائے گا ان گنت کائناتی سچائیوں کا انکشاف ہوتا جائے گا اور جدید علوم کا دامن حیرت انگیز معلومات سے بھرنا جائے گا اور اگر حضور ﷺ کی ذات اقدس سے اکتساب شعور کر کے انسان ارتقائی بلندیوں پر گامزن رہا تو خدا جانے آنے والے زمانوں میں یہ

ارتقاء کی کن بلندیوں پر فائز ہوگا۔ یہ تمام بلندیاں بھی صاحب معراج کی گرد پا ہوں گی کیونکہ ہر صدی اور ہر دور حضور ﷺ کی صدی اور دور ہے۔

س: 86: اذا هوى في رفقار کی قسم پر دلیل ہے۔

ج: اذا هوى میں عظیم رفقار کی قسم زمانی اور مکانی فاصلوں کے ایک پل میں طے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ فاصلے سمٹ رہے ہیں اور کروڑوں اربوں سالوں کی مسافت لمحوں میں مکمل ہو رہی ہے۔ یہاں عقل ناقص اپنے عجز کا اظہار کرنے کے سوا کیا کر سکتی ہے۔ کائنات کی ہر چیز پر رحمت محمدی ﷺ محیط ہے۔

س: معجزہ معراج النبی ﷺ کو مفسرین کرام محدثین عظام اور علماء سیرت و تاریخ نے اپنی اپنی کتب میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا، چند ایک کا مختصر اذکر کریں۔

ج: تفاسیر میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ (۱) انوار التزیل او اسرار التاویل جلد دوم مصنف ہے ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر البیہاوی، (۲) التفسیر الکبیر جلد ۲۰ امام فخر الدین رازی (۳) تفسیر البغوی جلد سوم میں (۴) تفسیر الخازن کی جلد سوم (۵) تفسیر القرآن الکریم جلد سوم (۶) تفسیر المنظر ی جلد پنجم (۷) الجامع الاحکام القرآن۔ پنجم (۸) جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد نمبر آٹھ (۹) روح البیان جلد پنچ (۱۰) روح المعانی جلد ہشتم (۱۱) زاد المسیر فی علم التفسیر جلد پانچ (۱۲) الکشاف جلد دوم

کتب احادیث (۱) صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ (۲) صحیح البخاری کتاب بد الخلق، باب ذکر الملائکہ، صحیح البخاری کتاب الانبیاء، باب قولہ تعالیٰ ”ذکر رحمۃ عبده ذکر یا اور“ واذا کر فی الکتاب مریم، کتاب المناقب، باب المعراج و کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ ”وہل اتاک حدیث موسیٰ“ و کتاب التفسیر، ورة الاسرار باب قولہ تعالیٰ، ”اسری بعبدہ لیلاً“ وہ باب قولہ ”وما جعلنا الرویا لتی اریناک“ وہ کتاب التفسیر باب ”قاب قوسین او ادنی“ و کتاب التفسیر سورة النجم باب ”فاوحی الی عبده ما وحی“ و ”لقد راٰی من آیات ربہ الکبریٰ“ و کتاب الاثریہ و کتاب القدر و

کتاب التوحید باب قوله تعالى "و کلم اللہ موسیٰ تکلیما"۔

صحیح المسلم، کتاب الایمان باب لا سرور برسول اللہ الی السموات و فرض الصلوٰۃ و باب ذکر اسحٰب ابن مریم و باب ذکر سدرۃ المنتہیٰ و باب قوله تعالى "ولقد راہ نزلة اخرى" و باب قوله علیہ السلام نورانی ارادہ و قوله، رایتا نوراً، و کتاب الفعائل، باب من الفعائل، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، جامع الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب من سدرۃ بنی اسرائیل، و باب من سورة النجم سنن النسائی، کتاب الصلوٰۃ باب فرض الصلوٰۃ و کتاب قیام اللیل باب ذکر صلوٰۃ نبی اللہ موسیٰ علیہ السلام، و کتاب الاشریہ، باب منزلة الخمر۔
سنن ابن ماجہ، تمام صحاح ستہ کی کتابوں میں کئی ابواب ہیں۔

اور سیرۃ کی تمام کتابوں مثلاً انساب الاشراف (۲) و دلائل النبوة (۳) العروضی الار (۴) زاد المعاد (۵) میل الہدی والاشاد (۶) السیرۃ الحلبیہ (۷) السیرۃ النبویہ (۸) تاریخ کی تمام کتابوں مثلاً تہذیب تاریخ دمشق الکبیر (۲) الکامل فی التاریخ (۳) البدایہ و النہایہ (۴) تاریخ الخمیس (۵) تاریخ الاسلام (السیرۃ النبویہ) وغیرہ۔

باب نمبر 4:

(گستاخ رسول واجب القتل ہے)

اذیت اور گستاخی رسول پر عذاب اور سزا کا بیان

- س 1: جو کوئی حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائے اس کے لئے خدا کا کیا فرمان ہے؟
- ج: جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو (اپنی بدگوئی، کج فہمی سے) تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
- س 2: اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت دینے پر دردناک عذاب کی وعید کس سورۃ اور آیت میں ہے؟
- ج: سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۶۱ میں ارشاد فرمایا وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ ”اور جو لوگ رسول اللہ کو (بدزبانی، بد عقیدگی سے) اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
- س 3: اذیت اور تکلیف کی مختصراً تعریف یا معنی بتاؤ۔
- ج: ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کے منافی کوئی لفظ، قول یا فعل اذیت یا تکلیف کہلاتا ہے۔
- س 4: سب سے برا شخص کون ہوتا ہے؟
- ج: جس پر خدا لعنت بھیجتا ہے۔
- س 5: کیا خدا نے گستاخ رسول پر لعنت بھی فرمائی۔
- ج: جی ہاں لَعْنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - الاحزاب (۳۳: ۵۷)
- اللہ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے۔

س 6: کیا گستاخ رسول کی سزا دنیا و آخرت میں صرف رسوائی ہے یا کوئی مزید وعید بھی سنائی۔

ج: وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ (۵۷:۳۳)

نہ صرف دنیا و آخرت میں رسوائی ہے بلکہ گستاخ رسول کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ذلت کا عذاب)

س 7: مخالفت رسول کے لئے کیا حکم فرمایا؟

اَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَاَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا

فِيْهَا ۗ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ: ۶۳) کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے لئے دوزخ کی آگ (مقرر)

ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے یہ زبردست رسوائی ہے۔

س 8: رضا کے زیادہ حق دار کون ہیں؟

ج: اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ حق دار ہیں کہ اسے راضی کیا جائے۔

(ترجمہ: التوبہ: ۶۲)

س 9: کیا گستاخ رسول اور (بے ادبی کرنے والوں) کو خدا خود بھی جواب دیتا ہے؟

گستاخ رسول کو خدا خود جواب دیتا ہے اور حضور ﷺ کی عزت و ناموس کا خود

دفاع فرماتا ہے۔

س 10: کلام الہی کی حفاظت کا ذمہ کس نے لیا؟ اور کیوں؟

ج: خدا تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود لیا تاکہ اس کی حفاظت کسی بھی

شخص پر بھاری نہ ہو اور محبوب کی یاد ہمیشہ قائم رہے محبوب خدا کی شان کو لوگ

پہنچانے۔

س 11: خدا نے کس سورۃ کے ذریعے کس گستاخ کو فرمایا کہ تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

ج: اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو سورۃ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ”اے ابولہب

تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں“

س 12: کیا ہاتھ توڑنے کے علاوہ بھی ابولہب کے لئے عذاب کی وعید مزید ہے؟

ج: جی ہاں۔ سَيَصْلِي نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○ یعنی وہ جلد ہی بھڑکتی آگ میں جھونکے جانے والا ہے۔

س 13: ابولہب کی بیوی جو حضور ﷺ کے راستے میں کانٹے دار جھاڑیاں بچھاتی اس کے لئے خدا کا حکم سناؤ۔

ج: وَأَمْرَأَتُهُ طَحْمَالَةَ الْحَطَبِ ○ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ○
ترجمہ: اور اس کی خبیث بیوی بھی ایندھن کا گٹھا اٹھانے والی اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔

س 14: اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟
ج: جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو بے شک اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (الجن، ۲۳: ۷۲)

س 15: کس سورۃ میں خدا نے حضور ﷺ کے دشمن کو ابتر کہا۔
ج: سورۃ الکوثر میں۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ○، بے شک تمہارا دشمن ہی ابتر ہے
س 16: ابتر کا کیا معنی ہے؟

ج: بے نسل، بے نام و نشان، جس کی نسل آگے نہ بڑھ سکے۔
س 17: بارگاہ مصطفوی ﷺ میں آواز کا بلند ہونا کیسا عمل ہے؟
ج: حضور ﷺ کی بارگاہ میں آواز کا اونچا ہونا بھی اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور شعور بھی نہیں ہوتا۔ (المجرات ملاحظہ فرمائیں)

س 18: حضور ﷺ سے آگے بڑھنے سے کس سورۃ میں منع فرمایا؟
ج: لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ (المجرات: ۱)

س 19: مخالفت رسول کے بارے میں قرآن پاک کی کوئی اور سورہ کا حوالہ بھی دیں۔
(ذلیل لوگ کون ہیں؟)

ج: إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ○ (المجادلہ: ۲۰)

”بے شک جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب بڑے ذلیل لوگ ہیں۔“

س 20: آخر کار غلبہ کس کا ہوگا۔ (سورۃ المجادلہ کے حوالہ سے بتائیں)

ج: فرمایا۔ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ○
(۵۸:۲۱)

اللہ نے لکھا دیا ہے کہ میں اور میرے رسول یقیناً ضرور غالب ہو کر رہیں گے۔
بے شک اللہ بڑی قوت والا بڑے غلبے والا ہے۔

س 21: کیا کوئی مومن گستاخ رسول سے دوستی رکھ سکتا ہے؟

ج: ہرگز نہیں خواہ ان کے اپنے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ (سورۃ المجادلہ ۲۲-۵۸)

س 22: کیا رسالت مآب ﷺ کا بے ادب شخص ایمان دار یا مسلمان ہو سکتا ہے؟

ج: ہرگز ہرگز نہیں۔ کیونکہ صرف آواز کی بلندی پر تمام اعمال رد کر دیئے جاتے ہیں اور
خبر بھی نہیں دی جاتی۔ (الحجرات)

س 23: تعظیم و توقیر رسول ﷺ پر کیا انعامات ملتے ہیں؟

ج: الحجرات میں فرمایا ”بے شک جو لوگ رسول ﷺ کی آواز سے اپنی آواز پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے چن کر خاص کر لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے۔“

س 24: کیا کوئی ایسا ذمہ لفظ جو اچھائی کے معنی بھی دے اور برائی کے معنی بھی دے حضور ﷺ کے لئے بولنا جائز ہے۔

ج: بالکل نہیں جس لفظ میں برائی کا شک بھی پایا جائے خدا نے منع فرما دیا جس طرح فرمایا اے ایمان والو لا تقولوا راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہا کرو۔ (بے ادبی کا لفظ بھی ختم کر دیا)

س 25: کیا خدا نے کبھی کسی پر لعنت بھیجی ہے۔ حوالہ بھی دیں۔

ج: جی ہاں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۷ میں فرمایا۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اس نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

س 26: گستاخ رسول (لعنتی لوگوں) کے متعلق ہمارے لیے (مسلمانوں کے لئے) کیا حکم ہے؟

ج: مَلْعُونِينَ ۛ اَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِلُوا تَقْتِيلًا ○ (الاحزاب: ۶۱)

”یہ لعنت کئے ہوئے لوگ جہاں کہیں پائے جائیں، پکڑ لئے جائیں اور چن چن کر بری طرح قتل کر دیئے جائیں۔“

س 27: (سورۃ الاحزاب) گستاخ رسول کی سزا کیا ہے۔ حوالہ بھی دیں۔

ج: بری طرح موت کی سزا ہے۔ (الاحزاب: ۶۱)

س 28: کیا پاکستان کے قانون میں گستاخ رسول کی سزا بطور حد ہے۔ وضاحت کریں۔

ج: جی ہاں، ۱۹۸۵ء سے پہلے پاکستانی قانون میں گستاخ رسول کی سزا صرف قید و جرمانہ تھی جسے ترمیم کے بعد موت کی سزا بطور حد لاگو ہوئی۔ جو کہ قانون کی شق C-295 ہے۔

س 29: C-295 میں ترمیم کس شخصیت کے دلائل کی روشنی میں ہوئی۔

ج: شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کے تاریخی دلائل پر مشتمل جن کی سماعت عدالت میں مسلسل تین دن تک جاری رہی۔

س 30: C-295 ترمیم کے دلائل کے موقع پر کمرہ عدالت میں کون کون لوگ موجود تھے۔

ج: شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تین دن مسلسل دلائل سننے کے لئے کمرہ عدالت میں علماء، مشائخ، وکلاء، طلباء اور اہل علم و دانش کی اتنی کثیر تعداد موجود رہی کہ قتل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

س 31: ”حد“ اور تعزیر میں کیا فرق ہے؟

ج: ”حد“ وہ سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر کی ہو اس میں کسی کو تخفیف کرنے کا حق نہیں جبکہ تعزیر وہ سزا ہوتی ہے جو واقعات و حالات کے

مطابق قاضی رنج کی طرف سے دی جائے۔

س 32: گستاخ رسول کی سزا موت بطور ”حد“ کس آیت قرآنی سے ثابت ہے۔

ج: سورۃ الاحزاب: ۶۱

س 33: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرنے والے آخرت میں کیا خواہش کریں گے؟

ج: یَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا اطَّعْنَا اللَّهَ وَ اطَّعْنَا الرَّسُولَ ○ (الاحزاب: ۶۶)

جس دن ان کے منہ آتش دوزخ میں (بار بار) الٹائے جائیں گے (تو) وہ کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی۔

س 34: کیا خدا اور اس کے رسول ﷺ یا دین اسلام کے متعلق کوئی مزاح کرنا یا تنقیدی بات کرنا خواہ دوسروں کو خوش کرنے کے لئے ہو جائز ہے؟

ج: ہرگز ہرگز نہیں قرآن پاک میں اکثر جگہوں پر دین کے بارے میں استہزاء سے منع فرمایا اور جو ایسا کرتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔

س 35: ہنسی، مذاق پر سورۃ توبہ میں کیا ارشاد فرمایا۔

ج: (فرمادیتے ہیں) کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ سے ہنسی کرتے تھے۔ یہاں مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ (التوبہ: ۶۴-۶۵) (ثابت ہوا کہ خدا اور رسول ﷺ اور قرآنی آیات سے مذاق کرنے پر کفر لاگو ہو جاتا ہے)

س 36: گستاخ رسول کی نشانیاں خدا نے کس سورۃ میں بیان فرمائی؟

ج: سورۃ القلم (ن) کی آیت نمبر ۱۰ تا ۱۳ اور ۱۶ میں۔

س 37: حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے بد بخت کی بری خصلتیں کون کون سی ہیں؟

ج: سورۃ الن (القلم) میں خدا نے درج ذیل بری خصلتوں کا ذکر کیا ہے جو کہ گستاخ رسول میں موجود ہوتی ہیں۔

(۱) بہت قسمیں کھانے والا (۲) انتہائی ذلیل (۳) طعنہ زن (۴) عیب جو (۵) فساد پھیلانے کے لئے چغل خوری کرنے والا (۶) نیکی سے روکنے والا (۷) بخیل اور کنجوس (۸) حد سے بڑھنے والا (سرکش) (۹) سخت گناہ کرنے والا (۱۰) بدمزاج (۱۱) حرامی (زنا سے پیدا ہونے والا)

س 38: گستاخ رسول کی ایسی خاص نشانی بتائیں جس سے اس کی ایسی حقیقت سامنے آجائے؟

ج: حضور ﷺ کا گستاخ کبھی حلال زادہ نہیں ہو سکتا، بلکہ حرام زادہ (حرامی) ہوتا ہے۔

س 39: کس گستاخ رسول کے متعلق خدا نے (جو کہ ستار العیوب ہے) نے بھی حرامی ہونے کا پول کھول دیا۔

ج: ولید بن مغیرہ کے متعلق (جس نے بعدہ جا کر اپنی ماں سے تصدیق بھی کروائی)۔

س 40: کیا گستاخ رسول کے عیب، کمزوریاں، گناہ وغیرہ کا چرچا کرنا چاہیے؟

ج: جی ہاں! یہ خدا کی سنت ہے۔ (جو حقیقت حال کو جھٹاتا ہے اس کا پول کھول دینا اجر و ثواب اور جہاد ہے)۔

س 41: گستاخ رسول کے علاوہ کسی اور مشرک یا کافر وغیرہ کے متعلق بھی خدا نے ایسے سخت الفاظ یعنی حرام زادہ کہا ہے؟

ج: نہیں بلکہ حرام زادہ وہی شخص ہوتا ہے جس نے شان مصطفیٰ ﷺ میں گستاخی کی ہو۔

س 42: سورۃ القلم میں ولید بن مغیرہ جس نے بارگاہ نبوت میں گستاخی کی تھی اس کی ناک کو خدا نے کس سے تشبیہ دی۔

ج: فرمایا سنسہ علی الخراطوم ”اب ہم اس کی سوئڈ جیسی ناک پر داغ لگا دیں گے۔
(ہاتھی کی سوئڈ سے)

س 43: خدا اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کے متعلق مسلمان کے لئے کیا حکم فرمایا گیا۔

ج: فرمان خدا ہے۔ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ○
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَ رَسُولَهُ ۗ وَ مَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○ (آیت نمبر ۱۲ اور ۱۳) (الانفال) سوتم (ان کافروں کی) گردنوں کے اوپر سے ضرب لگانا اور ان کے ایک ایک جوڑ کو توڑ دینا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے۔ (خدا اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو بری طرح قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا)

س 44: کعب بن اشرف کون تھا اور قتل کیوں کیا گیا۔

ج: کعب بن اشرف ایک یہودی تھا جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ شعر گوئی کرتا تھا جس کی وجہ سے اسے قتل کر دیا گیا۔

س 45: کعب بن اشرف کی گستاخی پر کس صحابی نے اسے موت کے گھاٹ اتارا۔

ج: کعب بن اشرف کو صحابی رسول ﷺ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ منصوبہ بندی سے واصل جہنم کیا۔

س 46: حضور ﷺ کے دور میں جو گستاخان رسول قتل ہوئے چند ایک کا نام بتائیں۔

ج: کعب بن اشرف، ابورافع اور ام ولد وغیرہ

س 47: کیا گستاخ رسول کو خانہ کعبہ کے خلاف میں پناہ لینے سے معافی مل سکتی ہے؟

ج: ہرگز نہیں۔ بلکہ وہاں بھی گستاخ رسول کو قتل کرنا جائز ہے۔ (فرض ہے)

س 48: نبی ﷺ اور صحابی ﷺ کی شان میں گستاخ کی سزا میں فرق بیان کریں۔

ج: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص کسی نبی کو گالی دے تو اسے قتل کر دو اور جو میرے کسی صحابی کو گالی دے اسے کوڑے مارو۔ (حد اور تعزیر) (الشفاء: ۲: ۹۲۸)

س: 49 جو شخص حضور ﷺ کے فیصلے کو نہ مانے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

ج: ایک شخص جو بارگاہ نبوت سے فیصلہ کروانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے

پاس حاضر ہو کر فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کروانے آیا تو حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے اس کا سر قلم کر کے فرمایا حضور ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے

والے کا فیصلہ عمر کی تلوار کرتی ہے۔ (تفسیر المظہر ی ۲: ۱۵۳) (تفسیر کشاف ۱: ۵۲۵)

س: 50 حضور ﷺ کے کئے گئے فیصلے کو نہ ماننے والے کا سر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے قلم کیا تو عمر فاروق کا یہ قدم کیسا رہا؟

ج: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس جرأت مندانہ قدم پر خدا نے یوں تصدیق فرمائی۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُخَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(النساء: ۳: ۶۵)

پس (اے حبیب آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ

وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنا لیں پھر اس

فیصلہ سے جو آپ صادر فرمائیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور

(آپ ﷺ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

س: 51 سورة النساء کی آیت نمبر ۶۵ سے کیا کیا احکام و مسائل اخذ ہو رہے ہیں

مختصر آیتائیں۔

ج: (۱) مسلمان وہ ہے جو ہر اختلاف میں حضور ﷺ کی طرف رجوع کرے۔

(۲) حضور ﷺ کو مکمل طور پر حاکم و بادشاہ اور با اختیار مانے۔

(۳) جو فیصلہ آپ فرمائیں دل میں تنگی ذرہ برابر نہ ہو بلکہ سر تسلیم خم کرے اور اس

پر خوش اور راضی بھی ہو۔

س: 52 حضرت عمر فاروق کو فاروق کا لقب کب ملا؟

ج: ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب بھی اسی وقت ملا جب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کا سر قلم کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ تفسیر مظہری (۱۵۶:۲)

س: 53 غازی علم الدین شہید کون تھا۔

ج: یہ خطے برصغیر کا وہ نوجوان عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس نے ایک ہندو مصنف

جس نے اپنی تصنیف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی اسے واصل

جہنم کیا تھا۔

س: 54 انگریز حکومت نے جب غازی علم الدین شہید کو سزائے موت دے دی تو وقت

کے ولی حضرت جماعت علی شاہ نے ایک عاشق رسول کا کیسے دیدار کیا۔

ج: حضرت جماعت علی شاہ صاحب نے دیدار چہرہ کی بجائے پاؤں کی طرف سے کپڑا

ہٹا کر کیا اور اپنی داڑھی شریف آپ کے قدموں میں لگا کر خراج تحسین پیش کیا۔



باب نمبر 5:

ادب اور تعظیم و توقیر مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رشتہ نہ ہو قائم جو محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے وفا کا

پھر جینا بھی برباد ہے مرنا بھی اکارت ہے

س: 1 کیا تعظیم و توقیر رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایمان کی اصل ہے؟

ج: جی ہاں!

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی

مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ، بطحا کی حرمت پر

خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

س: 2 ادب رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و ناموس رسالت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے متعلقہ قرآن سے کوئی ایک

حوالہ دیں۔

ج: سورۃ الفتح میں ارشاد فرمایا: لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُؤَقِّرُونَهُ ط

تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ایمان لاؤ اور ان کے دین کی مدد کرو اور

ان کی بے حد تعظیم و توقیر (ادب و احترام) کرو۔

س: 3 سورۃ الاعراف کی روشنی میں فلاح پانے والے لوگ کون سے ہیں؟

ج: سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۵ کے آخری حصے میں حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے متعلق

فرمایا۔ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ تَرْجَمَةٌ: پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

س 4: عزت و احترام کے حقدار کون کون ہیں۔

ج: وَاللَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ..... (المنافقون ۸) اور عزت تو صرف اللہ کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اور مومنین کے لئے ہے مگر منافقین (اس حقیقت کو) جانتے نہیں ہیں۔

س 5: تعظیم و توقیر اور ادب رسالت مآب ﷺ کرنے پر کن کن انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ قرآن اور الوہی حوالہ دیں۔

ج: سارے انعامات ہی تعظیم و تکریم رسول ﷺ کی وجہ سے نصیب ہوتے ہیں سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۳ میں ارشاد فرمایا۔ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِتَتَّقُوا ط لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ ترجمہ: ”بے شک جو لوگ رسول ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو (ادب و نیاز کے باعث) پست رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے چن کر خاص کر لیا ہے ان ہی کے لئے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے۔“

س 6: دلوں کا تقویٰ سورۃ الحجرات کی روشنی میں کن لوگوں کے لئے خدا نے مخصوص فرمایا؟

ج: جو لوگ ادب و احترام کے باعث اپنی آوازیں حضور ﷺ کی آواز سے پست رکھتے ہیں۔

س 7: سورۃ الحجرات کی روشنی میں ادب رسالت ﷺ میں آوازوں کو دھیمہ اور

آہستہ رکھنے پر کن انعامات کا حقدار ایک مومن ہو جاتا ہے؟

ج: سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۳ کی روشنی میں درج ذیل تین انعامات ادب رسالت

- س: 8 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اگر حضور ﷺ سے ملاقات کرنا ہوتی اور زیارت رسول ﷺ کے لئے در رسول ﷺ جاتے تو کیا کرتے۔
- ج: گھر سے باہر انتظار کرتے اور ادب و احترام کے ساتھ در رسول ﷺ کی طرف منہ کر کے کھڑے رہتے۔
- س: 9 ادب و احترام کے ساتھ بیٹھ کر حضور ﷺ کا گھر سے نکلنے کا انتظار کرنا کیا عمل ہے۔
- ج: اچھا عمل ہے۔ اس انتظار میں خیر اور نیکی ہے اور اس پر خدا غفور اور رحیم ہے یعنی اس منتظر کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور خدا اپنا فضل و کرم فرماتا ہے۔
- س: 10 کیا ادب رسالت ﷺ میں حضور ﷺ کا باہر انتظار کرنا قرآنی اور الوہی حکم ہے۔
- ج: جی ہاں، سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 5 میں ارشاد ہوتا ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○
- ترجمہ: ”اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ہی ان کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔“
- س: 11 کیا خدا تبارک و تعالیٰ حضور ﷺ کے ادب و احترام کا حکم فرماتا ہے۔
- ج: جی ہاں ایمان کی اصل ہی ادب رسالت ﷺ ہے قرآن پاک ادب و احترام رسول ﷺ سے بھرا پڑا ہے۔
- س: 12 جو آداب خدا نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کی دعوت کی بابت ارشاد فرمائے مختصر بیان کریں۔
- ج: جب حضور ﷺ کسی کو دعوت پر بلائیں خدا فرماتا ہے کہ وقت سے پہلے بھی نہ آؤ اور کھانا کھانے کے بعد بیٹھے نہ رہا کرو فوراً واپس چلے جایا کرو تا کہ نبی رحمت ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔
- س: 13 قرآن کی کون سی سورۃ اور کون سی آیت میں خدا نے دعوت رسول ﷺ کے

آداب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتائے۔

ج: سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں

س 14: سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۳ مع ترجمہ بیان کریں جس میں حضور ﷺ کی دعوت میں کھانے کے آداب کے متعلق خدا نے ارشاد فرمایا۔

ج: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظْرَيْنِ إِنَّهُ لَا وَ لَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَأَدْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۗ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ذُو اللَّهِ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۗ

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی (مکرم ﷺ) کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے (پھر وقت سے پہلے پہنچ کر) کھانا پکینے کا انتظار کرنے والے نہ بنا کرو (ہاں جب) تم بلائے جاؤ تو (اس وقت) اندر آیا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو (وہاں سے اٹھ کر) فوراً منتشر ہو جایا کرو اور وہاں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے رہنے والے نہ بنو۔ یقیناً تمہارا ایسے (دیر تک بیٹھے) رہنا نبی (اکرم ﷺ) کو تکلیف دیتا ہے اور وہ تم سے (اٹھ جانے کا کہتے ہوئے) شرماتے ہیں اور اللہ حق (بات کہنے) سے نہیں شرماتا۔

س 15: سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۳ کے ابتدائی حصے میں حضور ﷺ کو جن باتوں سے دقت یا تکلیف پہنچتی ہو۔ خدا نے منع فرمایا وہ آداب کیا ہیں؟

ج: حضور ﷺ کے گھروں میں داخل نہیں ہونا۔ اگر آپ ﷺ کھانے پر بلائیں یعنی دعوت دیں تو وقت سے پہلے آکر بیٹھنا اور کھانے کا انتظار کرنے سے بھی منع فرمایا، کھانا کھانے کے بعد فوراً چلے جانے کا حکم فرمایا تا کہ حضور ﷺ کو پریشانی نہ ہو اور حضور ﷺ کے گھروں میں باتوں میں لگنے سے منع فرمایا اور ازواج مطہرات سے کوئی سامان مانگنا ہو تو پس پردہ پوچھنے کا حکم فرمایا اور کوئی ایسی بات جس سے حضور ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے منع فرمایا حتیٰ کہ حضور ﷺ

کے وصال کے بعد بھی ازواج مطہرات کو مومنین کی مائیں ہونے کی نسبت ان سے نکاح نہ کرنے کا حکم اور اگر کوئی ان میں سے کسی حکم کی نافرمانی کرے یہ خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔

س 16: کیا حضور ﷺ کی عظمت، شان اور بڑائی کا ذکر کرنا جائز ہے؟

ج: جی ہاں بلکہ خدا کی سنت ہے کیونکہ سارا قرآن ہی حضور ﷺ کی شان بیان فرماتا ہے خدا خود فرماتا ہے ورفعتنا لک ذکرک (الم نشرح ۴) اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا۔

س 17: جو شخص حضور ﷺ کے ذکر کے ڈکے نہ بجائے وہ کیا ہے؟

ج: وہ ایسا کنجوس شخص ہے جو خدا کی سنت کا تارک ہونے کے ساتھ ساتھ خدا کے حکم کا نافرمان بھی ہے۔

س 18: کیا خدا حضور ﷺ پر درود اسلام بھیجتا ہے اور ایمان والوں کو کیا حکم فرماتا ہے؟

ج: إِنَّ اللَّهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ (الاحزاب ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبی (مکرم ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

س 19: وہ کونسا عمل ہے جو خدا بھی کرتا ہے اور فرشتے بھی اس عمل میں مصروف ہیں اور ایمان والوں کے لئے بھی خدا کا حکم ہے؟

ج: درود و سلام کا نذرانہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجنا تمام مومنین کے لئے بھی حکم صادر فرمایا ہے۔

س 20: حضور ﷺ پر درود اسلام بھیجنے کا ذکر قرآن پاک کی کس سورۃ کی کون سی آیت میں ہے۔

ج: سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۶

س 21: خدا کی رضا کس بات میں ہے؟

ج: خدا کی رضا رسول ﷺ کو راضی کرنے میں ہے۔

س: 22 حضور ﷺ کو راضی کرنے کا ذکر کس سورۃ میں کون سی آیت میں ہے۔

ج: سورۃ النحیٰ کی آیت نمبر ۵ میں فرمایا: **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** ○

اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

س: 23 کیا کبھی خدا نے حضور ﷺ کو اکیلا چھوڑا یا کبھی کسی وقت بھی ناراض ہوا۔

ج: نہیں۔

س: 24 حوالہ دیں۔

ج: سورۃ النحیٰ کی آیت نمبر ۳ میں فرمایا **مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ** ○، آپ کے

رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔

س: 25 حضور ﷺ کی شان و شوکت اور عظمت اور مقام مصطفیٰ ﷺ کو کوئی کما حقہ بیان کر سکتا ہے۔

ج: نہیں حضور ﷺ کے رتبے اور مقام اور شان کے بیان کا حق کسی انسان سے

کیا فرشتوں سے بھی (حق) ادا نہیں ہو سکتا کہ پوری طرح حضور ﷺ کی شان بیان کر سکے۔

س: 26 اس کی کوئی قرآنی دلیل۔

ج: جس کا ذکر خود خدا بلند کر دے اور خدا جس کے متعلق فرمادے۔ **وَلِلْآخِرَةِ**

خَيْرٌ لِّكَ مِنَ الْآوَلَىٰ۔ ترجمہ: اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ ﷺ

کے لئے پہلی سے بہتر (یعنی باعث عظمت و رفعت) ہے تو اب فرشتوں کے

سردار حضرت جبرائیل امین کو بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ مقام مصطفیٰ کو جانتے

ہوں اور ذکر مقام مصطفیٰ کا بتائیں جیسے ہی مقام و رتبہ بتائیں اگلے ہی لمحہ میں تو

خدا نے آیت مذکورہ کے مطابق مزید بلندی عطا فرمادی تو جو رتبہ اور مقام پہلے

بیان ہو چکا اب آپ ﷺ کا رتبہ اس سے بھی بلند ہو چکا۔

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

مگر آپ ﷺ کے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

س 27: کس کی رضا مطلوب ہے یا راضی اور خوش کس کو کیا جائے کون اس کا حقدار ہے؟

ج: خدا اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنا۔

س 28: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کے متعلق قرآنی حوالہ دیں؟

ج: سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۶۲ میں ارشاد فرمایا۔ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُۥٓ اَحَقُّ اَنْ

يُؤْتُوْهُ تَرْجُمَةً: اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ حق دار ہے کہ اسے راضی

کیا جائے۔

س 29: آیت مذکورہ بالا میں اللہ اور رسول ﷺ کے ذکر کے بعد واحد کا صیغہ استعمال

ہوا کہ ”اسے“ راضی کیا جائے۔ وجہ بتائیں۔

ج: کیونکہ خدا کی رضا حضور ﷺ کی رضا میں ہے تو جس نے رسول ﷺ کو

راضی کر لیا دراصل اس نے خدا کو راضی کر لیا۔

س 30: اطاعت رسول ﷺ کے بارے کیا ارشاد فرمایا:

ج: وَاطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (العمران ۱۳۲)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

س 31: اطاعت رسول ﷺ کو خدا نے کس کی اطاعت قرار دیا۔

ج: مَنْ يُّطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ (التسا: ۸۰)

یعنی جس نے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی پس اس نے اللہ کی

اطاعت کر دی۔

س 32: خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھنے کا حکم کس سورۃ

میں ارشاد فرمایا۔

ج: حضور ﷺ کا ادب و احترام سکھاتے ہوئے خدا نے سورۃ الحجرات میں ارشاد

فرمایا۔ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ تَرْجَمَهُ: کہ اے ایمان والو

اپنی آوازوں کو (بھی) حضور ﷺ کی آواز سے اونچا نہ کرو۔

س 33: اگر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں آواز بھی اونچی ہو جائے تو کیا سزا ہے؟

ج: حضور ﷺ کی آواز سے کسی کی آواز کا بھی اونچا ہو جانا خدا کے نزدیک اتنی

بڑی گستاخی ہے اور اتنا بڑا جرم ہے کہ فرمایا: أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا

تَشْعُرُونَ کہ تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے اور پھر شعور بھی نہ ہوگا پتہ بھی نہ

چلے گا۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہوا گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

س 34: کیا رسالت مآب ﷺ کا بے ادب شخص مسلمان یا ایماندار ہو سکتا ہے؟

ج: ہرگز ہرگز نہیں۔ کیونکہ آواز کی بلندی پر تمام اعمال رد کر دیئے جاتے ہیں اور

انسان مرتد ہو جاتا ہے (گستاخی مگر تا تو بعد کی بات ہے)

س 35: کوئی ایسا لفظ، کلمہ، کلام جو ذومعنی ہو ایک معنی اچھائی اور ادب میں سے ہو جبکہ

دوسرا معنی تحقیر و تذلیل کے زمرے میں آئے وہ حضور ﷺ کے لئے اچھائی

اور ادب کے معنی میں بولنا جائز ہے؟

ج: وہ لفظ، کلمہ، کلام جن سے ادب و احترام کے علاوہ تنقیص و تذلیل اور برے

معنوں میں بھی استعمال ہو اس کے بولنے کی بھی بالکل ممانعت ہے۔ تاکہ اس کی

لفظ کی آڑ میں کوئی بد بخت انسان رسول ﷺ کی گستاخی نہ کرنا پھرے۔

س 36: وہ ذومعنی لفظ یا کلمہ جن سے ادب کے پہلو کے ساتھ ساتھ تنقیص کا پہلو بھی نکلتا

تھا ان الفاظ سے خدا نے مومنین کے لئے بھی منع فرما دیا اس کا مکمل قرآنی

حوالہ دیں۔

ج: سورة البقرہ میں ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَ قُولُوا

انظُرْنَا۔ یعنی اے ایمان والو راعنا نہ کہا کرو بلکہ یوں کہا کرو اے نبی ﷺ

ہماری طرف نظر کرم فرماؤ۔

س 37: کیا اس بارے میں مزید بھی کچھ ارشاد فرمایا۔

ج: جی ہاں ایک راعنا سے منع فرمایا اور اس کی جگہ نیا کلمہ عطا فرمایا انظرنا پھر ارشاد فرمایا کہ ہمہ تن گوش ہو کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھا کرو تا کہ پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔

س 38: راعنا کا معنی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے طور پر استعمال کرتے کیا تھا؟

ج: جب حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھ کر ارشاد فرما رہے ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے فرمودات سے مستفیض ہو رہے ہوتے اور کسی صحابی رضی اللہ عنہم کو سمجھ نہ آتی تو عرض کرتا راعنا یا رسول اللہ ﷺ یعنی یا رسول اللہ ہمارے ساتھ رعانت فرمائیے۔ یعنی بات دوبارہ ارشاد فرمائیے۔

س 39: کیا راعنا کوئی اور مطلب بھی ہے؟

ج: جی ہاں ایک معنی بے ادبی اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے پس اسی وجہ سے خدا تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو نبی مکرم ﷺ کے لئے ان الفاظ کے استعمال سے منع فرمایا۔

س 40: کیا حضور ﷺ کو بلانے کے لئے گھر سے باہر سے آواز دینا اچھا ہے۔

ج: نہیں۔ بلکہ جو باہر سے آواز دیتے سورۃ الحجرت ۴ میں ارشاد ہے۔ بے شک جو لوگ آپ ﷺ کو حجروں سے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (آپ ﷺ کے بلند مقام و مرتبہ اور آداب کی) سمجھ نہیں رکھتے۔

س 41: حضور ﷺ کے خلق کے متعلق قرآن کا کیا فرمان ہے۔

ج: سورۃ القلم کی آیت نمبر ۴ میں ارشاد فرمایا: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔
ترجمہ: بے شک آپ ﷺ عظیم الشان خلق پر فائز ہیں۔

س 42: کیا اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء و رسل کی طرح حضور ﷺ کو بھی ذاتی نام سے مخاطب فرمایا۔

ج: نہیں بلکہ مختلف القابات سے نواز کر پکارا جس سے خدا تبارک و تعالیٰ کی حضور ﷺ سے محبت کا پتہ چلتا ہے۔

س 43: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو کن کن القابات سے نواز کر مخاطب فرمایا چند ایک مثالیں دیں۔

ج: یایہا المدثر، یایہا المزمحل، یسین، طہ، یایہا الرسول، یایہا النبی ﷺ

س 44: خدا نے حضور ﷺ کو ہماری طرف کیا کیا بنا کر بھیجا۔

ج: اِنَّا ارْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَّ سِرَاجًا مُّنِيرًا ۝

(۱) گواہ (۲) بشارت دینے والا (۳) ڈرانے والا (۴) خدا کی طرف بلانے والا (۵) چمکتا دمکتا سورج (جس طرح سورج نکلنے پر تار کی چھٹ جاتی ہے اور چھوٹی چھوٹی چیزیں صحیح اور واضح ہو جاتی ہیں۔ حضور ﷺ بھی اسی طرح ہر چیز کی اصلیت کی پہچان کروانے والے ہیں۔

س 45: خدا حضور ﷺ کو کیسے دیکھتا ہے۔ قرآنی حوالہ دیں۔

ج: سورۃ الطور کی آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا: وَاَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا۔ اور (اے حبیب مکرم ان کی باتوں سے غمزہ نہ ہوں) آپ اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر جاری رکھئے بیشک آپ ﷺ (ہر وقت) ہمارے آنکھوں کے سامنے (رہتے) ہیں (یعنی ہم آپ کو تکتے رہتے ہیں)۔

س 46: تحویل قبلہ کے لئے حضور ﷺ کی رضا اور حضور ﷺ کا دیکھنا کیسا ارشاد فرمایا۔

ج: فرمایا۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (البقرہ: ۱۴۴) ترجمہ: (اے حبیب ﷺ) ہم بار بار آپ ﷺ

کے رخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم ضرور بالضرور آپ کو

اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

- س 47: کیا قبلہ تحویل ہوا اور کس حالت میں ہوا (قبلہ کیوں تحویل ہوا؟)
- ج: سورۃ البقرہ کی ایک آیت میں آگے خدا فوراً فرما رہا ہے کہ ”پس آپ اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔ چونکہ نماز کے دوران آپ ﷺ اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف کر رہے تھے اس لیے خدا نے نماز کے دوران ہی قبلہ اول سے مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف منہ کرنے کا حکم فرما دیا۔
- س 48: اس مسجد کا نام بتائیں جس میں نماز کے دوران قبلہ کی تبدیلی کا حکم حضور ﷺ کو اور جمیع امت کو ملا۔
- ج: اس وقت حضور ﷺ مسجد قبلتین میں نماز ادا فرما رہے تھے اسی وجہ سے اس مسجد کا نام قبلتین ہوا یعنی دو قبلوں والی مسجد۔
- س 49: قبلہ کا بدلنا ایمان والوں کے لئے کون سی آزمائش اور امتحان لینا مقصود تھا۔
- ج: وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقْبَيْهِ (البقرہ: ۱۴۴)
- اور آپ جس قبلہ پر پہلے تھے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم (پرکھ کر) ظاہر کر دیں کہ کون (ہمارے) رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنے الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔
- س 50: حدیبیہ کے مقام پر حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو بیعت لی اس بیعت کا نام بتائیں۔
- ج: بیعت رضوان۔
- س 51: بیعت رضوان کا ذکر قرآن پاک کی کون سی سورۃ اور آیت میں ہے۔
- ج: سورۃ فتح کی آیت نمبر ۱۰ میں ہے۔
- س 52: بیعت رضوان کا ذکر خدا نے کیسے ارشاد فرمایا۔
- ج: (اے حبیب ﷺ) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر (آپ ﷺ کے ہاتھ کی صورت

میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

س 53: ہجرت مدینہ کے موقع پر حضور ﷺ نے اپنے بستر پر کس صحابی رضی اللہ عنہ کو لٹایا تاکہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے خود بھی مدینہ شریف پہنچ جائیں جبکہ محاصرہ سخت تھا۔

ج: سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو

س 54: حضور ﷺ کا کفار پر مٹھی میں کنکریاں لے کر پھینکنا کیسے ارشاد فرمایا۔

ج: اے محبوب ﷺ جو کنکریاں آپ ﷺ نے پھینکی وہ آپ ﷺ نے نہیں پھینکیں بلکہ خود خدا نے ماری تھیں۔

س 55: صلح حدیبیہ کے موقع پر کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

ج: چودہ سے پندرہ سو تک جن میں عشرہ مبشر، خلفائے راشدین اور جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

س 56: اس آدمی کا نام بتائیں جسے حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ نے جاسوسی کے لئے بھیجا تاکہ مسلمانوں کی تعداد و ساز و سامان کے متعلقہ خبر لائے۔

ج: عروہ بن مسعود کو۔

س 57: عروہ بن مسعود نے حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر اور عشق رسول ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیسے پایا۔

ج: عروہ بن مسعود نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کی بے حد تعظیم و توقیر کرتے پایا، تو کفار مکہ کو جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا۔

س 58: وہ کون کون سے کام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے افعال تھے جو عروہ بن مسعود نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کرتے دیکھ کر کفار مکہ کو جنگ کرنے سے منع کیا۔

ج: (۱) عروہ بن مسعود نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے وضو کا مستعمل پانی نیچے نہیں گرنے دے رہے بلکہ اپنے ہاتھوں، چہروں اور جسموں پر مل رہے ہیں اور (۱۱) حجامت بناتے وقت حضور ﷺ کا کوئی بال مبارک نیچے نہیں گرنے دیا۔

(۱۱) حتیٰ کہ آپ ﷺ کا تھوک مبارک بھی اٹھا کر جسموں پر مل رہے ہیں یہ نظارہ دیکھ کر عروہ بن مسعود نے کفار مکہ سے کہا کہ میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے درباریوں کو دیکھا مگر جو ادب و احترام، عزت و توقیر محمد ﷺ کے جانثار آپ ﷺ کی کرتے ہیں کبھی نہ دیکھا لہذا ایسے عاشقوں سے ٹکرانا اور جنگ کرنا ہلاکت ہے پس باز آ جاؤ۔ حضور ﷺ کی عزت و تکریم کی برکت سے جنگ و جدل رک گئی۔

س 59: عروہ بن مسعود نے قریش مکہ کو کن الفاظ میں حضور ﷺ کے جانثاروں کا ذکر کیا حدیث پاک سے کوئی حوالہ دیں۔

ج: صحیح بخاری شریف کی جلد ایک صفحہ ۳۷۹ میں عروہ بن مسعود مکہ پہنچ کر یوں قریش مکہ سے مخاطب ہوا ”اے گروہ قریش میں نے بادشاہ روم، ایران، حبشہ اور ہر ایک کو اپنی اپنی سلطنت و مملکت میں شاہی رعب و دبدبہ کی حالت میں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ایسا کوئی بادشاہ کسی قوم میں نہ دیکھا جیسا محمد ﷺ کو آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں دیکھا۔ (صحیح بخاری کتاب الشروط)

س 60: صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور پر نور ﷺ نے کس صحابی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر قریش مکہ کے پاس بھیجا تا کہ مذاکرات کریں۔

ج: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

س 61: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب مذاکرات کئے اور قریش مکہ نے اپنا فیصلہ بتایا کہ اس سال ہم مسلمانوں کو طواف کرنے مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے مگر چونکہ تم آگے ہو ہماری رشتہ داری بھی ہے تو تم طواف کر سکتے ہو تو

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب کیا تھا۔

ج: ”میں اس وقت تک طواف کعبہ نہیں کروں گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کر لیں۔“

س 62: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس طواف نہ کرنے کے عمل سے کیا ثابت کیا؟

ج: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس عمل سے دشمنان اسلام کو جتلا دیا کہ ہم کعبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر کعبہ مانتے ہیں اور اس کا طواف بھی اس لیے کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا طواف کرتے ہیں۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض

جس طرف رخ وہ صلی اللہ علیہ وسلم موڑ لیتے ہیں

س 63: اسلام کے خطیب اول کس صحابی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے۔

ج: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔

س 64: حضرت ابو بکر صدیق کو اسلام کا خطیب اول کیوں کہتے ہیں۔

ج: مکہ میں اسلام کے ابتدائی دور میں جبکہ ابھی انتالیس لوگ دائرہ اسلام میں داخل

ہوئے تھے اسلام کی تبلیغ کا کام دار ارقم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس وقت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر کھلم کھلا لوگوں کو اللہ اور اس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا۔

س 65: جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو دعوت اسلام دی تو

کفار مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

ج: کفار مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اتنا شدید مارا اور لہو لہان کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو

گئے کفار آپ رضی اللہ عنہ کو مردہ سمجھ کر چلے گئے۔

س 66: کفار مکہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شدید زخمی کر گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے

رشتہ دار اٹھا کر گھر لے گئے اور ہوش آیا تو سب سے پہلے کیا کہا؟

ج: ما فعل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ کا کیا حال ہے۔ (ان کے ساتھ کیا ہوا)

س 67: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب ہوش میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا تو خاندان والوں پر کیا اثر ہوا۔

ج: خاندان والے یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہمیں ان کی پڑی ہے مگر اسے کسی اور کی پڑی ہے۔ (اور ناراض ہو گئے)۔

س 68: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان والے جب ناراضگی میں چلے گئے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔

ج: نہیں بلکہ فرمایا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت معلوم نہ ہو جائے نہ میں کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔

س 69: جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے اور خیریت دریافت کرنے پر بصد تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں پایا اور کون سی دعا کروائی۔

ج: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر حضرت ابو بکر صدیق کو تھاما اور بوسہ لیا۔ تب ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ کے لئے دعا فرمائیے تاکہ یہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ مسلمان ہو گئیں۔

س 70: کیا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر اور محبت و عشق اپنی جان سے کم یا برابر کرنے میں ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

ج: نہیں بلکہ جب تک اپنی جان مال اولاد وغیرہ سے بڑھ کر یعنی ہر چیز سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ ہوگی ایمان مکمل نہیں ہوگا۔

س 71: اس بات کی کوئی قرآن و حدیث سے دلیل دیں۔

ج: (۱) سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نَّافَقْتُمْوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ

بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○

ترجمہ: (اے نبی مکرم) آپ فرمادیں اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتے دار اور تمہارے اموال جو تم نے (محنت سے) کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

(II) النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب: ۶)

یہ نبی (مکرم ﷺ) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج (مطہرات) ان کی مائیں ہیں۔

(III) توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(IV) ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت عمر فاروق کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چہل رہے تھے کہ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے اپنی ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہیں سوائے میری اپنی جان کے حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر ابھی تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوا جب تک کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز تمہیں میں نہ ہو جاؤں بعدہ عمر فاروق عرض پر داز ہوئے کہ اب آپ ﷺ مجھے دنیا کی ہر چیز اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ فرمایا اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔

س 72: کثرت سوال جس طرح کہ قوم موسیٰ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کیے۔ حضور

ﷺ سے کرنے پر کیا حکم ہے؟

ج: (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۰۸) ترجمہ (اے مسلمانو!) کیا تم چاہتے ہو کہ تم بھی

اپنے رسول ﷺ سے اسی طرح سوالات کرو جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰ

عَلَيْهِ السَّلَام سے سوال کئے گئے تھے۔ تو جو کوئی ایمان کے بدلے کفر حاصل کرے۔
پس وہ واقعاً سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ (یعنی حضور ﷺ سے خواہ مخواہ
سوال کرنا کفر ہے)

س: 73: غزوہ خیبر کے دوران قلعہ صہباء کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کے قضا
ہونے کی کیا وجہ تھی؟

ج: چونکہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے
تھے تو ادب رسالت مآب ﷺ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر (قضا ہوئی)
سورج ڈوب گیا۔

س: 74: کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر قضا پڑھی کہ ادا۔

ج: حضور ﷺ نے خدا سے دعا فرمائی کہ یا اللہ علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول ﷺ
کی اطاعت میں تھا تو ڈوبا سورج واپس عصر کے مقام پر آیا۔ تب حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا کی۔ (طبرانی، المعجم الکبیر)

س: 75: اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟

ج: اللہ کا محبوب بننے کے لئے اطاعت رسول ﷺ بہت ضروری ہے۔

س: 76: اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا قرآنی حوالہ سے دیں۔

ج: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحِبِّكُمْ اللَّهُ (العمران: ۳۱) (اے محبوب ﷺ) فرمادیتے تھے کہ اگر تم اللہ
سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ تم سے اللہ محبت کرے
گا۔ یعنی اللہ سے محبت کا تقاضا اطاعت رسول ﷺ اور جو رسول ﷺ کی
اطاعت و فرمانبرداری کرے گا جو کہ محبت سے ہوگی تب اللہ اس بندے کو محبوب
بنائے گا۔

س: 77: خدا کو پانے کے لئے کس کے در کا سوالی بنا پڑتا ہے یا خدا کی قربت کیسے نصیب
ہوتی ہے۔ حوالہ دیں۔

ج: خدا کو پانے کے لئے در مصطفیٰ کا سوال بننا ضروری ہے تب خدا ملتا ہے آیت کریمہ ملاحظہ فرماؤ۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ ”اور جب میرے بندے میرے متعلق آپ ﷺ سے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔“ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کے صحیح بندے (خدا کی بندگی بجالانے والے صحیح بندے) وہ ہیں جو در رسول ﷺ کے سوالی ہوں اور در رسول ﷺ کے سوالی کے لیے فرمایا میں ان کے قریب ہوں۔

س 78: جب کوئی بندہ گناہ کر بیٹھے تو گناہ کی معافی کو یقینی بنانے کے لئے کیا طریقہ خدا نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

ج: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ (النساء: ۶۴) اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا تو (اے حبیب ﷺ) آپ ﷺ کے پاس آجائیں۔

س 79: جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو خدا نے فرمایا اے حبیب ﷺ آپ کے پاس آجاتے تو کیا کرتے؟

ج: جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ۔ آپ ﷺ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگتے۔

س 80: خدا سے معافی مانگنے کے علاوہ خدا نے معافی کی شرط کیا بیان فرمائی۔

ج: خدا فرماتا ہے: وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ یعنی کہ رسول خدا ﷺ بھی اس کے لئے معافی کی سفارش فرمائیں تب لَوْ جَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا اس وسیلہ رسالت اور شفاعت رسول ﷺ پر اللہ کو ضرور بہ ضرورت توبہ قبول فرمانے والا اور نہایت مہربان پاتے۔ یعنی گناہوں سے توبہ اور معافی کے لئے در مصطفیٰ دکھایا تاکہ معافی یقینی ہو جائے اور رحمت الہی کے حقدار ہو جائیں۔

س 81: پیغمبر خدا ﷺ سے دور جانے والے اور ادب رسالت ﷺ سے خالی دلوں کے لئے خدا کا کیا فرمان ہے (حضور ﷺ سے رجوع نہ کرنے والے)

ج: سورة النساء کی آیت نمبر ۶۱ میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ قرآن اور رسول ﷺ کی طرف آ جاؤ تو آپ

منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ ﷺ کی طرف رجوع کرنے سے گریزاں رہتے ہیں۔

س 82: سورة النساء کی آیت نمبر ۶۱ کے حوالے سے بتائیں کہ منافقین کس سے گریزاں ہیں۔
ج: منافق لوگ قرآن سے گریزاں نہیں بلکہ صاحب قرآن آقا نامدار حضرت محمد ﷺ سے گریزاں ہوتے ہیں تبھی تو خدا نے ان کے لئے جہنم کا سب سے نچلا درجہ تیار کیا ہوا ہے۔

س 83: سورة النساء کی آیت نمبر ۶۱ میں منافق کی نشانی کیا ہے؟
ج: جو حضور ﷺ کی طرف رجوع کرنے سے گریزاں ہو وہ منافق ہے۔ منافق شان مصطفیٰ بیان کرنے اور آپ ﷺ کی طرف آنے سے کترائے گا۔
س 84: (کیا) خدا نے حضور ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی ہے۔ حوالہ بھی دیں۔

ج: جی ہاں، قرآن مجید میں خدائے ارض و سما نے اپنے حبیب کی پوری زندگی کی قسم کھائی ہے۔ لَعْمُرُكَ اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (الحجر ۱۵: ۷۲)

(اے حبیب مکرم ﷺ) آپ کی عمر مبارک کی قسم بے شک یہ لوگ (نافرمان لوگ) اپنی بدستی میں بھٹک رہے ہیں۔ نوٹ:۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شرف رفیع کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کی پوری زندگی کی قسم کھائی ہے۔ (الاحکام القرآن لابن عربی ۳: ۱۱۳۰)

س 85: زبور، تورات، انجیل اور دیگر آسمانی نوشتوں میں کوئی حوالہ دیں جس میں کسی نبی یا رسول ﷺ کی پوری زندگی کی یوں قسم کھائی ہو۔

ج: نہیں بلکہ یہ منفرد شرف و فضیلت صرف حضور ﷺ کی ذات (ستودہ صفات با برکات) کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی پوری زندگی کو محل قسم قرار دیا جا رہا ہے۔ بے شک یہ عظمت بلا شرکت غیر حضور ﷺ کے حصے میں آئی۔ اس ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ”اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور ﷺ سے بڑھ کر اپنی بارگاہ میں مکرم پیدا نہیں کیا اور میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کے سوا کسی اور کی زندگی کی قسم کھائی ہوں۔“

(احکام القرآن لابن عربی ۳: ۱۱۳۰)

س 86: کیا حضور ﷺ کی ساری زندگی کی قسم اٹھانا ادب و احترام رسول ﷺ ہے۔

ج: جی ہاں امام قرطبیؒ لکھتے ہیں: ترجمہ ”اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کی پوری زندگی کی قسم اٹھانا تعظیم و تکریم کی انتہا ہے۔“ (احکام القرآن، للقرطبی ۱۰: ۳۹)

س 87: خدا کا حضور ﷺ کی پوری زندگی کی قسم اٹھانا اور کس بات کی دلیل ہے۔

ج: حضور ﷺ سے ارشاد فرمایا جانا کہ ”تیری ساری زندگی کی قسم درحقیقت آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کو ہر عیب سے پاک اور منزہ قرار دینے کے مترادف ہے۔ خواہ وہ بعثت سے پہلے کی زندگی ہو یا بعثت کے بعد کی زندگی ہو۔“

س 88: کیا حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے والی زندگی بھی مخالفین اسلام کے لئے بطور دلیل تھی۔

ج: جی ہاں بلکہ آپ ﷺ نے چیلنج فرمایا اپنی زندگی کو مخالفین اسلام کے سامنے رکھ کر کہ کوئی عیب نکال کر دیکھو آیا کوئی میری زندگی عیب والی ہے یا کہ بے عیب۔

س 89: بعثت سے پہلے کی زندگی میں حضور ﷺ نے مخالفین اسلام کو چیلنج دیا اپنی حیات طیبہ کے متعلق اس کا قرآنی حوالہ دیں۔

ج: سورۃ یونس کی آیت نمبر ۲۶ میں ارشاد فرمایا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ط اَفَلَا تَعْقِلُونَ ○

ترجمہ: پس بے شک میں تو ایک عمر اس سے قبل تم میں رہ چکا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے۔ اس سے یہ ثابت بھی ہوا کہ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل عمر پر بھی غور نہ کرنا نہ سمجھی اور بے عقلی کی بات ہے۔

س 90: کیا خدا نے حضور ﷺ کے شہر کی بھی قسم اٹھائی۔

ج: جی ہاں جس شے کو حضور ﷺ سے نسبت ہو جائے وہ بھی اللہ کے ہاں لائق قسم ہے۔ سبحان اللہ حضور ﷺ کے ادب کے کیا کیا تقاضے (خدا نے بیان فرمائے)

سورة البلد میں ارشاد فرمایا کہ میں اس شہر مکہ کی قسم اس لیے کھاتا ہوں کہ آپ ﷺ اس شہر میں (خرامانا کرتے) ہیں۔

س 91: ووالد وما ولد (البلد ۹۰: ۳) سے کیا مراد ہے؟

ج: ترجمہ: اور (اے حبیب مکرم ﷺ) آپ ﷺ کے والد کی قسم اور آپ کی ولادت کی قسم والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ابراہیم اور حضرت عبد اللہ تک جن جن اصلا ب میں نور محمدی ﷺ نے سفر کیا وہ سارے مراد ہیں کیونکہ یہاں کسی والد کا نام لے کر مخصوص نہ کیا گیا۔

س 92: جب آقا نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کفار و مشرکین مکہ کو دعوت تو حیدوی تو کون سا معجزہ یا دلیل پیش فرمائی۔ بطور خدا کے ایک ہونے کی۔

ج: آقا کائنات حضرت محمد ﷺ نے اپنی گذشتہ چالیس سالہ وہ عیب سے پاک و منزہ زندگی کے شب و روز کفار و مشرکین کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پار دشمن آپ لوگوں پر حملہ کر نیوالا ہے کیا آپ مان جائیں گے۔ تو سب نے اقرار کیا اور کہا کہ آپ کی زندگی تو ہر عیب سے پاک و منزہ ہے صدیق اور امین ہیں۔

س 93: کیا واقعی اس پہاڑی کے پار کفار و مشرکین کا دشمن حملہ آور ہونے والا تھا؟

ج: فی الوقت تو نہیں تھا مگر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب فتح مکہ ہوا تو لشکر اسلام اسی پہاڑی سے نکل کر مکہ کو فتح کیا گیا اور اس میں بائیس سال کا عرصہ لگا۔

س 94: انبیاء و رسل کو نبوت و رسالت کس عہد پر سوچی گئی اس کی قرآنی دلیل بھی دیں۔

ج: سورة العمران کی آیت نمبر ۸۱ میں خدا نے انبیاء و رسل کو نبوت رسالت اس عہد سے عطا فرمائی کہ جب میرا محبوب ﷺ تشریف لائے تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے۔ تو انبیاء رسل کی ارواح پاک نے اس پر اقرار کیا جس پر انہیں نبوت و رسالت پر سرفراز فرمایا گیا۔

س 95: انبیاء و رسل سے جب عہد کیا گیا کہ حضور ﷺ کے دین کی مدد و نصرت اور

ایمان لانے کا تو اس پر گواہ کون تھا۔

ج: خدا نے اس پر گواہی انبیاء رسل اور خود اپنی فرمائی، سبحان اللہ۔

س 96: اس آیت قرآنی (یعنی العمران کی آیت نمبر ۸۱) کا ترجمہ بتائیں۔

ج: اور (اے محبوب وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول ﷺ تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ پھر میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (۸۱:۳)

س 97: انبیاء سے پختہ عہد پر نبوت و رسالت کا عطا فرمائے جانے کے بعد عام انسانوں کے لئے کیا حکم تنبیہ ارشاد فرمایا؟

ج: سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۸۲ میں خدا فرماتا ہے۔ فَمَنْ قَوْلِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○ (اب پوری نسل آدم کے لئے تنبیہ فرمایا) پھر جس نے اس اقرار کے بعد روگردانی کی پس وہی لوگ نافرمان ہوں گے، نافرمانوں کی پہچان حضور ﷺ کی عظمت و رفعت سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

س 98: خدا کی روشن (روز روشن کی طرح عیاں) دلیل کیا ہے؟

ج: خدا کی وحدانیت کی روشن دلیل حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

س 99: حضور ﷺ کی حفاظت کا ذمہ کس نے لیا یعنی حضور اکرم ﷺ کا سیکورٹی گارڈ کون ہے؟

ج: واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ تعالیٰ خود حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

س 100: حضور اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب (قرآن مجید) کی حفاظت کا ذمہ

کس نے لیا؟

ج: ان نحن نزلنا وان له حافظین۔ ہم ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کرنے والے ہیں اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

س 101: قرآن مجید میں شک کرنیوالوں کو جواب کس نے دیا۔ اور کیا فرمایا۔

ج: قرآن پاک میں شک کرنے والوں کو جواب خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے فرماتا ہے کہ اگر تمہیں اس کتاب میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اور اس کیلئے اپنے تمام حمایتی بلا لو

(البقرہ: 23)

س 102: جب کوئی حضرت فاطمہ علیٰ حسن و حسینؑ کو اذیت دے تو حضور ﷺ (پر) اس کا کوئی اثر ہوتا ہے۔

ج: جی ہاں! جب کوئی حضرت فاطمہؑ، حضرت علیؑ، حضرت امام حسینؑ و امام حسنؑ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس نے دراصل حضور اکرم ﷺ کو ہی تکلیف پہنچائی (مزید دیکھئے، شہادت امام حسینؑ)



نعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط)

حاضر ہوں یا رسول اللہ بن کر سوالی آپ کے در اقدس پر
خدارا مجھ فقیر کو بھی اپنے رب کا پتہ عطا کر
اسی سوال سے خدا ہوتا ہے بندے کے قریب تر
بڑھا ہے میں نے یہی حکم لکھا ہے قرآن حکیم پر
ظلم کئے ہیں میں نے بہت ہی اپنے نفس پر
اب دی ہے حاضری جاؤک کی بنا پر

(وَإِذْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ جَاؤَك)

خدا کے لئے بخشوا دو مجھے بھی شفیع بن کر
تبھی تو خدا بخشے گا غفار بن کر
اللہ ہو جائے راضی ایسا اپنا عشق بھی عطا کر
آپ کی محبت سے ہوتا ہے آدمی خدا کو عزیز تر

(قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ)

ہن عشق آپ کے دل ہے اک ویران کھنڈر
بچانا ایسے دل سے یہی ہے حیوان سے بھی بدتر
ہے مرتد ایسا جس نے کی گستاخی در حبیب پر
کہ خیال بھی گزرتا تک نہیں اس کے وہم و گمان پر

(الحجرات)

مٹا ڈالوں ان کو ایسی ہمت تو مجھے عطا کر
اسی وفا کو اپنا ہی کچھ ایسا وفادار کر

خاکپائے گدائے رسول ﷺ
ڈاکٹر سلطان محمود کی

باب نمبر 6:

شہادت امام حسینؑ حضور اکرم ﷺ کی سیرۃ کا ایک باب

شہدائے کربلا و عظمت اہل بیت

- س 1: شہید کا کیا معنی ہے؟
- ج: شہید، شاہد، مشہود اور مشاہدہ یہ تمام الفاظ ”شہود“ مصدر سے مشتق ہیں۔ شہید، یشہد، شہودا کے کئی معنی ہیں۔
- س 2: شہید کے کوئی سے تین معنی کی مختصر وضاحت کریں۔
- ج: شہید کے ایک معنی ہے حاضر ہونا جیسے نماز جنازہ میں کہا جاتا ہے و شاہدنا و غائبنا یعنی ہمارے حاضرین اور ہمارے غائب کو بخش دے تو ایک معنی حاضر ہونا ہے۔
- شہید کا دوسرا معنی ہے پالینا کسی چیز کو پالینا، جیسے ارشاد ربانی ہے فمن شہد منکم الشهر فلیصمه پس تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پالے تو وہ اس مہینہ کے روزے رکھے، اس معنی کے اعتبار سے شہید کا معنی ہوگا کسی چیز کو پالینے والا، شہید کا تیسرا معنی ہے ”مشاہدہ کرنا“ یعنی موجودگی
- شہید کا چوتھا معنی ہے ”مدد کرنا“ یعنی مددگار جیسے کہ قرآن میں ارشاد فرمایا
- وَ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ ص
وَ اِدْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (البقرہ

۲۳:۲) ترجمہ: اور اگر اس (قرآن کے من جانب اللہ ہونے) کے متعلق شک میں مبتلا ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا۔ تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔“ اس آیت کریمہ میں شہید کا معنی مددگار کے ہوا۔ شہید کا پانچواں معنی ہے گواہی دینا، گواہی دینے والا جیسے دوم کلمہ شہادت کا ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں“ اور ارشاد خداوندی ہے و اتشهد شہیدین (البقرہ: ۲۲۱)

س 3: شہید کے معنوں میں سے ایک معنی ہوتا ہے حاضر ہونا شہید کی حاضری کہاں ہوتی ہے کہ اس معنی کا اطلاق ہو۔

ج: شہید کی حاضری کی دو جہتیں ہیں (۱) شہید کی روح بوقت شہادت اللہ کی بارگاہ میں حاضر کر دی جاتی ہے اس طرح شہادت کا مفہوم ہوا وہ موت جو بلا حجاب بندے کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کر دے (اس کا حوالہ سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد میں جبکہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام احد کے دن شہید ہوئے تو رسول اللہ نے فرمایا اے جابر تمہارے باپ سے خدا نے بلا حجاب کلام فرمایا۔

حاضری کی دوسری جہت جو حدیث پاک میں بیان ہوئی ہے کہ شہید کی شہادت کے وقت ہزار ہا ملائکہ کو اس کے پاس حاضر کر دیا جاتا ہے۔ جیسے احد کے موقع پر ایک خاتون جو کہ اپنے شہید ہونے والے پر چیخ رہی تھی فرمایا فلا تبکی ما زالت الملائکۃ تظله یا جنحتھا (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ظل الملائکۃ علی الشہید) ترجمہ: تو مت رو، اس (عبد اللہ) پر تو فرشتے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں، گویا شہید کی موت مشہود بالملائکہ ہوتی ہے یعنی فرشتے اس کی موت کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔

س 4: کیا ہمارے رسول ﷺ کو خدا نے کہیں شاہد فرمایا ہے۔

ج: فرمایا: إِنَّكَ شَاهِدٌ وَمُبَشِّرٌ وَنَذِيرٌ۔ اسی طرح سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ میں فرمایا: وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ حضور ﷺ امت کے گواہ

ہیں۔ حاضر ہیں، تبھی تو گواہی معتبر ہوتی ہے۔ تو ہمارے رسول شاہد بھی ہیں اور شہید بھی ہیں قرآن میں خدا کا اعلان ہے (جو انکار کرے وہ کافر ہوا)

س5: شہید کے ایک معنی ہے پالینا اس اعتبار سے شہید کیا چیز پالنے والا ہوتا ہے؟

ج: حدیث پاک سنن ترمذی کے باب فضائل الجہاد میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے ہاں شہید کے لئے چھ انعامات ہیں (۱) خون بہتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے (۲) وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے (۳) اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے (۴) قیامت کی گھبراہٹ اور خوف سے محفوظ رہے گا (۵) ایمان کا لباس پہنایا جاتا ہے اور حوروں سے اس کا نکاح کیا جاتا ہے (۶) اس کے رشتہ داروں میں سے ستر آدمیوں کی شفاعت کی اجازت دی جاتی ہے۔ (یہ تمام انعامات تو باقی مومنین کے لئے بھی ہیں مگر شہید فوراً پالیتا ہے)۔

س6: شہید کا ایک معنی ہے مشاہدہ کرنا تو اس معنی کے اعتبار سے شہید کس کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ج: حدیث پاک میں ہے کہ جب شہید کی روح جسم سے نکلتی ہے اس لمحے شہید اللہ کے حسن مطلق کا مشاہدہ اور حسن صفات کا دیدار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار وہ نعمت اور انعام ہے جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ اسی لئے شہید ہی صرف وہ جنتی ہو گا جو دنیا میں آنے کی خواہش کرے گا تا کہ پھر خدا کے راستے میں مارا جاؤں اور وہی لذت دیدار خدا کی دوبارہ میسر پاؤں۔ جبکہ کوئی اور جنت میں جانے کے بعد وہاں سے واپس آنے کی ہرگز خواہش نہیں کرے گا (صحیح البخاری کتاب الجہاد)

س7: شہید کا ایک معنی ہے ”مددگار“ اس معنی کے لحاظ سے شہید کس کا مددگار ہوتا ہے؟

ج: شہید اپنی جان کا نذرانہ دے کر اللہ کے دین اپنی قوم اور ملک و ملت کی مدد کرتا ہے پھر وہ ایسی زندگی پالیتا ہے جس کے لئے موت نہیں اسی لئے فرمایا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (البقرہ: ۱۵۴) اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں۔

س 8: شہید کو مردہ گمان تک نہ کرو گا حکیم خداوندی ہے اس کی وضاحت کسی مثال سے کرو۔

ج: خدا نے فرمایا: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا (الانعام: ۱۶۱)
 ”اللہ کے دربار میں کوئی کوئی ایک نیکی لاتا ہے تو اس کے لئے اس جیسے دس گنا اجر ہے۔“ جب اللہ تعالیٰ نے اصول مقرر فرما دیا کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اسے اس جیسی دس نیکیوں کا اجر عطا فرماتا ہے تو جو کوئی ایک جان کا نذرانہ خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے تو اس سے بہتر دس جانیں عطا کی جانی چاہیے اور اگر ایک جان والا اگر زندہ کہلاتا ہے تو دس جانیں رکھنے والا تو اس سے بدرجہ اوپلی زندہ و جاوید ہوتا ہے۔

لہذا سورۃ العمران کی آیت نمبر ۱۶۹ کا ترجمہ ”اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے تم اپنے (خیال و گمان میں) مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (کیفیت حیات کے لطف اٹھا رہے ہیں) کھاتے پیتے ہیں بلکہ خدا نے تو ایک دانے کی مثال دے کر فرمایا کہ سات سو گنا زیادہ دیتا ہوں اور مزید فضل کرتا ہوں۔“

س 9: شہید کا ایک معنی ہے گواہی دینا وضاحت کریں۔ مختصراً

ج: زندگی میں انسان کئی جگہوں پر اپنے قول و فعل سے گواہی دیتا ہے مگر شہید اپنی جان دے کر خدا اور رسول ﷺ کے حق و سچ ہونے اور دین کے صحیح ہونے کی گواہی دیتا ہے جس کے عوض خدا تبارک و تعالیٰ شہید کو سو درجے عطا فرماتا ہے اور یہ درجے اتنے بلند ہوتے ہیں کہ ہر دو درجے کے درمیان زمین اور آسمان کے درمیان کی مسافت جتنا فاصلہ ہوتا ہے۔

س 10: کیا کوئی نماز حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پاک پر درود بھیجنے کے بغیر مکمل ہوتی ہے۔

ج: جب تک حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پاک پر درود پاک نہ پڑھا جائے

وہ نماز ہی مکمل نہیں ہوتی حتیٰ کہ دعا بھی معلق رہتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ نماز کو مکمل کرنے کے لئے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر درود و سلام پڑھا جائے۔

س 11: حضور ﷺ کی آل میں کون کون شامل ہیں؟

ج: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و علی رضی اللہ عنہ حسن رضی اللہ عنہ و حسین علیہ السلام حضور ﷺ کی آل میں شامل ہیں اور اہل بیت وہ تمام گھر والے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین علیہ السلام کے علاوہ ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔

س 12: خدا اور رسول اللہ ﷺ کے جو احسانات ایک مومن پر ہیں اس پر کیا معاوضہ طلب کیا گیا ہے حوالہ قرآنی دیں۔ (ترجمہ سمیت)

ج: قرآن پاک کی سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۳ میں ارشاد خداوندی ہے

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط

ترجمہ: فرمادیجئے میں اس (تبلیغ رسالت ﷺ) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر (اپنی اور اللہ کی) قرابت و قربت سے محبت (چاہتا ہوں)۔

س 13: یہ آیت قرآنی کس کے متعلق نازل ہوئی اور آپ کے قرابت دار کون ہیں؟

ج: یہ آیت آپ ﷺ کے اہل بیت کے حق میں نازل ہوئی جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

س 14: یہ آیت مبارکہ: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط

آپ ﷺ کے اہل بیت حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی اس کے متعلقہ کوئی حوالہ دیں۔

ج: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت قُلْ لَا

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی قرابت کون ہیں جن کی محبت ہم

پر واجب ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا و زان کے دو بیٹے (حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ) (اس حدیث کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ۴۷۳/۳) حدیث نمبر (۲۶۳۱) (مجمع الزوائد ۹/۱۶۸)

س 15: جو کوئی حضور ﷺ کے اہل بیت سے محبت و عقیدت نہ رکھے تو کیا وہ ایماندار اور مسلمان ہو سکتا ہے؟

ج: شوریۃ الشوری کی آیت نمبر ۲۳ (قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط) کے حکم کے مطابق حضور ﷺ کے اہل بیت یعنی علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت نہیں رکھتا اور پھر بھی کہتا ہے کہ میں ایماندار ہوں تو اس کے ایمان اور کلمے کا اعتبار نہیں، بقول شاعر

جدا پنچتن نال پیار نہیں

اودھے کلمے دا وی اعتبار نہیں

س 16: کیا پنچتن پاک سے محبت و عقیدت ایمان کا خاصہ ہے۔

ج: جی ہاں ایمان کا خاصہ اور دین کا نکھار ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

س 17: پنچتن کا لفظ کس آیت قرآنی سے ثابت ہے تو اس آیت کو کیا کہتے ہیں۔

ج: آیت مباحلہ سے بھی ثابت ہے۔

س 18: پنچتن پاک کے متعلق پاک نفوس قدسیہ خدا نے خود ارشاد فرمائے، آیت کا

حوالہ دیں۔

ج: اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

تَطْهِيرًا ○ (سورة الاحزاب - ۳۳) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ

اے نبی ﷺ کے اہل بیت تم سے تمام پالییدی کو دور کر کے کمال درجہ پاک و صاف کر دے یعنی درجہ کمال طہارت و پاکیزگی سے نواز دے۔

س 19: چادر تطہیر کیا ہے واقعہ بتائیں۔

ج: ایک دن صبح کے وقت حضور ﷺ نے ایک چادر (اوزھی ہوئی تھی تو

آپ ﷺ نے اس چادر) میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ امام حسین علیہ السلام و حضرت فاطمہ الزہرہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ داخل کر کے یہ آیت پڑھی
 إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
 تَطْهِيرًا ○ اے اہل بیت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی آلودگی دور کر
 دے اور تم کو کمال درجہ طہارت سے نوازے۔

(حاکم المستدرک) (احمد بن حنبل فی المسند)، (ترمذی فی السنن کتاب تفسیر القرآن باب من سورۃ
 العمران)، (امام مسلم کی روایت صحیح باب فضائل علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب)

س 20: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○
 آیت مبارکہ کے مخاطب آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں۔

ج: جب یہ آیت پاک نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور
 حسین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ایک چادر میں ڈھانپ لیا
 اور فرمایا۔ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں پس ان سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما
 اور انہیں خوب پاک صاف کر دے (مفہوم حدیث) (امام ترمذی نے اس
 حدیث کو روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔)

نوٹ: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات تو پہلے ہی سے اہل بیت یعنی گھر والے ہیں۔
 س 21: آیت مباہلہ کس آیت کو کہتے ہیں۔

ج: فَقُلْ تَعَالُوا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا
 وَأَنْفُسَكُمْ (پس فرمادے مجھے بلا لیں ہم اپنے بیٹوں اور تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی
 عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو ہم اپنے آپ کو اور تم اپنے آپ کو۔)

س 22: آیت مباہلہ کے مطابق حضور ﷺ کے بیٹے اور خواتین میں کون کون سے
 نفوس قدسیہ شامل ہیں۔

ج: جب نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کے لئے چیلنج ہوا تو حضور ﷺ نے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسین کریمین علیہ السلام کو بلایا پھر فرمایا

(اللهم هؤلاء اہلی) اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ صحیح مسلم کتاب
الفصائل را امام ترمذی۔

س 23: حسب و نسب اولاد زینہ سے چلتا ہے یعنی بیٹے پوتے آگے ان کے بیٹے وغیرہ تو
کیا حضور ﷺ کا نسب مبارک بھی ایسے ہی چلا۔

ج: آپ ﷺ کا نسب آپ ﷺ کے نواسوں سے چلا اور یہ آپ ﷺ کا
خاصہ ہے اس کی کچھ وجوہات ہیں۔

س 24: آقا نامدار حضرت محمد ﷺ کا نسب مبارک آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور نواسوں
یعنی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے ہونے کا کوئی حوالہ حدیث پاک سے دیں۔

ج: (۱) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر عورت
کے بیٹوں کی نسبت ان کے باپ کی طرف ہوتی ہے ماسوائے فاطمہ الزہرہ کی
اولاد کے، کہ میں ہی ان کا نسب ہوں اور میں ہی ان کا باپ ہوں۔

(امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ۳۴۳/۳ حدیث نمبر ۲۶۳۱)

(۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت
کے دن میرے حسب و نسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا ہر بیٹے کی
نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے ماسوائے اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا باپ بھی
میں ہی ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں۔ (اس حدیث کو امام عبدالرزاق،
بیہقی اور طبرانی نے روایت کیا ہے)

س 25: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا نبی کیوں کہا جاتا ہے؟

ج: کیونکہ آپ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ بنی
اسرائیل کی قوم سے تھی اس وجہ سے نسبی طور پر والدہ کا جو نسب تھا وہی نسب کہلایا۔

س 26: حضرت امام حسن و حسین علیہ السلام کا نام کس ہستی نے رکھا اور پہلے کون سا نام تھا۔

ج: حضور امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین علیہ السلام کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام حرب سے
تبدیل کر کے حضور ﷺ نے خود حسن رضی اللہ عنہ و حسین علیہ السلام نام رکھے۔

س 27: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کے نکاح مبارک کا واقعہ حوالہ دے کر بتائیں۔

ج: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کروں۔ امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا حدیث نمبر ۱۵۶۱۰ (الحشمی نے مجمع الزوائد میں روایت کیا)

س 28: کن نفوس قدسیہ کا نکاح خدا کے حکم سے آسمانوں پر ہوا بعدہ زمین پر بھی ہوا۔

ج: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاء اعلیٰ میں ہوا جس میں چالیس ہزار فرشتوں نے بطور گواہ کے مجلس نکاح میں شرکت کی۔

حوالہ: امام طبری نے الریاض النضرۃ میں مناقب العشرہ ۱۳۶/۳ میں اور ذخائر العقبیٰ میں مناقب ذوی القربیٰ ۷۳/۷۲ میں روایت کیا۔

س 29: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا جائز ہے۔

ج: جی ہاں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا عبادت ہے“۔

س 30: علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا عبادت ہے اس حدیث پاک کا حوالہ دیں۔

ج: امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی عبادت ہے۔

س 31: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھنا کیسا عمل قرار پایا۔

ج: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھا کرتے تھے۔

س 32: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے حدیث پاک میں کس کی روایت سے ثابت ہے۔

ج: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھا کرتے تھے وجہ پوچھنے پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو

تکنا بھی عبادت ہے۔ اس حدیث کو امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق الکبیر ۳۲/۳۵۵ اور زحشری نے کتاب الموائفہ میں تخریج کیا۔

نوٹ: احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اپنے والدین کو اچھی نظروں سے دیکھنا حج و عمرہ کے برابر ہے حتیٰ کہ اللہ کے بندوں کو دیکھنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اسی لئے حضرت سلطان باہو نے فرمایا مرشد کا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں جہاں ہوں تو جس در سے ولیوں کو ولایت ملتی ہے ان کی طرف دیکھنا تو اعلیٰ اجر و ثواب کا باعث ہے۔

س 33: حضور ﷺ کا نسب آپ ﷺ کے نواسوں سے کیوں چلا۔

ج: کیونکہ حضور ﷺ کی اولاد زینہ کو خدا نے بچپن سے ہی واپس لے لیا۔

س 34: حضور ﷺ کی اولاد زینہ (یعنی بیٹے) کو بچپن سے ہی خدا نے واپس کیوں لیا۔

ج: کیونکہ حضور ﷺ خدا کے آخری نبی اور رسول ہیں سلسلہ نبوت و رسالت ختم کرنا تھا تو (اس لیے) اگر حضور ﷺ کی اولاد زینہ جو ان ہوتی تو نبوت و رسالت سے سرفراز کرنا پڑتی اس لیے خدا نے حضور اکرم ﷺ کی اولاد زینہ کو بچپن میں واپس لے لیا۔

س 35: ختم نبوت پر کوئی قرآنی آیت بمعہ ترجمہ جس سے ثابت ہو کہ حضور ﷺ کسی جوان بیٹے (مرد) کے باپ نہیں۔

ج: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب: ۳۳: ۴۰) محمد ﷺ

تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (نبیوں میں آخری) ہیں۔ (مردوں کے باپ نہیں اس کی اسی آیت میں وضاحت فرما دی کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں)۔

س 36: حضور ﷺ کو اولاد زینہ خدا نے عطا فرمائی اگر بچپن سے ہی واپس لینا تھی تو دینے کی حکمت کیا تھی؟

ج: خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب آخر الزمان نبی ﷺ کی ذات بابرکات کو جامع الصفات بنایا یعنی جو جو فضائل و خوبیاں تمام انبیاء و رسل کی ذات میں خدا نے پیدا فرمائیں انہیں حضور ﷺ کی ایک ذات پاک میں جمع فرما دیا اور مزید فضیلت عطا فرمائی۔ پس اگر اولاد زریں نہ ہوتی تو کوئی بد بخت اولاد زریں نہ ہونے کا طعنہ دے سکتا تھا۔ جس کی وجہ سے حضور ﷺ کی دل آزاری ہوتی جسے خدا پسند نہیں فرماتا جیسے دشمنان اسلام نے طعنہ دیا تو اس کے جواب میں خدا نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی اور اگر اولاد زریں جو ان ہوتی اور نبوت نہ ملتی تو جن نبیوں کے اولاد زریں کو خدا نے نبوت و رسالت سے سرفراز کیا تھا اس طرح بے شک ایک ہی جز سے ہی کیوں ہوتی تو فضیلت بن جاتی۔ جبکہ حضور ﷺ کو خدا نے ہر جہت سے فضیلت بخشی۔

س 37: کیا کوئی امتی کسی بھی نبی و رسل سے کسی ایک جز سے ہی کیوں نہ ہو افضل ہو سکتا ہے؟

ج: نہیں بلکہ جتنے بھی انبیاء و رسل خدا نے جن جن لوگوں علاقوں یا امتوں میں بھیجے وہ تمام اپنے امتی سے ہر لحاظ سے افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے وَ كُلاًّ فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ○ (الانعام: ۸۶) یعنی تمام (اپنے زمانے کے) جہاں والوں پر افضل ہیں۔ خدا تو کتاب نبوت و رسالت ہی اسے عطا فرماتا ہے جو جہاں والوں سے اعلیٰ و ارفع ہر لحاظ سے ہو۔

س 38: کیا فضیلت کے اعتبار سے تمام انبیاء رسل برابر ہیں۔

ج: نہیں بلکہ تمام انبیاء رسل کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ فرمایا تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ يَه رَسُوْلٌ هِي جِن كُو بَعْضٍ پَر بَعْضٍ كُو فَضِيْلَتٍ عَطَا فَرْمَا ئِي اُوْر مَحْمَد ﷺ كُو جَامِعِ الصَّفَاتِ بِنَا يَا۔

س 39: کیا اگر حضور ﷺ کی اولاد زریں جو ان ہوتی تو اسے نبوت سے سرفراز کیا جاتا؟

ج: جی ہاں! جب حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وصال نہ کرتے تو اللہ کا سچا نبی ہوتے۔

س 40: حضور ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے موقع پر حضور ﷺ کا ارشاد کیا تھا؟

ج: حضور ﷺ نے جب ابن رسول یعنی ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا ان کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے

(سنن ابن ماجہ: ۱۰۸)

س 41: اگر آقا علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ بچپن میں وصال نہ فرماتے تو کیا انہیں نبوت سے سرفراز کیا جاتا نسبت رسول کی وجہ سے حوالہ دیں۔

ج: (۱) حضرت عبد اللہ بن ابوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ (ابن رسول ﷺ) بصرہ میں وفات پا گئے اور اگر یہ فیصلہ قدرت کا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ ہوتے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری: ۹۱۳۲)

(۲) حضرت سدی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو وہ اللہ کا سچا نبی ہوتا اس لیے اللہ رب العزت نے انہیں واپس بچپن میں ہی اپنے پاس بلا لیا اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے موت کو قبول کر کے حضور کی شان ختم نبوت کو زندہ رکھا۔ (چونکہ بالغ مرد ہی نبوت کا مکلف ہوتا ہے اس لیے بالغ ہونے سے قبل وصال فرمائے) (مسند احمد بن حنبل: ۱۳۳/۳)

س 42: حضور ﷺ کی تعلیمات کو مزید آگے بڑھانے میں اور زندہ جاوید رکھنے کے لئے خدا نے کیا اہتمام کیا۔ حضور ﷺ کا ارشاد پاک کیا ہے۔

ج: اس کے لئے خدا نے حسین کریمین کو پیدا فرمایا حضور ﷺ کا ارشاد ہے احسین منی وانا من احسین یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں۔

س 43: حضرت اسماعیل کی قربانی یعنی ذبح اسماعیل علیہ السلام اور شہادت امام حسین علیہ السلام کا باہمی تعلق بیان کرو۔

ج: حضرت ابراہیم کی دعاربہب لی من الصالحین اور خدا کا دعا قبول فرما کر بیٹا عطا کرنا اور فرمانا جب ہم نے ایک بردبار بیٹے کی ان کو بشارت دی پھر بھاگنے کی عمر کو پہنچا تو خدا نے آزمائش کے طور پر بیٹے اسماعیل کی قربانی مانگی بیٹے کو خواب بتایا تو بیٹے اسماعیل نے جواب فرمایا جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے کرو آپ علیہ السلام مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے اور جب اسماعیل علیہ السلام کو لٹا کر چھری پھیرنے لگے خدا نے فرمایا - وَقَدَيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ ○
(الصفات: ۱۰۷) ترجمہ: ہم نے عظیم قربانی کو ان کا فدیہ بنا دیا۔

تو شہادت امام حسین علیہ السلام ہی وہ عظیم قربانی ہے جس کا فدیہ اسماعیل علیہ السلام کی جگہ عطا ہوا۔

س 44: فدینہ بذبح عظیم۔ اور ہم نے عظیم قربانی کو ان کا فدیہ بنا دیا کس کی طرف اشارہ ہے مختصر اوضاحت کریں۔

ج: یہ اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کو ایک عظیم ذبح کے ساتھ فدیہ کر دیا حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے ساتھیوں کی شہادت (شہدائے کربلا) کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ایک مینڈھا تو ذبح عظیم کا مکلف نہیں ہو سکتا۔ ایک عام انسان بھی تمام جانوروں اور مخلوقات سے افضل و اشرف ہے تو ایک نبی علیہ السلام کی ذات تو اس کے زمانے کے تمام انسانوں سے افضل ہوتی ہے اور کئی درجہ احسن تقویم اور افضل ترین ٹھہرتی ہے لہذا ایک مینڈھے کو ذبح عظیم کے طور پر لینا ظلم کی انتہا ہو جائے گی۔ علامہ اقبال نے فرمایا

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین علیہ السلام ابتداء ہے اسماعیل علیہ السلام

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنی ذبح عظیم آمد و پدر

س 45: حیات اسماعیل علیہ السلام کو اگر تحفظ دینا تھا تو قربانی کیوں مانگی گئی؟

ج: قربانی اس لیے مانگی تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لخت جگر سے (جنہوں نے حضور ﷺ کو اپنی ذات میں مانگنا تھا) ذبح اور قربانی کی تاریخ کی ابتداء ہو جائے اور بچا اس لیے لیا کہ اس عظیم پیغمبر ﷺ کی نسل پاک میں اپنا محبوب آخر الزماں نبی حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کروانا تھی۔

س 46: کیا (اس عظیم خدیہ) وفدینہ بذبح عظیم، کے لئے آقا نامدار حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی مناسب نہ تھی۔

ج: جی ہاں مگر خدا کے حکم نے اسے روک دیا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم نے خدا کے آخری نبی (پیغمبر) کو شہید کر دیا تو حضور ﷺ نے ہر طرح کی قربانی بھی دی مگر حضور ﷺ کی اپنی جان مبارک کو خدا نے دوسروں سے محفوظ رکھا۔

س 47: حضور ﷺ کی حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لیا قرآن سے دلیل دیں۔

ج: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ: ۶۷) اور اللہ آپ کو انسانوں سے محفوظ رکھے گا (یعنی خدا آپ کا سیکورٹی گارڈ ہے)

س 48: تمام نبیوں اور رسولوں کے امام و سردار کون سے پیغمبر ہیں؟

ج: حضور ﷺ کو خدا نے تمام نبیوں اور رسولوں کا امام بنایا ہے اور شافی محشر ہیں۔

س 49: خدا کے انعام یافتہ بندے کون کہلاتے ہیں اور وہ اہم انعام کون سے ہیں۔

ج: جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ فرمایا
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ الرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ (النساء: ۶۹)

جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے پس وہی ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام کیا جو کہ انبیاء، صدیقین شہدا اور صالحین ہیں۔

س 50: اللہ کی اطاعت کیا ہے؟

ج: اللہ کی اطاعت بھی رسول ﷺ کی اطاعت کرنا ہے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ

أَطَاعَ اللَّهَ (النساء: ۸۰)

س 51: خدا اپنی نعمتوں کی تقسیم کس طرح فرماتا ہے کس کے وسیلہ سے اپنی نعمتوں کی تقسیم

فرماتا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ اپنی تمام نعمتوں کی تقسیم حضور ﷺ کے وسیلہ سے کرتا ہے۔ حدیث

پاک میں ہے۔ انما انا قاسم واللہ معطی (صحیح بخاری، کتاب العلم)

ترجمہ: اللہ صرف مجھے ہی عطا فرماتا ہے اور میں آگے تقسیم کرتا ہوں۔

س 52: جو خدا کی نعمتوں کو تقسیم کرنے والا ہو وہ خود کتنا نوازا ہوا ہوگا۔

ج: جو جو نعمت باقی تمام لوگوں، انسانوں، اولیاء کرام نبیوں اور رسولوں کے پاس ہے

وہ تمام حضور ﷺ کی ذات پاک کے پاس اور جملہ صفات آپ ﷺ کی

ذات بابرکات میں بطریق احسن موجود ہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ

رب العزت نے مجھے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ افعال کو کمال بخشنے کے لئے بھیجا ہے

(مشکوٰۃ المصابیح، فضائل سید المرسلین)

س 53: جو کام حضور ﷺ کے طریقے کے مطابق نہ کیا جائے اس میں اجر و ثواب

ملتا ہے؟

ج: صرف اسی کام کا اجر و ثواب ہے جو بطریق مصطفیٰ پر کیا جائے مثلاً کھانا کھانے

اور سونا جسم کی ضروریات میں سے ہیں اگر کوئی اپنے طریقے سے یہ کام کرے تو

اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں اس نے اپنی جسمانی ضرورتوں کو پورا کیا مگر یہی کام

اگر حضور ﷺ نے جس طرح سرانجام دیئے سنت نبوی ﷺ سمجھ کر کیا

جائے تو اجر و ثواب کا کام ہو جاتا ہے۔

س 54: حضور ﷺ کے طریقے پر چلنے سے اور کیا انعام ملتا ہے؟

ج: حضور ﷺ کے طریقے پر چلنے سے دوہرا انعام ملتا ہے۔ ایک تو اجر و ثواب کا

باعث ہے دوسرا خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ (العمران: ۳۱) فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو پس میرے طریقے پر چلو تو خدا تم سے محبت کرے گا۔ یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے اور خدا سے محبت کرنے کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ کی پیروی کی جائے۔

س 55: خدا کے انعام یافتہ بندوں کی فہرست اور اس لحاظ سے چار بڑی خدا کی نعمتوں کا ذکر کریں۔

ج: خدا کے انعام یافتہ بندے سورۃ انشاء کی آیت نمبر ۶۹ کے مطابق انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین (نیک بندے) ہیں۔

اس طرح چار ہی بڑی نعمتیں ٹھہری (۱) نعمت نبوت (۲) نعمت صدیقیت (۳) نعمت شہادت (۴) نعمت صالحیت :-

س 56: حضور ﷺ کا فرمان انما انا قاسم واللہ معطی (صحیح بخاری، کتاب العلم) کیا تمام نعمتیں انعام یافتہ میں تقسیم کرنے والے کے پاس خود کتنا اس نعمت سے بہرہ ور ہوتا ہے مختصر اوضاحت کریں۔

ج: حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا تو جو سردار ہوگا اور قاسم ہے اس کے اپنے پاس وہ تمام خدا کی نعمتیں بدرجہ اتم موجود ہیں مثلاً اگر انبیاء رسل کو نبوت و رسالت کی نعمت سے بہرہ ور کیا گیا تو حضور ﷺ کے تو سل سے اور خدا نے انبیاء رسل کی روح قدسیہ سے جو وعدہ لیا اور پھر اس میثاق انبیاء، پر خود گواہ ہو اوہ میثاق یہی تھا کہ حضور ﷺ کی دین و ملت کی مدد و نصرت تو حضور ﷺ کی پیروی یعنی دین کی مدد و نصرت کے صدقے انبیاء کو نبوت ملی۔ اس طرح آپ ﷺ امام الانبیاء ہیں۔

(۲) صدیقین کو نعمت صداقت حضور ﷺ کے دست مبارک سے نصیب ہوئی کہ لوگ حتیٰ کہ آپ کے دشمن بھی صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔

(۳) شہادت کی نعمت بھی حضور ﷺ کے در سے شہداء کو عطا ہوئی اور حضور ﷺ

خود نعمت شہادت سے بہرہ ور ہیں خدا نے حضور ﷺ کو شاہد بنایا ظاہری شہادت سے بھی متصف فرمایا مگر امام حسن و حسین علیہ السلام کی شکل میں۔

(۴) صالحیت کی نعمت بھی در رسول سے ہی صالحین کو ملی اس طرح..... تمام انعام یافتہ بندوں کے بھی سردار ہیں۔

س 57: شہادت کی کئی اقسام ہیں کیا تمام اقسام سے حضور متصف تھے۔

ج: جی ہاں۔

س 58: شہادت کی اقسام کی وضاحت مختصر الفاظ میں کریں۔

ج: شہادت کی دو بڑی اقسام ہیں (۱) سری شہادت (۲) جہری شہادت

(۱) سری شہادت کو چھپی شہادت کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ کوئی پانی میں ڈوب کر یا کسی کے زہر کھلانے سے موت واقع ہو جائے۔

(۲) جہری شہادت کو بڑی اور ظاہری شہادت بھی کہتے ہیں جیسے کوئی مسلمان میدان جنگ میں دشمنوں کے ہاتھوں مارا جائے۔

س 59: عمل کی حیثیت و اقسام بیان کریں۔

ج: عمل دو طرح کی حیثیت صورتیں رکھتا ہے (۱) اس عمل کا جوہر اور روح جسے ہیئت اصلیہ کہتے ہیں۔

(۲) اس عمل کی ظاہری شکل و صورت جسے ہیئت کذائیہ بھی کہتے ہیں۔

مثلاً نماز کا رکوع سجود و قیام جو دیکھنے والے کو معلوم ہو ظاہری حالت ہے کیونکہ اس عمل کی ظاہری شکل و صورت ہے اسے ہیئت کذائیہ بھی کہتے ہیں جبکہ حقیقی جوہر اور روح خدا کا ذکر ہے جس میں خدا کی حمد و ثناء درود و سلام شامل ہیں اسے ہیئت اصلیہ بھی کہتے ہیں۔

س 60: کیا کوئی عمل ہیئت اصلیہ کے بغیر مکمل ہو سکتا ہے حدیث پاک سے دلیل دیں۔

ج: کوئی عمل ہیئت اصلیہ کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتا حضور ﷺ کا ارشاد پاک

ہے بے شک اللہ تمہاری (ظاہری) صورتوں اور مال و دولت کی طرف نہیں دیکھتا مگر وہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے (صحیح مسلم کتاب البر)

اسی طرح فرمایا: **إِنَّمَا الْإِعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ** (عملوں کا دار و مدار نیتوں پر ہے) س 61: شہادت کی اقسام کو عمل کی صورتوں میں منطبق کریں اور حضور ﷺ کی ذاتِ با برکات میں بدرجہ اعلیٰ ان کا پایا جانا ثابت کریں۔ مختصراً

ج: حضور ﷺ کی ذات اقدس میں شہادت کی اتنی شدید خواہش تھی کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں (البخاری جلد اول کتاب الجہاد باب تمنی الشہادہ) گویا جو عمل کی روح اور اصل ہے اس کی اتنی شدید خواہش کہ کروڑوں جانیں بھی عطا فرمائی جائیں تو خدا کے راستے میں قربان کرنا جاؤں (مگر واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ خدا) (جبکہ نیت پانے کا ثواب بھی عمل کے برابر ہوتا ہے) جبکہ دوسری اس کی عملی شکل و صورت تھی شہادت کی دونوں اقسام کی ابتداء ہوئی (۱) سری شہادت کی ابتداء خیبر کے موقع پر زہر سے ہوئی اور شہادت جہری کا آغاز میدان احد میں ہوا مگر چونکہ لوگوں کی وجہ سے موت کا سبب نہیں بننا تھا خدا کا وعدہ **وَ اللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** لہذا اسے پایہ تکمیل کے لئے حسنین کریمین کو منتخب کیا گیا۔

س 62: حضور ﷺ میں شہادت جہری اور شہادت سری دونوں موجود تھیں نشاندہی کریں۔

ج: ہر کام اور عمل کا ایک نقطہ آغاز ہوتا ہے اور ایک نقطہ انجام ہوتا ہے حضور ﷺ کی ذات پاک میں شہادت سری کا نقطہ آغاز جنگ خیبر کے موقع پر ہوا جب ایک یہودی عورت زینب بنت الحارث نے بکری کا بھنا ہوا زہر آلود گوشت حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے

صحابی بشیر بن براء بھی تھے دونوں نے کچھ گوشت کھایا تو بوٹیوں سے آواز آئی کہ
 آقا ﷺ میں زہر آلود ہوں مجھے نہ کھائیں۔ آپ ﷺ کے صحابی رضی اللہ
 شہید ہو گئے جبکہ حضور ﷺ کی شہادت کذا یہ پر خدا کا وعدہ وَاللّٰهُ
 يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط آڑے آ گیا۔

جبکہ شہادت جہری کا آغاز میدان جنگ میں احد کے مقام پر اس وقت ہوا جب
 آپ ﷺ پر دشمن نے حملہ کیا، زخمی بھی ہوئے سواری سے نیچے بھی آئے حتیٰ
 کہ شہادت کی خبر بھی پھیل گئی مگر خدا نے انسانوں کا سبب بننے والی موت سے بچا
 لیا۔ جو کہ خدا کا وعدہ تھا وہ خدا نے پورا فرمایا۔

س 63: جنگ خیبر کے موقع پر جوزہر آلود گوشت حضور ﷺ سے تناول فرمایا گیا اس
 زہر کی تکلیف کا اثر کب تک رہا۔

ج: اس زہر کا اثر حضور ﷺ کے دم وصال تک قائم رہا چنانچہ حضرت عائشہ سے
 مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”اے عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے خیبر میں جوزہر
 آلود کھانا کھالیا تھا اس کی تکلیف تو ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں لیکن اب (اس مرض
 میں) تو ایسا لگتا ہے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگ جان منقطع ہوگی۔“
 (مشکوٰۃ، باب وفاة النبی ﷺ)

س 64: شہادت جہری کی کتنی شرائط ہیں اور آپ ﷺ کی سیرۃ طیبہ میں کتنی پائی گئی اور
 جو نہیں پائی گئی اس کی وجہ بیان کرو۔

ج: شہادت جہری کی چار شرائط ہیں نمبر ایک میدان جنگ میں کافر کا کسی آلہ سے حملہ
 آور ہونا نمبر ۲ ضرب لگنا نمبر ۳ کسی عضو وغیرہ کے کٹنے سے خون بہنا نمبر ۴ روح کا
 پرواز کر جانا۔ حضور ﷺ کی سیرۃ طیبہ میں پہلی تین شرائط مکمل ہوئیں۔
 (۱) غزوہ احد میں پتھروں اور تیروں سے حملہ ہوا۔ (۲) ضرب بھی لگی۔
 (۳) آپ ﷺ کے دندان مبارک میں سے ایک دانت کا کچھ حصہ پتھر لگنے
 سے شہید ہوا جس سے خون بہنے لگا جبکہ چوتھی شرط کی افواہ پھیل گئی مگر چوتھی شرط کا

مکمل ہونا ممکن نہ تھا کہ وعدہ الہی مانع تھا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۝

س 65: خدا کا وعدہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۝ میں کیا حکمت کار فرما تھیں۔

ج: خدا کا وعدہ اور اس پر اہتمام اس لئے ضروری تھا کہ اگر آپ ﷺ کا وصال

مبارک زہریا تلوار کی صورت میں کافروں یا دشمنوں کے ہاتھوں سے واقع ہوتا تو

جو لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہو رہے تھے اور اسلام کے ساتھ وفاداری ابھی

پختہ نہیں ہوئی تھی آپ ﷺ کی شہادت سے ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال یا

گمان آتا کہ نبی ﷺ تو لوگوں کے ہاتھوں مارا گیا اب اسلام کا کیا بنے گا اس

طرح وہ اسلام چھوڑ جاتے اور حضور ﷺ کی وفات ایک فرد کی وفات نہ ہوتی

بلکہ ممکن تھا کہ یہ اسلام کی تحریک کی موت ہوتی لہذا اسلامی تحریک کو زندہ رکھنے کا

تقاضا تھا کہ حضور ﷺ کو شہادت کی صورت کذا یہ سے بچایا جائے۔

نوٹ: جیسے کہ غزوہ احد میں شہادت رسول ﷺ کی افواہ پھیلنے سے ہی کئی صحابہ رضی اللہ عنہم

اپنی قیمتی جانیں بے دریغ لٹا دیں۔

س 66: حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ کی سیرت مبارکہ میں سری و جہری شہادتوں

کا نقطہ آغاز ہو گیا تھا۔ دونوں شہادتوں کا نقطہ انجام یا تام کن شخصیات سے مکمل

ہوا، مختصر بیان کریں۔

ج: حضور ﷺ کی دونوں طرح کی شہادتوں کے نقطہ تام کے لئے خدا نے حسین

کریمین علیہ السلام کو منتخب فرمایا کیونکہ دو شخصیات ایسی ہونا ضروری تھیں جو اپنی ہی

ہوں اپنے ہی مشابہ ہوں اور اپنا خون بھی ہوں تو سری شہادت کا نقطہ تام امام

حسن رضی اللہ عنہ جو زہر سے شہید ہوئے اور جہری شہادت کا نقطہ تام حضرت امام حسین

علیہ السلام نے کربلا کے ریگ زاروں میں بھوک پیاس اور ظلم کے پہاڑوں کو

برداشت کرتے ہوئے مکمل کیا۔

س 67: کیا امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین علیہ السلام حضور ﷺ سے شکل صورت میں مشابہت

رکھتے تھے حوالہ دیں۔

ج: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ اور حسین رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر پاؤں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے“۔ روایات میں یہاں تک آیا ہے کہ دونوں شہزادے آقا علیہ السلام کے ساتھ شکل و صورت میں اتنے مشابہ تھے کہ اگر دونوں کو ملاتے تو پتہ چلتا کہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویریں ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کرام زیارتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جب بے تاب ہوتے تو دونوں شہزادوں کو سامنے کر کے دیکھ لیتے (سنن ترمذی، ابواب المناقب) اس کے علاوہ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب)

س: 68 حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی مشابہت کے حوالے سے حسین کریمین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جنت سے تعلق ظاہر کریں۔ حوالہ بھی دیں۔

ج: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”فاطمہ سیدۃ النساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيد شباب اهل الجنة (ترمذی، ابواب المناقب) یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ (دونوں) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو جہانوں کے سردار ہیں جنہوں نے حسین کریمین علیہ السلام کو جنتی نوجوانوں کا سردار ہونے کا اعلان فرمایا۔

س: 69 کیا جنت میں بوڑھے لوگ بھی ہوں گے۔

ج: جنت میں تمام لوگ جوان ہی ہوں گے کیونکہ بڑھاپا اور کمزوری وہاں دور ہو جائے گی۔ لہذا حسین کریمین علیہ السلام تمام جنتی مردوں کے سردار ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین کریمین علیہ السلام کی باطنی مشابہت کی دلیل ہے۔

س: 70 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین کریمین کو روحانی لحاظ سے کس سے تشبیہ دی۔

ج: ان الحسن والحسين ہمار یحافتای من الدنيا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب) ترجمہ ”بے شک حسن و حسین علیہ السلام دنیا میں میرے دو پھول

ہیں“ روحانی مشابہت کی دلیل ہے۔

س 71: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت یا عداوت رکھنے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے۔

ج: من أحب الحسن و الحسين فقد أحبني ومن ابغضهما فقد ابغضني (سنن ابن ماجہ المقدمہ، فضل الحسن والحسين ابن علی ابن ابی طالب) ترجمہ: جس نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھا اس نے (درحقیقت) مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے (درحقیقت) مجھ سے بغض رکھا۔

س 72: حسین کریمین علیہ السلام سے بغض و عداوت کرنے والے کا حشر کیا ہوگا، جو سبیل دیں۔

ج: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اور جس نے اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو دوزخ میں ڈال دیا (المسجد رک حاکم المجلد الثالث: ۱۶۶)

س 73: امام حسین علیہ السلام سے محبت خدا سے محبت ہے کہ متعلق کس حدیث پاک سے حوالہ دیں۔

ج: حسین منی وانا من الحسين احب الله من احب حسين (سنن ترمذی جلد دوم ابواب المناقب) ترجمہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں جو حسین رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتا ہے اللہ اس کو محبوب رکھتا ہے۔

س 74: سنن ترمذی کی حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک حسین مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں“ میں اولاد تو والدین سے ہوتی ہے مگر اولاد سے والدین کیسے ہو سکتے ہیں وضاحت کریں (یعنی انا من احب حسین علیہ السلام سے کیا

(مراد ہوگی)

ج: اس حدیث پاک کے پہلے حصے سے مراد تو یہ ہے کہ جو بھی ظاہری و باطنی حسن و جمال اور خوبیاں امام حسین علیہ السلام میں ہیں وہ ساری کی ساری مجھ سے ہیں (میری عطا کردہ ہیں) اور انا من الحسین سے مراد ہے میرے فضائل و کمالات سے گوشہ شہادت کا ظہور تمام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوگا اور کربلا سے قیامت تک اسلام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کی بدولت قائم رہے گا۔

س 75: سب سے زیادہ شہرت کس کی شہادت کو ملی وجہ بتائیں یا شہادت امام حسین علیہ السلام کی انفرادیت مختصر بیان کریں۔

ج: شہادت امام حسین علیہ السلام کی مشہوری و شہرت سب شہادتوں سے زیادہ ہے اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں چند ایک ہم بیان کرتے ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر پہلے ہی فرمادی تھی کہ مقام و جگہ اور سن ہجری تک کی نشاندہی فرمادی تھی اور کربلا کی مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا کر کے فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا میرے حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ (نوٹ:۔ امہات المؤمنین میں صرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی اس واقعہ تک حیات تھیں)

(۲) امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں تمام اقسام کی قربانیاں و آزمائشیں بھی شامل تھیں یعنی گھربار چھوڑ کر ہجرت کرنا، سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا، بھوک و پیاس کو برداشت کیا، خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم و بربریت کی انتہا کر دی گئی، علی اصغر سے لے کر تمام قریبی رشتہ دار اور خود اپنی جان بھی خدا کے دین کے لئے اٹھا دیں، تمام افراد کو قربان کر دیا اور اتنے زخم بھی کھانے کے باوجود استقامت، صبر رضا اور توکل پر قائم و دائم رہے، اس وقت پوری دنیا میں فضیلت و مرتبہ کے لحاظ سے کوئی دوسرا امام حسین علیہ السلام کا ہمسر نہ تھا۔ امام حسین علیہ السلام کی جنگ منافقت ظلم و جبر اور آمریت و ملوکیت کے خلاف تھی جو کہ سب سے مشکل ترین

جنگ ہوتی ہے جس میں تمام لوگ ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، ظلم و بربریت کا بازار شہادت کے بعد بھی گرم رکھا گیا لاشوں کی بے حرمتی کی گئی سر مبارک بریدہ کئے گئے مقدس اور پاکیزہ خواتین کو قیدی بنا کر بے حرمتی کی گئی، جنتی نوجوانوں کے سردار کے ساتھ ایسا سلوک کرنا خدا سے کھلی جنگ کی نشانی تھی۔

س 76: حضور اکرم ﷺ شہادت امام حسین علیہ السلام کی پیش گوئی جو فرمائی اس کا حوالہ دیں۔

ج: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ میرا یہ بیٹا (حسین علیہ السلام) عراق کی سرزمین میں قتل کر دیا جائے گا میں نے کہا جبرائیل مجھے اس زمین کی مٹی لا کر دکھاؤ جہاں حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے گا پس جبرائیل گئے اور مٹی لا کر دکھادی کہ یہ اس مقتل کی مٹی ہے۔

(۱) کنز العمال ۱۲: ۱۲۶ (۲) (البدایہ والنہایہ امبدایہ والنہایہ ۸: ۱۹۶-۲۰۰)

س 77: شہادت حضرت امام حسین کی پیشگی اطلاع کے متعلق مزید حوالہ دیں۔

ج: (۱) حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

جبرائیل امین نے مجھے خبر دی کہ میرا یہ بیٹا حسین رضی اللہ عنہ میری بعد مقام طف میں قتل کر دیا جائے گا (سر الشہادتیں، ۲۳) (معجم الکبیر ۳: ۱۰۷)

(۲) اسی طرح المعجم الکبیر (۳: ۱۰۹) حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ آقا

ﷺ کے چشمان مقدس سے آنسو رواں تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ

ﷺ آج کیا بات ہے چشمان مقدس سے آنسو رواں ہیں۔ فرمایا مجھے ابھی

ابھی جبرائیل خبر دے گئے ہیں کہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے بیٹے

حسین رضی اللہ عنہ کو اس سرزمین پر قتل کر دے گی جس کو کر بلا کہا جاتا ہے۔

س 78: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیشگی شہادت کی اطلاع میں حضور ﷺ نے کسی

جگہ سال یعنی سن کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ بیان کرو۔

ج: جی ہاں! ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حسین رضی اللہ عنہ

بن علیؑ کو ساٹھ ہجری کے اختتام پر شہید کر دیا جائے گا (بحوالہ طبرانی فی الاوسط، مجمع: ۹: ۱۹۰)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ”ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی امارت (حکومت) سے اللہ کی پناہ مانگو (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۸: ۲۳۱) کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ میرے جگر کے ٹکڑوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے۔ ابو ہریرہؓ اسی وجہ سے اکثر دعا فرماتے ”اے اللہ میں ساٹھ ہجری کی ابتداء اور (گنوار) لڑکوں کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔ (الصواعق المحرقة: ۲۲۱)

س 79: کیا ساٹھ ہجری سے پناہ مانگنے والی دعا حضرت ابو ہریرہؓ کی قبول ہوئی۔

ج: جی ہاں، حضرت ابو ہریرہؓ کا وصال واقعہ کربلا سے ایک سال قبل یعنی ۵۹ ہجری کو ہوا۔

س 80: حضرت امام حسینؑ کی جنگ کفر کے خلاف تھی یا منافقت و ظلم اور ملکویت کے خلاف۔ کفر اور منافقت کی جنگ میں فرق بھی بتائیں۔

ج: حضرت امام حسینؑ کی جنگ ظلم و بربریت، منافقت اور ملکیت کے خلاف تھی کفر کے خلاف جنگ آسان ہے جس میں تمام امت ساتھ دیتی ہے مگر ظلم و بربریت کے خلاف آواز بلند کرنا صرف اور صرف اسوہ حسینیؑ ہے۔ جس میں تنہائی ہوتی ہے۔ ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔

س 81: یزید کی منافقت کا کوئی واقعہ بیان کریں۔

ج: جب حضرت امام حسینؑ اور شہداء کربلا کے مبارک سروں کو یزید کے پاس بھیجا گیا پہلے تو یزید امام حسینؑ کے قتل سے بہت خوش ہوا اس وجہ سے ابن زیاد کی قدر و منزلت اس کے نزدیک زیادہ ہو گئی مگر جب اقتدار کے بھوکے نے محسوس کیا کہ لوگ کھلے عام مجھے لعنت و ملامت کرنے لگے اور جس اقتدار کے نشے میں قتل حسینؑ کیا وہ اقتدار چھین نہ جائے تو ابن زیاد پر لعنت کرنے لگا مگر صرف ظاہر ا۔ کیونکہ ابن زیاد کی اس ناپاک حرکت پر نہ تو اسے سزا دی نہ ہی معزول کیا حتیٰ کہ کسی کو بھیج کر اس شرمناک حرکت کو جتایا تک نہیں (البدایہ

والنہایہ ۸: ۲۳۲، ۲۰۳) دراصل یزید اپنے اقتدار کے نشہ میں یہ سب کچھ چاہتا تھا۔ (۲) یزید بد بخت نے تو شہداء کے سروں اور اسیران کربلا کو تین روز تک دمشق کے بازاروں میں پھرایا۔

س 82: بنو امیہ کے متعلقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا ذکر کریں۔

ج: حضرت ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری امت کا امر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۸: ۲۳۱)

س 83: دمشق میں شہدائے کربلا کے مبارک سروں اور اسیران کربلا کو پھرانا اور کسی واقعہ کا پیش آنا کا حوالہ مختصر اوضاحت سے دیں۔

ج: حضرت منہال بن عمرو سے مروی ہے کہ خدا کی قسم میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو نیزے پر چڑھے ہوئے دیکھا اور میں اسی وقت دمشق میں تھا سر مبارک کے سامنے ایک آدمی سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ام حسبہم ترجمہ: کیا تو نے جانا کہ بے شک اصحاب کہف اور رقیم ہماری نشانیوں میں سے ایک عجب تھے پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی عطا کی اور اس نے زبان فصیح کہا کہ اصحاب کہف (کے واقعہ) سے میرا قتل کیا جانا اور میرے سر کا نیزے پر اٹھایا جانا عجیب تر ہے۔ (سر الشہادتین: ۳۵)

س 84: سر حسین رضی اللہ عنہ کا نیزے کی نوک پر اٹھایا جانا اصحاب کہف سے کس طرح عجیب تر ہے۔

ج: کیونکہ اصحاب کہف کئی سو سال کی نیند کے بعد اٹھ کر کلام کیا عجیب تو ہے مگر وہ زندہ تو تھے جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور کا جسم اطہر سے جدا ہو جانے کے کئی روز بعد نیزے کی نوک پر بولنا اصحاب کہف کے واقعہ سے عجیب تر ہوا۔

س 85: یزید کی فرعونیت اور کافر ہونے کی دلیل دیں۔

ج: جس وقت شہدا کربلا کے مبارک سروں کو دربار یزید میں پیش کیا گیا جبکہ قیصر روم کا ایک سفیر بھی موجود تھا تو یزید سر حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر چھڑی مار رہا ہے اور

بڑے فخر اور تکبر سے کہہ رہا تھا کاش بدر میں مرنے والے میرے بڑے آج زندہ ہوتے تو میں انہیں بتاتا کہ دیکھو ہم نے تمہارے قتل کا بدلہ نبی ﷺ کے خاندان سے لے لیا ہے اور معاملہ برابر کر دیا ہے (الصواعق المحرقة: ۱۹۹) یزید کے کافر ہونے کے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے۔

س 86: قیصر روم کے سفیر کو جب معلوم ہوا کہ یزید جس سر مبارک کو چھڑی سے چھو رہا ہے

یہ سر نواسہ رسول ﷺ کا ہے تو کیا کہا؟

ج: قیصر روم کے سفیر جو عیسائی تھا پر کپکپی طاری ہو گئی اور کہنے لگا! ظالمو مجھے شبہ نہیں رہا

کہ تم قدر ناشناس، ظالم اور دنیا پرست ہو۔ ہمارے پاس تو ایک گرجے میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کا ایک نشان محفوظ ہے، ہم سال ہا سال

سے اس نشان کی تکریم کرتے آ رہے ہیں اور جیسے تم کعبہ کی زیارت کو چل کر

جاتے ہیں ہم بھی اس کی زیارت کو چل کر جاتے ہیں ہم تو اپنے نبی کی سواری کے

پاؤں کے نشان کو حرز جان بنائے ہوئے ہیں اور تم ہو کہ اپنے نبی ﷺ کے

نواسے کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو۔ (الصواعق المحرقة: ۱۹۹)

س 87: دربار یزید میں اسی لمحے ایک یہودی جو موجود تھا جبکہ یزید سر مبارک حسین رضی اللہ

سے تکبرانہ الفاظ کہہ رہا تھا تو اس یہودی کے الفاظ بیان کریں۔

ج: ایک یہودی جو کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھا کہا کہ داؤد علیہ السلام کی ستر

پشتیں گزر چکی ہیں لیکن اس کے باوجود حضرت داؤد علیہ السلام کے امتی میری بے

حد تعظیم کرتے ہیں اور ایک تم ہو کہ اپنی نبی ﷺ کے نواسے کو بے دردی سے

قتل کر کے اس پر اتر رہے ہو جبکہ تمہارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے اور اپنی

اس بد بختی پر جتنا بھی تم ماتم کرو کم ہے۔ (الصواعق المحرقة: ۱۹۹)

س 88: یزید کے کفر نے مدینہ المنورہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ج: بد بخت یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں وہ طوفان بد تمیزی بپا کیا جس کے تصور

سے ہی روح تڑپ اٹھتی ہے۔ ان ظالموں نے دس ہزار افراد کو شہید کر دیا جن

میں ستر سو مہاجرین و انصار صحابہؓ سات سو حفاظ کرام، کبار تابعین اور مستورات و دیگر لوگ شامل تھے۔ گھروں کو لوٹا گیا، مقدس عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ مسجد نبوی ﷺ کے ستونوں کے ساتھ گھوڑے باندھے گئے تین دن تک مسجد نبوی ﷺ میں عبادتیں، نمازیں اور جماعتیں معطل رہیں۔

س 89: اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھنے والے کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے کیا فرمایا؟

ج: جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس طرح (جہنم کی آگ میں) پگھلائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے (خلاصہ الوفاء مترجم: ۱۲۱) (۱) ایک روایت کے مطابق ”جو بھی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ آگ پر تانبے کے پگھلنے کی مانند پگھلائے گا (جذب القلوب مترجم ۷۳) حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”جو اہل مدینہ کو بلا وجہ خوفزدہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مبتلاء خوف کرے گا۔ اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہوگی اور اللہ قیامت کے دن اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ ان تمام احادیث مبارکہ کی روح سے یزید اور یزیدی فوج لعنتی اور جہنمی ہیں جنہوں نے نہ صرف خانوادہ رسالت ﷺ کو شہید کیا بلکہ اہل مدینہ پر ظلم و جبر کا بازار گرم کئے رکھا۔

س 90: جو حضور اکرم ﷺ کو اذیت دے اس کے لئے خدا کا حکم کیا ہے؟

ج: ”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور اللہ نے ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے (الاحزاب: ۵۷) تو کیا یزید کے تمام سیاہ کار نامے خدا اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت نہیں پہنچا رہے تھے بلکہ انتہا ہو چکی تھی۔

س 91: یزیدی لشکر نے مکہ مکرمہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ج: منجنيقوں سے مکہ مکرمہ پر اس قدر سنگ باری کی گئی کہ صحن کعبہ پتھروں سے بھر گیا

اور سنگ باری کے نتیجے میں کعبۃ اللہ کا غلاف اور دیواریں جل گئیں۔ مسجد حرام کے ستون تک ٹوٹ گئے۔ یزیدیوں کی درندگی و ظلم کی وجہ سے کعبۃ اللہ کے باشندے دو ماہ تک سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔

س 92: حریم شریفین کی بے حرمتی اور باشندوں پر ظلم و بربریت کا بازار کب تک جاری رہا اور کیسے ختم ہوا؟

ج: یزیدی کارنامے ۶۴ ہجری تک جاری رہے، ظلم و بربریت کا بازار گرم تھا کہ یزید کو خدا نے جہنم میں رسید کیا جس کی وجہ سے یزیدی لشکر کے حوصلے پست ہو گئے
(اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝)

س 93: یزید کی سیاسی صورتحال کا مختصر بیان کریں۔

ج: یزید نے خلفائے راشدین کے دور خلافت کی خوب دھجیاں اڑائیں۔ اسلام سے قبل دور جاہلیت کی جو صورتحال ہوا کرتی تھی غاصبانہ اور ظالمانہ رویہ اس سے بھی بڑھ کر تھا۔

س 94: کیا اسلام کے شورائی نظام یا جمہوری نظام میں کسی سے بزور بازو یا مجبور کر کے بیعت لی جاسکتی ہے؟

ج: ہرگز نہیں۔ یہی ظالمانہ طرز عمل ہے جو یزید بد بخت میں انتہا درجہ کا موجود تھا۔

س 95: امانتیں (قومی) کن لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم خدا نے دیا ہے؟

ج: خدا فرماتا ہے کہ ”امانتیں ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو“ جبکہ یزید میں اہلیت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔

س 96: کیا دور خلافت راشدہ میں حق بات کہنے پر کوئی پابندی تھی؟

ج: نہیں بلکہ اتنی آزادی تھی کہ حضرت عمر فاروقؓ کی قمیض کے متعلق بھی اعتراض کیا گیا جس کا جواب خلیفہ وقت نے اطمینان طلب عطا فرمایا۔ جبکہ یزید کسی کو بولنے کا موقع تو کیا اپنے مخالف کو فوری طور پر قتل کروا دیتا۔ اتنا ظالم و جابر تھا۔

س 97: جو لوگ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اور یزید لعین کو برابر سمجھیں ان کے متعلق

آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: حدیث پاک میں ہے کہ جو کوئی جس سے محبت کرتا ہوگا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا۔ جبکہ امام عالی مقام علیہ السلام اور یزید دو مختلف اور مخالف کردار ہیں لہذا دونوں ایک جگہ نہیں ہون گے تو جو کوئی یزید کو مسلمان بھی کہے خدا اس کا حشر یزید کے ساتھ ہی کرے گا جبکہ ہم تو امام حسین رضی اللہ عنہ اور پختن کے غلام ہیں۔ اور ہمارا حشر پختن پاک کے ساتھ ہوگا انشاء اللہ۔

س 98: کیا عام مسلمان کو ناجائز گالی دینا یا قتل کرنا جائز ہے؟

ج: ہرگز نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ اور قتل کرنا کفر ہے جو کوئی نہ صرف صحابہ و دیگر مسلمانوں کا قاتل ہو بلکہ خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ دے اور قتل و غارت کا بازار گرم کرے اس کے کفر میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی اس کے لیے تو جہنم کا انتہائی دردناک حصہ بطور ٹھکانہ ہے۔

س 99: اگر کوئی ظالم و جابر یزید کی طرح کا حکمران حکمرانی کرنے کی کوشش میں ظلم و جبر کرے تو کتنے راستے ہیں۔ جو ایک مسلمان اپنا سکتا ہے۔

ج: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم کوئی برائی دیکھو تو ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرو اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے اگر اس کی طاقت بھی نہیں تو کم از کم دل میں برا جانو، جو کہ ایمان کی کمزور ترین حالت ہے اب اگر کوئی یزید کو دل میں برا بھی نہ جانے اس کا ایمان غارت گیا۔ جب ایسے حکمران کے دور میں خطرناک حالات ہوں کہ جان و مال اور عزت ناموس کے لٹ جانے کا اندیشہ ہو تو دو راستے ہیں (۱) راہ رخصت (۲) راہ عزیمت

س 100: راہ رخصت اور راہ عزیمت کی مختصر وضاحت کریں۔

ج: اگر حالات سازگار ہوں جبر و بربریت اور کفر طاقتوں کا صفایا آسانی سے کیا جاسکتا ہو تو ان حالات میں ہر چھوٹے بڑے اور کلمہ گو پر اس ظلم کے خلاف میدان

کارزار میں نکل آنا واجب اور فرض ہے سوائے شرعی مجبوری کے اور جب حالات سازگار نہ ہوں باطل زیادہ مضبوط اور منظم ہو تو شریعت نے دوراستے دیئے (۱) مسلح تصادم کے لئے میدان میں نہ اترے مگر گوشہ نشین ہو کر لعنت و ملامت کرے۔ دل سے برا جانا جو کہ راہ رخصت کہلاتی ہے چونکہ یہ راستہ بھی شریعت نے اختیار کرنے کی اجازت دی اس لئے اکثریت ہر دور میں رخصت کے راہ پر عمل کرتی رہی۔ جبکہ دوسری راہ، راہ عزیمت ہے جس میں اپنی جان و مال عزت و ناموس کی پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ دین اسلام کی قدروں کو بچانے کے لئے ہر چیز قربان کر دی جاتی ہے جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی راہ رخصت پر چل پڑتے اور اپنے بہترین خون کا نذرانہ نہ دیتے تو آج اسلام کی متاع، جمہوری قدریں، آزادی اظہار کہیں نظر نہ آتی۔

اسلام کی پوری تاریخ اور امت مسلمہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرات اور خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم قربانی کی مرہون منت ہے۔

س 101: راہ عزیمت پر چلنے کا حکم امام حسین رضی اللہ عنہ کو کہاں سے اور کیسے ملا؟

ج: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب مکہ سے کوفہ روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہنوئی تھے والی مکہ عمرو بن سعید کے امان دینے کا خط لے کر پہنچے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپس آنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام سر انجام دینے کا حکم فرمایا ہے جسے میں ہر حالت میں انجام دوں گا۔ انہوں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ خواب میں کسی کو نہ بتاؤں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب عزوجل سے جا ملوں

(البدایہ والنہایہ ۸: ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶،

ج: صوفیا کرام کے مطابق تین مراحل (۱) مرحلہ صبر (۲) مرحلہ توکل (۳) مرحلہ رضا
 س 103: مرحلہ صبر دو طرح کا ہوتا ہے (۱) عابدوں کا صبر (۲) عاشقوں کا صبر مختصر اہیان کریں۔
 ج: عابدوں کے صبر کے مزید تین درجے (۱) الصبر للہ: اوامر و نہی پر عمل کرنے کے
 دوران پیش آمدہ تکالیف کو برداشت کرنا (۲) الصبر علی اللہ: راحت و سکون، رنج
 و ملال، نفع و نقصان ہر حالت میں تکبر سے بالاتر ہو کر صبر کرنا (۳) الصبر مع اللہ:
 رنج و الم، تکالیف و مصائب کے پہاڑ بھی آجائیں تو عین اس لمحے صابر رہنا الصبر
 مع اللہ کہلاتا ہے۔

(ب) عاشقوں کا صبر (۱) الصبر عن اللہ: اشد حب للہ ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ
 کے وصال سے محروم ہوتے ہوئے بھی ہجر و فراق کی گھڑیوں میں صبر کرنا
 عاشقوں کا صبر کہلاتا ہے۔

س 104: درجات صبر میں سب سے مشکل مرحلہ کن کا ہے اور کیوں؟

ج: سب سے مشکل اور درجہ میں افضل صبر عاشقوں کا ہے جسے الصبر عن اللہ
 کہتے ہیں کیونکہ زاہدوں کا صبر تو اوامر و نہی اور مشکلات دین میں صبر کرنا عاشقوں
 کے آگے کوئی معنی نہیں رکھتا وہ تو ہمہ وقت عشق الہی میں ایسے غرق ہوتے ہیں کہ
 مشکلات و مصائب ان کو مزہ دیتے ہیں مگر جن کے عشق میں غرق ہوتے ہیں
 اسے دیکھنے کی تڑپ تن من میں لگی ہوتی ہے۔ وہ سب کچھ تو برداشت کر سکتے ہیں
 لیکن وہ بات جو محبوب حقیقی کے وصال سے محروم کر دے وہ گوارہ نہیں کر سکتے۔
 اس لئے ہجر و فراق کی گھڑی عاشق پر بڑی بھاری بھرم ہوتی ہے۔

س 105: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صبر کا عالم کیا تھا۔

ج: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صبر الصبر عن اللہ تھا کہ پچاس برس پہلے آقا
 علیہ السلام سے سنا تھا کہ کربلا کے رگیزاروں سے گذر کر خدا کا دیدار نصیب ہوگا جو
 پچاس سال کا صبر امام حسین رضی اللہ عنہ نے کاٹا وہ بہت ہی صبر آزما تھا۔ (اسی لئے اتنی
 بڑی قربانی دینے پر خوش تھے)

س 106: کیا عاشقوں کو خدا آزمانا ہے؟

ج: جی ہاں، وَ لَنْبَلُونَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ط (البقرہ: ۱۵۵)

اور ہم تم کو ضرور خوف، بھوک (پیاس) اور مال و جان (دنیاوی) ثمرات کے نقصان سے آزمائیں گے۔ جو کوئی عشق و محبت کا دعویٰ کرے اور عشق کے راستے میں چلے نہیں آزمائش کی بھٹی پر ضرور چڑھایا جاتا ہے۔

س 107: سب سے مشکل آزمائش کی گھڑی کن پاک ہستیوں پر آئی؟

ج: یوں تو آزمائشیں بندگان خدا پر آتی رہتی ہیں مگر جو آزمائش خانوادہ رسول ﷺ

پر کربلا کے واقعہ میں پیش آئیں بڑی کھٹن مشکل اور مثالی ہیں۔ جس کو شہدا کربلا

و اسیران کربلا نے احسن طریقہ سے صبر و استقامت سے برداشت کیا حتیٰ کہ

واقعہ کربلا کے بعد بھی صبر و شکر کے خلاف تھوڑی سی بات بھی نہ کی۔ بلکہ امام زین

العابدین رضی اللہ عنہ نے مخالفین پر احسان کی انتہا کر دی جبکہ وہ اپنی جان بچانے کے

لئے آپ کے پاس رہا تو مہمان نوازی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے اور ثابت کر دیا

کہ صبر اور رضا، سیرت و کردار میں خانوادہ رسول ﷺ کا کوئی ہمسر نہیں۔

س 108: مرحلہ توکل کو مختصر بیان کریں۔

ج: صبر سے اگلے مرحلہ توکل ہے جس کے آگے مزید تین درجات ہیں (۱) عطا پر شکر

کرنا اور نعمت کے جانے پر صبر کرنا (۲) عطا پر بھی شکر کرنا اور نعمت کے جانے پر

بھی شکر ہی کرنا (برابر ہونا) (۳) کسی نعمت کے چھن جانے پر شکر کا محبوب ہو جانا

یعنی نعمت کے چلے جانے پر بھی جھوم اٹھنا اور لذت خسوس کرنا۔ جیسے امام حسین

رضی اللہ عنہ نے سارا کچھ چھن جانے کے باوجود زخموں سے چور لمحوں میں بھی خدا کے

سامنے سجدہ شکر اس دوران کیا کہ تلواریں سایہ کی طرح گردن کاٹنے کے لئے اہرا

رہی تھیں۔

س 109: متوکلین کی جزا کیا ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ صبر، توکل اور رضا کے کس مقام

پرتھے۔

ج: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (العمران: ۱۵۹) ترجمہ: (بے شک اللہ متوکلین سے محبت کرتا ہے) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ صبر، توکل اور رضا کے پیکر تھے بے شک اللہ متوکلین سے محبت کرتا ہے۔ اور ان تینوں مراحل کے عروج پر تھے۔

س 110: مرحلہ رضا پر مختصر اُبیان کریں۔

ج: مرحلہ رضا کے تین درجات، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی تصنیف غیۃ الطالبین حضرت ذوالنون مصری کے حوالے سے بیان فرمائے۔ (۱) ترک الاختیار قبل القضاء: یعنی قضا کی چھری چلنے سے پہلے اختیار کے باوجود خود کو نہ بچائے۔ (۲) سرور القلب بمر القضاء: یعنی قضا کی چھری چلنے کے دوران اذیتوں اور مصیبتوں کی انتہا کے باوجود دل سرور و لذت پا رہا ہو۔ (۳) فقدان المضارة بعد القضاء: یعنی سب کچھ لٹ جائے۔ انجام میں کچھ نہ بچے تو کبھی بھول کر بھی زبان پر شکوہ نہ آئے اور دل میں یہ خیال نہ آئے کہ میرا انجام بظاہر کیسا ناگوار ہوا۔ یہ تینوں مراحل امام حسین رضی اللہ عنہ نے عبور فرمائے۔

س 111: مقام رضا پر قائم رہنا کتنا مشکل ہے کوئی واقعہ مثال پیش کریں۔

ج: مقام رضا سب سے مشکل مرحلہ ہے جس میں بڑے بڑے بندگان خدا کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ حضرت شاہ غوث گوالیاری جو کامل اولیاء میں سے تھے اور مقام رضا پر فائز تھے قلعہ گوالیار کے گورنر نے انہیں ریاست گوالیار سے نکلنے کا حکم دیا۔ وہاں سے نکلنے کے دوران ہندوں لٹیروں نے حملہ کر دیا اور لوٹ مار کرنے لگے آپ برداشت کرتے رہے اور مقام رضا کو تمام لیا۔ مگر جب لٹیروں نے لوٹتے ہوئے آپ کی نواسی جو کہ آپ کے پیچھے گھوڑے پر سوار تھی اور کانوں میں سونے کی بالیاں تھیں انہوں نے بالیاں کھینچی، کھینچنے کی وجہ سے بچی کے کان چر گئے اور معصوم بچی درد سے چلائی تو آپ نے بے اختیار اپنی چھڑی ہوا میں لہرائی تو تمام ڈاکوؤں کے سر قلم ہو کر زمین پر آگئے یہاں شاہ محمد صاحب نے کرامت تو

دکھادی مگر مقام رضا ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ سارا مال و اسباب اور گھریا کیا تمام نفوس قدسیہ کو قربان کر کے اپنے آپ کو بھی قربان اس حالت میں کیا کہ بھوک و پیاس انتہا کی تھی اور زخموں سے چورتھے مگر رضا کے مقام پر استقامت سے قائم رہے کوئی کرامت کا ظہور نہ فرمایا جبکہ آپ اگر چاہتے تو زمین سے چشمے ابل سکتے تھے آسمان سے بادل برسا سکتے تھے اور یزیدیوں کو ایک تلواریں لہرا کر تہ تیغ کر سکتے تھے مگر رضا پر قائم رہے۔

س 112: مقام رضا، نفس مطمئنہ سے رب کا فرمان کیا ہے؟

ج: اے وہ نفس جس نے اطمینان حاصل کر لیا تو اپنے رب کی طرف واپس چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس تو میرے (برگزیدہ) بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔ (امام حسین رضا کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔)

س 113: واقعہ کربلا میں کامیابی کس کو ملی؟

ج: کامیابی کا دار و مدار مقاصد کے حصول پر ہوتا ہے نہ کہ ظاہری نقصان پر۔ ظاہری طور پر تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا سب کچھ لٹا دیا شہادت عظمیٰ کو گلے لگا لیا تو کیا یزید یہ سمجھ بیٹھا کہ وہ کامیاب ہو گیا ہرگز نہیں بلکہ وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوا کیونکہ بیعت نہ لے سکا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقصد دین کی قدروں کو پامال ہونے سے بچانا تھا سو وہ جان کا نذرانہ دے کر بچا گئے اور کامیاب و کامران ہوئے یزید کی ناجائز حکومت کو روک دیا۔ سر تو کٹانا منظور تھا مگر ہاتھ بیعت کے لئے نہ دیا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

س 114: یزید میں کون سے عیب تھے جن کی بناء پر وہ اقتدار کا حق دار نہ تھا؟

ج: یزید شرابی، زانی اور بد کردار تھا۔ قومی خزانہ اپنا ذاتی مال سمجھتا تھا۔ اسلامی جمہوری اور مشاورتی نظام کے خلاف تھا۔ ظالم و جابر تھا۔ مطلق العنانیت تھا جس کی اسلام

میں اجازت نہیں۔ تو کسی لحاظ سے بھی خلیفہ کیا عام گورنر بننے کا حق دار نہیں تھا۔

س 115: شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

ج: حق پر قائم رہتے ہوئے اہل لوگوں کو ووٹ دینے کا شیرے ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف آواز حق بلند کرنے اور حق کا ساتھ دینے کا سبق ملتا۔

س 116: آج کے دور میں کون سی شخصیت ہے جو سوئے کر بلا گامزن ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے دیئے ہوئے سبق پر عمل پیرا ہے۔

ج: شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری ایک موجودہ صدی کی ایسی شخصیت ہیں جو ہر حملہ کے جواب میں میدان کارزار میں نکل کر دین کی قدروں کی حفاظت کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور بے لوث دین اسلام کی خدمت میں گامزن ہیں۔

س 117: ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے نقش قدم چلنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟

ج: حق کا ساتھ دینا چاہیے جو کہ موجودہ دور میں تحریک منہاج القرآن حق ادا کر رہی ہے اس کا ساتھ دینا چاہیے۔

س 118: واقعہ کربلا قرآنی مضامین میں سے ایک مضمون ہے؟

ج: جی ہاں چونکہ نصیحت اور جرأت و بہادری کا جذبہ ابھرتا ہے ایمان کی پختگی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ جیسے کہ قرآن میں خدا نے صالحین کے ولقعات بیان کئے جنہیں علم التذکیر با پیام اللہ کہتے ہیں جنہیں پڑھ کر انسان متاثر ہوتا ہے۔



باب نمبر 7:

باب ختم نبوت وردقادیانیت

س 1: آقا دو جہاں سرور کائنات والی دو جہاں حضور اکرم ﷺ کی اولاد نرینہ (بیٹوں) کے نام بتاؤ۔

ج: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ جن کے نام سے حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ طیب رضی اللہ عنہ، طاہر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیمؑ۔

س 2: کیا حضور سرور کونین ﷺ کے نسبی بیٹوں میں کوئی بالغ ہونے (یعنی رجل) کی عمر کو پہنچا؟

ج: حضور سرور کونین ﷺ کے نسبی بیٹے بچپن میں ہی خدا واپس لیتا رہا۔

پس حضور ﷺ کی اولاد نرینہ میں سے کوئی بلوغت کی عمر کو نہ پہنچا۔

س 3: حضور اکرم ﷺ کی اولاد نرینہ میں سے کوئی بھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا اس کی وجہ کیا تھی؟

ج: کیونکہ حضور اکرم ﷺ خدا کے آخری نبی اور رسول ﷺ ہیں اور اگر آقا

علیہ السلام کی اولاد نرینہ بلوغت کو پہنچتی اور نبوت نہ ملتی تو اس طرح خود تو امام

الانبیاء ہوں اور اولاد نبوت سے محروم ہو تو خدا کی شان میں بھی فرق آتا جس نے

حضور ﷺ کو محبوب اور امام الانبیاء بنایا جبکہ اگر اولاد جوان ہوتی تو پھر نبوت

لازماً دینا پڑتی تو اس صورت میں حضور ﷺ کی نبوت و رسالت آخری نہ ٹھہرتی

جبکہ حضور ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا لہذا حضور ﷺ کی اولاد نرینہ کا

بلوغت کی عمر کو نہ پہنچنا ہی بہتر تھا۔

س 4: قرآن پاک کی کون سی سورت اور آیت میں خدا نے اعلان فرمایا کہ محمد ﷺ خاتم مردوں کے باپ نہیں آیت پڑھ کر ترجمہ بھی سنا لیں۔

ج: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○ (الاحزاب ۳۳: ۴۵) ترجمہ: ”محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔“

س 5: آئمہ لغت کے ہاں لفظ خاتم کا معنی بتاؤ۔

ج (۱) خاتم تا مفتوحہ یا کسرہ دونوں طرح ختام اور خاتام ان سب (الفاظ) کا ایک ہی معنی ہے اور ان کی جمع خواتیم ہے اور کسی شے کے خاتمے سے مراد اس کا آخر ہے۔ اس معنی میں حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء (یعنی آخری نبی) ہیں۔ (امام اسماعیل بن حماد الجوهری المتوفی ۳۹۳ ہجری کی الصحاح للجوهری ج: ۱، فصل الخاء) (۲) امام راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ) المفردات، کتاب الخاء میں لکھتے ہیں ”حضور ﷺ کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو ختم فرما دیا۔ یعنی آپ ﷺ کی تشریف آوری سے نبوت تمام ہو چکی ہے۔“ الغرض بہت سے آئمہ اہل لغت نے خاتم کا معنی یہی کیا ہے کوئی اور تاویل کی ضرورت و گنجائش ہرگز نہیں۔

س 6: آئمہ تفسیر کے ہاں خاتم النبیین کا معنی کیا ہے کوئی سے دو حوالے دیں۔

ج: (۱) ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (المتوفی ۶۸ ہجری) تفسیر ابن عباس میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۵ خاتم النبیین کی تشریح صفحہ نمبر ۲۶۲ میں یوں کرتے ہیں: ”خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت حضور ﷺ کی ذات اقدس پر ختم فرما دیا ہے پس آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔“

(۲) امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری (التوفی ۳۱۰ ہجری) ”لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی وہ ہستی جس نے (مبعوث ہو کر) سلسلہ نبوت ختم فرما دیا ہے اور اس پر مہر ثبت کر دی ہے اور قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھلے گی۔“ (تفسیر طبری جلد ۱۰، جز ۲۲، صفحہ ۱۲) مزید لکھتے ہیں کہ لفظ خاتم النبیین کی قرأت کے بارے میں اختلاف یہ ہے کہ اگر خاتم النبیین تاء پر کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنی ہے وہ ذات جس نے سلسلہ انبیاء ختم فرما دیا، دوسری صورت میں اگر تاء پر فتح پڑھا جائے تو اس کا معنی ہوگا: ”بے شک آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔“ (بہر حال اور ہر صورت کے معنی میں آپ ﷺ آخری نبی ہیں)

س 7: اکابرین امت کے ہاں خاتم النبیین کا معنی کیا ہے کوئی سے دو کا حوالہ دیں۔
ج: امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری ۶: ۵۶۹ کتاب المناقب کے باب خاتم النبیین میں فرماتے ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ تمام نبیوں پر فضیلت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر بعثت رسل کا سلسلہ ختم کر دیا اور آپ ﷺ کے ذریعے شریعت کی تکمیل کر دی۔“

(۲) امام قسطلانی فرماتے ہیں ”خاتم النبیین کا معنی ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائے آپ ﷺ نے سلسلہ نبوت ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔“ (ارشاد الساری شرح بخاری ۶: ۲۱ کتاب المناقب: باب خاتم النبیین)

س 8: کوئی سے دو احادیث مبارکہ ختم نبوت کے متعلقہ سنائیں بمعہ ترجمہ
ج: (۱) انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج: دوم: ابواب الفتن ص: ۴۵)
ترجمہ: ”میں نبیوں میں آخری ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

عن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنت اول الناس فی الخلق و اخرهم فی البعث (مشکوٰۃ) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب انسانوں سے پہلا

ہوں اور باعتبار بعثت کے سب انبیاء سے آخری ہوں۔ ابن ماجہ کی ایک طویل حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو۔“

س 9: ما کان محمد اباً احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کسی مرد کے باپ نہ ہونا کس بات کی دلیل ہے۔

ج: اس آیت مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ بعدہ اس ختم نبوت کے متعلق فرمایا بھی دیا کہ وخاتم النبیین ہیں۔

س 10: محمد ﷺ تم مردوں کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول ہیں کیا کوئی رسول مردوں کا باپ نہیں ہو سکتا، واضح کریں۔

ج: رسول باپ ہو سکتا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے رسول ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے باپ تھے اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ تھے (مگر حضور ﷺ آخری نبی ہونے کی وجہ سے مردوں کے باپ نہیں)۔

س 11: جب کوئی بھی رسول مردوں کا باپ ہو سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا نے حضور ﷺ کے متعلق فرمایا کہ آپ ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں۔

ج: حضور اکرم ﷺ افضل الانبیاء ہیں آپ ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء و رسل ہوئے اگر ان کے بیٹے ہوئے تو وہ بھی نبی ہوئے تو جن کے بیٹے ہوتے اور انہیں نبوت ملتی تو اس طرح ان کو دو شرف بخشے (۱) خود نبی ہونا (۲) نبیوں کا باپ ہونا۔

پس حضور ﷺ کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا تھا اس لیے آپ ﷺ کسی بالغ مرد کے باپ نہ ہوئے اور اگر اولاد زینہ جوان ہوتی اور نبوت نہ ملتی تو غیروں سے طعنہ ملتا کہ مسلمانوں جس نبی ﷺ کو تم مانتے ہو ان کے بالغ بیٹے بھی

ہوئے مگر نبی نہ ہوئے (اور اس طرح دوسرے انبیاء ایک طرح سے فضیلت لے جاتے) جبکہ خاتم النبیین ہونا اس دوہرے شرف سے بھی کہیں زیادہ افضل ہے۔

س 12: حضور اکرم ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال مبارک ہوا اس وقت آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا۔

ج: آپ ﷺ نے فرمایا: لو عاش لکان صدیقاً نبیا (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ: اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے (اور سن بلوغت کو پہنچ جاتے) تو سچے نبی ہوتے۔ چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا اس لیے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو سن بلوغت سے قبل ہی خدا نے واپس لے لیا۔

س 13: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ابن رسول اللہ کے متعلق کوئی مزید حدیث پاک ختم نبوت پر بیان کریں۔

ج: حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی عوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ”تو نے نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔ اُس نے کہا کہ وہ بچپن میں انتقال کر گئے اور اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے مگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (اس لیے وہ زندہ نہ رہے)

(صحیح بخاری ۲ کتاب الادب، باب احیاء لاسماء اللہ ص: ۹۱۴)

اسی پر تو دشمنان اسلام نے حضور ﷺ کی زینہ اولاد نہ ہونے کا طعنہ دیا جس کا رب کائنات نے خود جواب مرحمت فرمایا جو قیامت تک کے لئے تروتازہ رہے گا فرمایا:

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۖ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۚ إِنَّ شَانِكَ هُوَ الْآبِتُّ ۝
بے شک ہم نے آپ کو قیامت تک پیدا ہونے والی امت کثیر عطا فرمائی۔ بس آپ اپنے رب کی نماز پڑھا کر اور قربانی کیا کرو کچھ شک نہیں کہ (طعنہ دینے والے) آپ ﷺ کے دشمن ہی بے نام و نشان رہیں گے۔ اس طرح سورت

کوثر بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

س 14: اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نئے نبی کے آنے کی گنجائش ہوتی تو آپ ﷺ کی اولاد کے علاوہ اور کون کون سے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اہل ہو سکتے تھے؟

ج: اگر حضور ﷺ کے بعد مزید نبی کی گنجائش ہوتی تو آپ ﷺ کی اولاد زینہ سب سے زیادہ حقدار تھیں اس کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی اہل ہو سکتے تھے مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد تو نبوت ختم ہو گئی لہذا اولاد زینہ کو جوانی سے پہلے واپس لے لیا اور دیگر صحابہ کرام نبی نہ ہوئے بلکہ خلیفہ رسول ہوئے اب اگر عام دنیا دار آدمی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کی جڑ اتار پھینکنا ہی دین و ملت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

س 15: اللہ رب العزت نے سورۃ البقرہ کے ابتداء فرمایا: وَ الَّذِينَ يَوْمُنُونَ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ اس کا ترجمہ اور اس میں ختم نبوت کی دلیل کو بھی واضح کریں۔

ج: ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے جو ہم نے آپ ﷺ پر نازل کیا اور آپ ﷺ سے پہلے نازل کیا۔ اس آیت مبارکہ میں دو قسم کی وحی کا ذکر ہے (۱) اس وحی پر ایمان لانا جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی (۲) اس وحی پر ایمان لانا جو حضور ﷺ سے پہلے تمام انبیاء پر نازل ہوئی۔ ان دونوں قسم کی وحی کو ماننا ایمان ہے اور ان کا انکار کفر ہے اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی وحی نازل ہونا ہوتی تو اس کی بھی یہی شان ہوتی اور قرآن ضرور اس کا ذکر کرتا مگر اس کے بعد (فرمایا وبالآخرت ہم یوقنون) آخرت پر یقین کا ذکر کر دیا۔ لہذا حضور ﷺ کی نبوت اور آخرت میں فرق نہیں یعنی درمیان میں کچھ نہیں اس لئے حضور ﷺ کے بعد قیامت اور آخرت کے علاوہ اور کسی تیسری قسم کی وحی کا ذکر نہیں اب کسی

کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی طرف سے تیسری قسم کی وحی کی بات کرے اور یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد بھی وحی جاری ہے یہ کہنے والا کافر، مرتد اور زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔

س 16: وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ فِي إِيْمَانٍ أَوْجِي كَابَاهِي تَعْلُق بِيَان كَرِيں۔

ج: ایمان اس کو کہتے ہیں جس کے انکار سے کفر لازم آجائے لہذا اس آیت مبارکہ میں وحی بھی وہ چیز ہے جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے چنانچہ وحی کے انکار کی دو صورتیں ہیں (۱) نبی سچا تھا اس پر وحی نازل ہوئی کسی نے انکار کر دیا تو انکار کرتے ہی کفر ہو گیا۔ (۲) کسی پر وحی نازل نہ ہو اور نہ ہی وہ نبی ہو۔ کوئی کہہ دے کہ یہ نبی ہے تب بھی اس پر کفر لازم آجائے گا۔

ایمان کا مسئلہ بڑا نازک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں ایمان کا ذکر کیا وہاں اس کی وضاحت میں کوئی کمی نہ چھوڑی لہذا اگر تیسری قسم کی وحی ہوتی تو خدا سے ضرور بیان فرماتا مگر تیسری قسم کی وحی ہے ہی نہیں اس لیے بیان نہ کیا بلکہ آخرت کا ذکر ہے لہذا اب کوئی تیسری قسم کی کوشش کرے وہ مرتد ہے۔

س 17: وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ فِي إِيْمَانٍ أَوْجِي كَابَاهِي تَعْلُق بِيَان كَرِيں۔

ج: ہم اس کی دو حکمتیں بیان کرتے ہیں (۱) پہلی حکمت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت الانبیاء میں حضور ﷺ کا مقام و مرتبہ واضح کرنا چاہتا ہے بے شک وحی سابقہ انبیاء پر پہلے اتری مگر تاجدار کائنات مرتبے، فضیلت اور تخلیق میں تمام انبیاء سے مقدم ہیں۔ حضور ﷺ کے مرتبے کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کا ذکر سب پر مقدم ہو۔

کوثر بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

س 14: اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نئے نبی کے آنے کی گنجائش ہوتی تو آپ ﷺ کی اولاد کے علاوہ اور کون کون سے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے اہل ہو سکتے تھے؟

ج: اگر حضور ﷺ کے بعد مزید نبی کی گنجائش ہوتی تو آپ ﷺ کی اولاد زینہ سب سے زیادہ حقدار تھیں اس کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اہل ہو سکتے تھے مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد تو نبوت ختم ہو گئی لہذا اولاد زینہ کو جوانی سے پہلے واپس لے لیا اور دیگر صحابہ کرام نبی نہ ہوئے بلکہ خلیفہ رسول ہوئے اب اگر عام دنیا دار آدمی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کی جڑ اتار پھینکنا ہی دین و ملت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

س 15: اللہ رب العزت نے سورۃ البقرہ کے ابتداء فرمایا: وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ اس کا ترجمہ اور اس میں ختم نبوت کی دلیل کو بھی واضح کریں۔

ج: ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے جو ہم نے آپ ﷺ پر نازل کیا اور آپ ﷺ سے پہلے نازل کیا۔ اس آیت مبارکہ میں دو قسم کی وحی کا ذکر ہے (۱) اس وحی پر ایمان لانا جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی (۲) اس وحی پر ایمان لانا جو حضور ﷺ سے پہلے تمام انبیاء پر نازل ہوئی۔ ان دونوں قسم کی وحی کو ماننا ایمان ہے اور ان کا انکار کفر ہے اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی وحی نازل ہونا ہوتی تو اس کی بھی یہی شان ہوتی اور قرآن ضرور اس کا ذکر کرتا مگر اس کے بعد (فرمایا وبالآخرت ہم یوقنون) آخرت پر یقین کا ذکر کر دیا۔ لہذا حضور ﷺ کی نبوت اور آخرت میں فرق نہیں یعنی درمیان میں کچھ نہیں اس لئے حضور ﷺ کے بعد قیامت اور آخرت کے علاوہ اور کسی تیسری قسم کی وحی کا ذکر نہیں اب کسی

کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی طرف سے تیسری قسم کی وحی کی بات کرے اور یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد بھی وحی جاری ہے یہ کہنے والا کافر، مرتد اور زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔

س 16: وَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ فِي إِيْمَانٍ أَوْحَىٰ كَابَا هِي تَعْلُق بِيَان كَرِيں۔

ج: ایمان اس کو کہتے ہیں جس کے انکار سے کفر لازم آجائے لہذا اس آیت مبارکہ میں وحی بھی وہ چیز ہے جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے چنانچہ وحی کے انکار کی دو صورتیں ہیں (۱) نبی سچا تھا اس پر وحی نازل ہوئی کسی نے انکار کر دیا تو انکار کرتے ہی کفر ہو گیا۔ (۲) کسی پر وحی نازل نہ ہو اور نہ ہی وہ نبی ہو۔ کوئی کہہ دے کہ یہ نبی ہے تب بھی اس پر کفر لازم آجائے گا۔

ایمان کا مسئلہ بڑا نازک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں ایمان کا ذکر کیا وہاں اس کی وضاحت میں کوئی کمی نہ چھوڑی لہذا اگر تیسری قسم کی وحی ہوتی تو خدا سے ضرور بیان فرماتا مگر تیسری قسم کی وحی ہے ہی نہیں اس لیے بیان نہ کیا بلکہ آخرت کا ذکر ہے لہذا اب کوئی تیسری قسم کی کوشش کرے وہ مرتد ہے۔

س 17: وَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ فِي إِيْمَانٍ أَوْحَىٰ كَابَا هِي تَعْلُق بِيَان كَرِيں۔

ج: ہم اس کی دو حکمتیں بیان کرتے ہیں (۱) پہلی حکمت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت الانبیاء میں حضور ﷺ کا مقام و مرتبہ واضح کرنا چاہتا ہے بے شک وحی سابقہ انبیاء پر پہلے اتری مگر تاجدار کائنات مرتبے، فضیلت اور تخلیق میں تمام انبیاء سے مقدم ہیں۔ حضور ﷺ کے مرتبے کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کا ذکر سب پر مقدم ہو۔

دوسری حکمت ختم نبوت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آخری کا ذکر پہلے فرمایا جانا من قبلک جو آپ ﷺ سے پہلے ہو گئے بعد میں چونکہ کوئی نبی نہیں آتا تھا لہذا کہیں بھی من بعدک نہیں فرمایا اور آپ ﷺ کا ذکر پہلے فرمادیا۔

س: 18 سابقہ انبیاء اور حضور اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی میں فرق بیان کریں۔

ج: جو وحی اور کتابیں سابقہ انبیاء پر نازل ہوئیں وہ اپنی صداقت و حقانیت کی تصدیق کے لئے قرآن کی محتاج ہیں۔ قرآن نے ان کی صداقت و حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی جبکہ قرآن پاک خود بھی وحی ہے اور پہلے اترنے والی وحی کی تصدیق بھی کرتا ہے لہذا سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۴۲ میں فرمایا: **وَ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ** اور (اے اہل کتاب) ایمان لاؤ (اس کتاب پر) جو میں نے (اپنے پیارے رسول ﷺ پر) اتاری یہ اس کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے اور قرآن اپنی تصدیق خود یوں فرماتا ہے **ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۗ مِنْهُ ۗ** ”یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔“

س: 19 قرآن پاک کا معیار حق تصدیق کیا ہے؟

ج: **نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ** (العمران آیت ۳)

میں فرمایا کہ اس کتاب اور وحی کو حق مانا جائے گا جس کی تصدیق قرآن نے کر دی اور جس کی تصدیق قرآن نے نہیں کی وہ لائق ایمان نہیں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ قرآنی تصدیق ہی معیار حق ہے نیز یہ شان صدقیت صرف قرآن کو ہی عطا کی گئی۔ قرآن دنیا میں مصدق بن کر آیا چنانچہ بعد والی کسی وحی کا ذکر نہیں لہذا تیسری قسم کی وحی قرآن کی تصدیق و تشہیر سے خالی اور من گھڑت ہے۔

س: 20 کیا قرآنی تصدیق میں نقص کہنا یا ماننا کفر ہے وضاحت کریں۔

ج: جی ہاں! جس طرح ذات مصطفیٰ ﷺ میں کسی قسم کا کوئی نقص اور عیب سمجھنا کفر ہے اسی طرح قرآن اور اس کی تصدیق میں کسی قسم کا کوئی نقص اور عیب سمجھنا بھی کفر ہے۔ جس طرح حضور ﷺ کی ذات اقدس کامل و اکمل ہے اسی طرح قرآنی

تصدیق بھی کامل ہے۔ فرمایا لاریب فیہ۔ اس میں کچھ شک کی گنجائش نہیں۔

س 21: قرآن پاک کی آخری نازل ہونے والی آیت معہ ترجمہ سنائیں۔

ج: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ

لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا (سورة المائدة: ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی اور تمہارے لیے اسلام ہی کو بطور دین پسند کر لیا۔

س 22: قرآن پاک کی آخری آیت کریمہ کب اور کہاں نازل ہوئی۔

ج: قرآن پاک کی آخری نازل ہونے والی آیت الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا نبی کریم

ﷺ کے آخری حج (حجۃ الوداع) میں عرفہ کے دن یوم جمعہ کو میدان عرفات

میں نازل ہوئی اس آیت کے نازل ہونے کے تقریباً تین ماہ بعد آپ ﷺ

دنیا سے پردہ فرما گئے۔

س 23: قرآن پاک کی آخری نازل ہونے والی آیت (الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا) سے ختم

نبوت کی دلیل بیان کریں۔

ج: اس آیت مبارکہ میں اکمل دین سے مراد دین اسلام ہے جبکہ اتمام نعمت سے مراد حضور

ﷺ کی ختم نبوت ہے۔ یعنی اے ایمان والو، تم پر نعمت نبوت ختم ہو چکی۔ اب کسی

نئے نبی کی ضرورت نہیں اور دین اسلام مکمل ہو چکا جو قیامت تک یہی چلے گا۔

علامہ علاء الدین بغدادی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس امت

کے لئے تکمیل دین سے مراد یہ ہے کہ دین نہ مٹے گا اور نہ منسوخ ہوگا اور ان کی

شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔ (خازن، ۱، ۲۳۵) اسی طرح علامہ ابن کثیر

کی تفسیر ابن کثیر، ۲، ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ شوکانی، ابن جریر اور ابن منذر

مفسرین کی تفاسیر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

س 24: چونکہ دین مکمل ہو گیا لہذا نئے نبی کی ضرورت نہیں رہی اور نہ ہی کوئی مزید نبی حضور ﷺ کے بعد آئے گا مگر نیابت محمد ﷺ کا نظام کیسے چلے گا اس کی دلیل دیں۔ (قیادت کے کرنے کے کون حقدار ہیں)

ج: حضور ﷺ نے فرمایا ”بنی اسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب ایک نبی وصال فرما جاتا تو اللہ پاک دوسرا نبی مبعوث فرما دیتے (پھر میری بعثت ہو گئی) میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا (چونکہ میں آخری نبی ہوں لہذا میرے بعد) اب (میرے) خلفاء ہوں گے۔ جو بکثرت ہوں گے“ (صحیح بخاری ۱، کتاب الانبیاء) اس لیے حضور ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں خدا کا خلیفہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں“۔ (مقدمہ ابن خلدون، فصل ۲۶)

س 25: کیا امت محمدی ﷺ کی فضیلت بھی دوسری امتوں پر حضور ﷺ کے وسیلے سے ہے۔ حوالہ دیں۔

ج: قرآن میں خدا نے فرمایا کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ ترجمہ تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے لئے نکالی گئی۔

حضرت عمر فاروق روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”جنت تمام انبیاء علیہم السلام پر حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر اس وقت تک حرام ہے جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے“۔ (الطبرانی فی المعجم الاوسط ۱/۲۸۹، رقم ۹۴۲) لہذا حضور ﷺ کے صدقے امت مسلمہ کو فضیلت ملی اب اتنے عظیم نبی کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں پس آپ ﷺ نے فرمایا ”ہم قیامت کے دن ستر امتوں کی تکمیل کریں گے اور ہم سب سے آخری اور سب سے بہتر ہوں گے“۔ (ابن ماجہ کتاب الذہد باب صفة لمة محمد ﷺ، رقم ۴۲۸۷)

س 26: جس طرح سابقہ انبیاء کی قومیں شرک میں مبتلا ہو جاتیں رہیں کیا امت محمدی ﷺ بھی شرک میں مبتلا ہوگی (ختم نبوت کے مطابق جواب دیں) اگر نہیں تو وجہ بتائیں۔

ج: چونکہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور دین آپ ﷺ پر مکمل کر دیا گیا اب نئے نبی کی ضرورت نہ رہی اور جبکہ پہلی امتیں شرک میں مبتلا ہو جاتیں تھیں جس کی وجہ سے خدایکے بعد دیگر نبی بھیجتا رہا تا کہ خدا کا پیغام حق لوگوں کو پہنچا کر شرک سے روکا جائے اب جبکہ حضور ﷺ کی امت شرک میں مبتلا نہیں ہوگی اور شرک کا خدشہ خدا اور رسول ﷺ کو ختم ہو گیا اس لیے بھی مزید نبی کی ضرورت نہیں رہی۔

س 27: حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے کوئی حوالہ دیں جس میں امت محمدی ﷺ کا شرک میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہیں رہا بیان کیا گیا ہو۔

ج: آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمہارے متعلق اس بات کا تو ڈر ہی نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے۔ (مسلم فی الصحیح کتاب الفضائل الرقم ۲۲۹۶)، (والطبرانی فی المعجم الکبیر) بخاری شریف کی الصحیح کتاب المغازی باب غزوہ احد ۱۲۸۶/۳ الرقم ۳۸۱۶ میں طویل حدیث کے آخری الفاظ یوں ہیں ”مجھے تمہارے متعلق اس بات کا ڈر ہی نہیں ہے کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے بلکہ تمہارے متعلق مجھے دنیا داری کی محبت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے“۔ راوی حضرت عقبہ فرماتے ہیں کہ میرا یہ حضور ﷺ کا آخری دیدار تھا“۔ پس ثابت ہوا جس وجہ سے انبیاء کا سلسلہ جاری تھا اس وجہ کو حضور اکرم ﷺ کے وجود مبارک کی دلیل قاطع نے ختم فرما دیا لہذا حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ رہی تو خدا نے سلسلہ نبوت ختم کر دیا۔

س 28: نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا اب کئی پیش آمدہ نئے مسائل کا حل کیسے ممکن ہوگا۔

ج: سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس

امت کے لئے ہر صدی کے آخر میں کسی ایسے شخص کو پیدا فرمائے گا جو اس (امت) کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ (ابوداؤد، الحاکم، طبرانی) اس طرح حضور ﷺ کی امت میں سے مجدد دین آئے اور آتے رہیں گے جو حضور ﷺ کے دین کو دوبارہ زندہ کرنے کا کام کرتے رہیں گے۔

س 29: کیا اس صدی کے بھی کوئی مجدد موجود ہیں جو فی زمانہ میں حضور ﷺ کے دین کی تجدید کا کام سرانجام دے رہے ہوں۔

ج: جی ہاں اس دور اور صدی کے مجدد بلاشبہ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر قوتیں اور کوششیں دین اسلام کو زندہ کرنے کے لئے شب و روز لگادی ہیں اور دین اسلام کو پھر سے ایک قابل عمل بنا کر پیش فرمایا ہے اور تحریک منہاج القرآن ایک مجددانہ تحریک ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ زندگی کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کا ایک سلیقہ شیخ الاسلام نے دنیا کو بتایا۔

س 30: کیا حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت دائمی اور عالمگیر و آفاقی ہے حوالہ دیں۔

ج: جی ہاں! حضور نبی کریم ﷺ اب پوری نسل انسانی کے نبی ہیں اللہ پاک کا ارشاد ہے: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ (الاعراف ۷-۱۵۸) آپ فرمادیتے تھے کہ میں کائنات انسانی میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں اور سورۃ النساء میں فرمایا: وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ○۔

اور (اے محبوب ﷺ) ہم نے تو آپ ﷺ کو تمام کائنات انسانی کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور اس پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔ تو جب تمام قیامت تک کی نسل انسانی کے لئے حضور ﷺ نبی اور رسول بن آئے تو مزید نبی یا رسول کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ لہذا حضور ﷺ کی ہی نبوت و رسالت عالمگیر، آفاقی اور دائمی یعنی ہمیشہ رہنے والی ہے۔

س 31: جب اللہ تعالیٰ کا پیغام قرآن کی صورت میں مکمل ہو چکا اور احکام و ہدایت دین

اسلام کی صورت میں مکمل ہو گئی اور حضور ﷺ کی نبوت و رسالت جمیع نسل انسانی کے لئے ثابت ہو چکی تو اب جوئے نبی اور من گھڑت نبوت کا اعلان کرے اس کی سزا کیا ہونی چاہیے۔

ج: جب خدا نے اپنا دین ہی مکمل کر دیا اور اپنی نعمت نبوت تمام کر دی اور حضور ﷺ کو قیامت تک کی نسل انسانی کا رسول اور نبی ہونے کا اعلان فرما دیا اس کے بعد بھی اگر کوئی خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہوا ختم نبوت میں رخنہ اندازی کی کوشش کرے اور اللہ کے دین سے سرکش ہو جائے تو وہ کافر، مرتد و زندیق ہو گیا جسے قتل کرنا واجب و ضروری ہے جبکہ آخرت میں جہنم کا عذاب اس کا نصیب ہے۔

س 32: کیا ہم حضور ﷺ کی آخری امت ہیں جس طرح حضور ﷺ کی آخری نبی ہیں۔

ج: جی ہاں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لا نبی بعدی ولا امہ بعد امتی

(دلائل النبوة ج ۷، ۳۸ باب ماروی فی رویا ابن رسل)

ترجمہ: ”نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت“۔

ایک جگہ پر فرمایا ”میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو“۔ (سنن ابن ماجہ)

س 33: حضور اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید قیامت تک کے لئے

سرچشمہ ہدایت ہے اور ختم نبوت کی دلیل ہیں۔ واضح کریں۔

ج: اللہ پاک فرماتا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

(المجر ۱۵: ۹)

ترجمہ: ”بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت

کرنے والے ہیں“۔ اگر سلسلہ نبوت ختم نہ ہوتا تو اس کی حفاظت کا اس طرح

اہتمام نہ ہوتا جیسے کہ سابقہ آسمانی کتب کا ذمہ خود نہ لیا۔ کیونکہ نبوت کا سلسلہ اس

وقت جاری تھا لہذا سابقہ کتب آسمانی کی حفاظت کی ضرورت نہ تھی جبکہ قرآن

پاک چودہ صدیاں سے زیادہ عرصہ بیت جانے کے باوجود بغیر تحریف کے جوں کا

توں قائم و دائم ہے اور قرآنی احکام ہر دور میں قابل عمل ہیں اور ہر زمانہ کے ہر طبقہ کی ہدایت کی ذمہ داری پوری کر رہا ہے۔

س 34: کیا حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کا فیض تا قیامت جاری رہے گا حوالہ دے کر وضاحت کریں۔

ج: جی ہاں! اللہ پاک فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ (الاحزاب ۴۵-۴۶) ترجمہ ”اے (پیارے) نبی ﷺ ہم ہی نے آپ ﷺ کو گواہ اور خوشخبری اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے اذن سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے“ تو قرآن کا یہ حکم دائمی اور قطعی ہے اور قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے ہے فرمایا

(۱) حضور ﷺ کو خدا نے پوری امت پر گواہ بنا کر بھیجا تا قیامت۔

(۲) خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجا اب بھی مبشرات کے ذریعے حضور ﷺ لوگوں کو خدا کی طرف ہدایت فرماتے ہیں اور

(۳) روشن چراغ (چمکتا ہوا سورج) بنا کر بھیجا۔

حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کا فیض رہتی دنیا تک تقسیم ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا جس طرح پودے سورج کی روشنی سے فیض یاب ہو کر اپنی خوراک بناتے ہیں اور ساتھ انسانوں کی خوراک کا ذریعہ بھی بنتے ہیں اسی طرح حضور ﷺ کا آفتاب نبوت پوری آب و تاب سے عالمین کو فیض یاب کر رہا ہے، لہذا کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں جبکہ حضور ﷺ کا فیض جاری و ساری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

س 35: تمام انبیاء و رسل کو نبوت و رسالت اور کتاب و حکمت کس شرط پر دی گئی۔

ج: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُعَذِّبُنَّ بِهِ

وَلْتَنْصِرْهُ (ال عمران: ۸۱)

ترجمہ: اور جب اللہ نے تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ (اے گروہ انبیاء) جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (آخر الزماں) رسول ﷺ تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور تم اس کی مدد کرو گے۔ یعنی حضور پر نور ﷺ پر انبیاء کا ایمان لانا۔ آپ ﷺ کے دین کی مدد کرنا۔ حضور ﷺ کی آمد کے چرچے کرنا یہی شرط کی بنا پر انبیاء کو نبوت عطا ہوئی۔

س 36: سورة العمران کی آیت نمبر ۸۱ میں انبیاء کے لئے حضور ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کے دین کی مدد و نصرت کا مفہوم واضح کریں۔

ج: جملہ انبیاء کرام کا حضور نبی کرم ﷺ پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی کی نبوت کا انحصار حضور ﷺ کی رسالت و نبوت اور آخری و افضل و اکمل ہونے پر ایمان ہے جبکہ مدد و نصرت کی ایک صورت تو یہ تھی کہ ہر نبی اپنے سے پہلے اور اپنے زمانے کے آنے والے انبیاء کی تصدیق کرے اور بعد آنے والوں کے متعلق پیشن گوئی کر کے علامات و نشانیاں واضح کر کے مدد و نصرت کرے اور اپنی امت کو اس پر ایمان لانے اتباع و پیروی کی تلقین و وصیت کر دے امام رازی اس آیت کی تفسیر میں میثاق کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں سے یہ عہد لیتے رہے کہ جب حضرت محمد ﷺ تشریف لائیں تو ان پر واجب ہے کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ (تفسیر کبیر ۸: ۱۱۶) مدد و نصرت کی دوسری صورت یہ ہے کہ ہر نبی نے اپنے زمانے میں آقا و جہاں ﷺ کی بعثت مبارکہ کا ذکر کیا اور اپنی قوم کو اس کی بشارت دی۔ جس کا ثبوت سورة الصف کی آیت نمبر ۶ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی آمد اور اسم مبارک احمد کا ذکر کیا۔“

س 37: کیا اہل کتاب کو بعثت مصطفوی ﷺ کے بارے مکمل معرفت تھی کوئی ایک حوالہ دیں۔

ج: جی ہاں، ارشادِ بانی ہے: الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ (البقرہ: ۱۷۶) اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس (رسول) آخر الزماں ﷺ کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ بلاشبہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

س 38: مدینۃ المنورہ میں حضور ﷺ کی ولادت و باسعادت سے قبل یہودی کیوں بیت المقدس سے یہاں آکر آباد ہو گئے۔

ج: یہودی قوم بنی اسرائیل کے انبیاء سے حضور ﷺ کی بعثت کی نشانیاں اور حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ہجرت مدینہ کا سن سنا کر کہ وہ آخر الزماں نبی ﷺ کھجوروں والے شہر میں آباد ہوں گے مدینہ میں بعثت نبوی ﷺ سے صدیوں قبل آکر آباد ہو گئے حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتے اور اپنی مشکلات کو حضور ﷺ کے وسیلے سے دور کرتے تھے۔

س 39: کیا یہودی لوگ حضور ﷺ کے وسیلے سے دشمن پر فتح یابی کی دعا مانگتے تھے حوالہ قرآنی دیں۔

ج: جی ہاں چونکہ اسرائیل کے انبیاء سے حضور ﷺ کی شان سن سن کر یاد کر لیں تھیں اور اس انتظار میں رہتے کہ کب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہو جس کا ثبوت سورۃ البقرہ میں خدا نے یوں بیان فرمایا۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ (البقرہ: ۸۹)

ترجمہ: حالانکہ اس سے پہلے وہ خود (نبی آخر الزماں ﷺ کے وسیلے سے) کافروں پر فتح یابی (کی دعا) مانگتے تھے سو جب ان کے پاس وہی نبی تشریف

لے آیا جسے وہ (پہلے ہی سے) پہچانتے تھے تو اس کے منکر ہو گئے پس (ایسے دانستہ) انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

س 40: حضور کریم ﷺ کی وہ خصوصیات جو دوسرے انبیاء سے آپ کو ممتاز کرتی ہیں چند ایک تحریر کریں۔

ج: مختلف مواقع میں حضور ﷺ نے کئی خصوصیات کا ذکر فرمایا یہاں پر ہم ایک حدیث پاک پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”مجھے جملہ انبیاء پر (بطور خاص) چھ چیزوں میں خصوصی فضیلت عطا کی گئی (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا (۴) میرے لئے تمام روئے زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا (۵) مجھے ساری مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا (۶) اور میرے اوپر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا“ (المسلم ج: ۱ کتاب المساجد صفحہ ۱۹۹) پانچویں و چھٹی خصوصیات ختم نبوت کے متعلقہ خاص ہیں کہ سابقہ انبیاء کی نبوت مخصوص علاقے، مخصوص لوگوں یا مخصوص وقت کے لئے ہوتی جبکہ حضور ﷺ کے لئے یہ تمام حد بندیاں ہٹا دی گئیں اور آپ ﷺ کا فیض نبوت قیامت تک ہر نسل ہر علاقے ہر طبقے اور ہر وقت جاری رہے گا۔ لہذا حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ہرگز ہرگز ضرورت نہیں۔

س 41: حضور ﷺ کی رحمت و نبوت آفاقی اور عالمگیر ہے، مختصر اوضاحت کریں۔

ج: اللہ تعالیٰ اپنی شان ربوبیت کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ (الفاتحہ: ۱:۱) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ حضور ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کے بارے ارشاد فرمایا۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ○ (الکوثر: ۸۱: ۲۷) یہ (قرآن) تو بس سارے جہانوں کے لئے بڑی نصیحت ہے۔“

حضور اکرم ﷺ کے پسندیدہ قبلہ کے لئے فرمایا۔

○ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبْرَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ○
(ال عمران: ۹۶)

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہانوں کے لئے (مرکز) ہدایت ہے، حضور ﷺ کی شانِ نذیریت کے متعلق فرمایا:

○ تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ○

(الفرقان: ۱)

ترجمہ ”بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ سارے جہانوں کو ڈرانے والا ہو۔“

حضور ﷺ کی شانِ رحمت کے لئے فرمایا

○ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ○ (الانبیاء: ۱۰۷)

اور ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔“ تو حضور ﷺ تمام جہان والوں کے لئے رحمت بن کر آئے ڈرانے والے بن کر آئے جس طرح تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے تو ظاہر ہے نبوت بھی آپ ﷺ کی تمام جہانوں کے لئے ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۵۸ میں فرمایا (ترجمہ) اے کائناتِ انسانی میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں“ تو جب نسلِ انسانی کے لئے رسول اور نبی ہوئے تو اب کسی اور نبی کی ضرورت کا ہے کی۔

س 42: جہاں (عالمین) کتنے ہیں اور آپ ﷺ کی رحمت کا دائرہ کتنا وسیع ہے؟

ج: عالمین، عالم کی جمع ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً عالمِ انسانی، عالمِ جن، عالمِ جمادات و نباتات، عالمِ پست و بالا، عالمِ ناسوت، عالمِ برزخ، عالمِ آخرت، عالمِ ارواح، عالمِ ملکوت، عالمِ جبروت، عالمِ لاهوت، عالمِ یاہوت الغرض جتنے

بھی عالم ہیں ان سب کے مجموعہ کو عالمین کہتے ہیں دوسرے الفاظ میں خدا نے جو جو عالم پیدا فرمائے انہیں عالمین کہتے ہیں پس خدا نے جو جو عالم پیدا فرمائے ہیں حضور ﷺ کو ان سب کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہ ساری کائنات ایک عالم ہے خدا جانے اور کتنی کائناتیں اور عالم ایسے ہیں جن کی ہمیں خبر نہیں جہاں تک عاقبت کا دائرہ ہے رحمت مصطفیٰ ﷺ کا دائرہ بھی وہاں تک ہے اور جہاں تک رحمت مصطفیٰ ﷺ ہے وہاں تک حضور ﷺ کی نبوت و رسالت ہے سب جہانوں کا خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی نبی اور رسول نہیں۔ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی عالمگیریت کا بیان ہے۔

س 43: قیامت کے دن حضور ﷺ کی گواہی کے متعلق خدا نے کیا فرمایا، ختم نبوت کی دلیل دیں۔

ج: قیامت کے دن ہر امت سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں پیغام تو حید پہنچا تھا کہ نہیں؟ بعض منکرین عذاب کے ڈر سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ نہیں پھر اس امت کے نبی کو لایا جائے گا اور وہ نبی گواہی دے گا کہ یا اللہ یہ جھوٹ بولتے ہیں ہم نے پیغام تو حید ان تک پہنچا دیا تھا جب سارے نبی گواہ بن کر آئیں گے تو خدا کی عدالت میں پوچھا جائے گا ان سب پر گواہ کون ہے پھر حضور نبی کریم ﷺ اٹھیں گے اور ان سب پر گواہی دیں گے۔ دوسرے نبیوں کی گواہی فقط اپنی امتوں تک رہے گی مگر آپ ﷺ کی گواہی عالمگیر ہوگی اور ان سب پر ہوگی۔ جب عالمگیر گواہ تشریف لائے تو اب کسی اور کی گواہی کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں عالمگیر گواہی والے پیغمبر کے آنے کے بعد اب کسی اور کا دعویٰ نبوت دجل و فریب کے سوا کچھ نہیں۔ لہذا خدا نے فرمایا:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

(النساء: ۴۱)

س 44: نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا دین اسلام میں مکمل ضابطہ حیات ہے تو پیغام حق اگلی

نسلوں تک پہنچانے کے لئے کن لوگوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

ج: حضور پر نور ﷺ کے آنے پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا اب وہ کام جو سابقہ انبیاء کے ذمے ہوا کرتا تھا اب حضور ﷺ کے فیض سے پوری امت پر عائد ہے۔ فرمایا آگے پہنچا دو اگر تمہیں ایک آیت ہی یاد ہو۔ آگے فرمایا۔ علماء امتی کالا انبیاء بنی اسرائیل (ترمذی) ترجمہ: میری امت کے علماء (علماء ربانیین) بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں“ ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ ان العلماء ورثة الانبیاء (ترمذی) ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

س 45: حضور ﷺ تو تمام جہانوں کے لئے گواہ بن کر قیامت کے دن تشریف لائیں گے، تو کیا امت محمدی ﷺ کی گواہی بھی طلب کی جائے گی۔

ج: چونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد کار نبوت امت محمدی ﷺ پر عائد ہے تو حضور ﷺ کے وسیلہ جمیلہ سے یہ فضیلت بھی حضور ﷺ کی امت کو میسر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا مَشْرُوعًا لِّبَرِّهِمْ (البقرہ: ۱۴۳) ترجمہ: اور (اے امت محمدی ﷺ) اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال والی (بہتر امت) بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا برگزیدہ) رسول ﷺ تم پر گواہ ہو۔

دوسری جگہ پر فرمایا: لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (الحج: ۲۲: ۸۷)

ترجمہ: تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہی دو۔

تو امت کو تو بطور گواہ خدا نے ذکر فرما دیا اور اگر کوئی اور نبی نے آنا ہوتا تو اس کے آنے کا ذکر اور گواہی کا ذکر بھی پھر ضرور کیا جاتا لہذا حضور ﷺ کے بعد کار نبوت امت کے ذریعہ ہو گیا پس حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

س 46: امت کی گواہی لوگوں پر کون دے سکے گا اور اس سے ختم نبوت کی دلیل دیں۔

ج: اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صدقے اور

وسیلے سے آپ ﷺ کی امت کو یہ مقام عطا فرمایا کہ لوگو یہ نبی تمہیں دین کی تبلیغ کرتا ہے اور تمہارے اوپر گواہ ہے اور تم اوروں کو تبلیغ کرو گے تو تم اوروں پر گواہ ہو گے گویا نبی کی شہادت و گواہی تمہارے اوپر ہے اور اے امت محمدی ﷺ تمہاری شہادت باقی اقوام عالم پر ہے لہذا انبیاء کا کام امت پر آگیا تو اب کوئی خواخواہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ صرف اور صرف کاذب فریبی اور کافر و مرتد ہے۔

س 47: دین اسلام کو خدا نے غالب کرنے کے لئے بھیجا ہے یا مغلوب ہونے کے لئے وضاحت ختم نبوت کی دلیل سے کریں۔

ج: ارشاد خداوندی ہے: **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۗ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ** ○ (التوبہ: ۳۳)

(اللہ) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق (دین اسلام) کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو وہ تمام ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرکین پر کتنا ہی شک گزرے۔

اس آیت کریمہ میں علی الدین کلمہ، میں کل کا تقاضا یہ ہے کہ دین محمدی ﷺ قیامت تک سب ادیان پر غالب ہے۔ غالب وہی چیز ہوتی ہے جو ہر طرح سے مکمل ہو۔ پس ثابت ہوا کہ مزید نبی کی ضرورت نہیں دین تو غالب ہونے کے لئے یہی آیا ہے۔

س 48: حضور نبی کریم ﷺ کی تمام امم پر گواہی کے متعلقہ ختم نبوت کی دلیل کے ساتھ کوئی قرآنی آیت مع ترجمہ سنائیں (ختم نبوت کا استدلال پیش کریں)

ج: **فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَ جِئْنَاكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا** ○ (النساء: ۴۱) ترجمہ: پھر ان کا کیا حال ہوگا جب (قیامت کے روز)

ہم ہر امت میں سے ایک گواہ (یعنی ان کے نبی کو) لائیں گے اور (اے محبوب ﷺ) آپ ﷺ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

اس آیت مبارکہ سے دو باتیں ختم نبوت کے حوالے سے ثابت ہوئیں (۱) قیامت کے دن ہر امت میں سے صرف ایک ہی نبی گواہ ہوگا اور ان سب انبیاء پر حضور ﷺ گواہ ہوں گے۔ اب اگر کوئی اور حضور ﷺ کی امت میں نبوت کا دعویٰ کرے تو نص قرآنی کے خلاف دو گواہ ہو جائیں گے۔ جبکہ قرآن کی نص سے ثابت ہے کہ ہر امت میں صرف ایک ہی گواہ ہوگا لہذا حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا (۲) اگر اس امت میں کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو یقیناً قیامت کے دن اس امت پر دوسرے نبی اور گواہ کا ذکر بھی قرآن میں ہوتا۔ تو ثابت ہوا کہ اس امت کا ایک ہی نبی ﷺ ہے جو سب انبیاء کے آخر میں تشریف لایا جس کے بعد کسی نبی کی گنجائش نہیں۔

س 49: کیا حضور ﷺ کی ہی اطاعت قیامت تک جاری و ساری رہے گی قرآنی دلیل دیں۔

ج: جی ہاں! اللہ پاک نے فرمایا: مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ ط (النساء: ۸۰)

ترجمہ: جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ لفظ یطیع فعل مضارع ہے فعل مضارع کی خاصیت ہے کہ اس میں حال اور مستقبل دونوں زلمنے پائے جاتے ہیں اور دونوں زمانوں کی خاصیت یہ ہے کہ یہ قائم رہتے ہیں جبکہ ماضی جو بیت گیا ہوتا ہے چنانچہ ”یطیع“ کا معنی و مفہوم یہ ہوگا جو کوئی اس رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا۔ اب کرے گا کی کوئی حد نہیں جب تک اطاعت کرنے والے ہوں گے تب تک وہ مطیع رسول ہوں گے اور تب تک رسول ﷺ کی نبوت و رسالت ہوگی (یعنی تا قیام قیامت)

دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ یطیع فعل مضارع کا صیغہ ہے جس میں دوام اور ہمیشگی پائی جاتی ہے تو جب رسول ﷺ کی اطاعت ہر زمانہ میں ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت بھی ہر زمانہ میں ہوگی۔ لہذا آپ ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں کسی اور نبی کی گنجائش ہی نہیں۔ مزید یہ کہ

الرسول میں رسول سے پہلے ال لگا کر خدا نے اسے اسم معرفہ بنا دیا تاکہ واضح ہو جائے کہ ہر رسول کے متعلق نہیں بلکہ صرف آخری رسول ﷺ کے متعلق ہی فرمایا جا رہا ہے۔

س 50: آقا نامدار حضرت محمد ﷺ کا اپنی امت سے کتنا قرب ہے قرآنی حوالہ دیں۔
ج: ارشاد خداوندی ہے: **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب-۶)**

ترجمہ: نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ حضور ﷺ ہر امتی کے جو مومن ہے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

س 51: حضور ﷺ کا مومنوں کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہونے میں ختم نبوت کی دلیل پیش کریں۔

ج: اس آیت کریمہ میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں جس کی تشریح حضور ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ

(۱) **انَّ اَوْلَىٰ لِكُلِّ مَوْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ (صحیح مسلم، کتاب الحجہ ج: ۱، ص: ۲۸۵)**

ترجمہ: میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں۔

اور ایک جگہ فرمایا: ”کوئی مومن ایسا نہیں مگر یہ کہ دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ میں اس کے قریب ہوں۔“

(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، باب صلوٰۃ من ترک دنیا ج: ۱، ص: ۳۲۳)

جس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی قربت ہر مومن کو دنیا میں بھی میسر ہے اور آخرت میں بھی اب کوئی بد بخت اور بد نصیب ہی ہوگا جو قربت مصطفیٰ ﷺ سے منہ موڑ کر کسی خود ساختہ اور کذاب مدعی نبوت کی قربت حاصل کرتا پھرے۔

(نوٹ:- جب حضور ﷺ اتنے زیادہ قریب ہیں کہ اتنا ایک مومن خود اپنے قریب نہیں تو پھر حاضر و ناظر نہ ہوئے) اور جب اتنے قریب حضور اکرم ﷺ

ہر وقت ہوں تو کسی اور نبی کی ضرورت ہی نہیں ہو سکتی۔

س 52: سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۶ کے آخر میں فرمایا: **وَ اَزْوَاجَهُ اُمَّهَاتُهُمْ** کیا معنوی دلیل رکھتا ہے۔

ج: آپ ﷺ کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں فرمایا ”اور نہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو“۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح امت سے تعلق نہیں ٹوٹا اسی طرح حضور ﷺ کی ازواج سے بھی حضور ﷺ کا رشتہ ازواج ہمیشہ رہنے والا ہے۔ تو جب حضور ﷺ کا تعلق آپ ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی نہ صرف اپنی ازواج مطہرات سے قائم ہے بلکہ پوری امت سے قائم و دائم ہیں اور منقطع نہیں ہوا۔ تو پھر کون ایسا بد بخت اور بد نصیب شخص ہو سکتا ہے جو در مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ کر کسی اور در کا بھکاری بنے اور خود ساختہ نبوت کا دھندہ کرنے والے کذاب اور دجال شخص کے دام فریب میں پھنس کر اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر بیٹھے اور عذاب قبر اور جہنم کا ایندھن بننے کو تیار ہو جائے۔

س 53: **لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ** ○ (التوبہ ۹: ۱۲۸) میں کیا کیا بیان فرمایا گیا ختم نبوت کی بھی دلیل دیں۔

ج: اس آیت مبارکہ میں تین چیزیں بیان کی فرمائی گئی ہیں (۱) امتی کا دکھ اور پریشانی حضور ﷺ کے قلب اطہر پر ناگوار گزرتی ہے (۲) حضور اکرم ﷺ اپنی امت کی بھلائی اور رحمت و برکت کی فراوانی کے لئے طالب و حریص ہیں۔ (۳) حضور ﷺ اہل ایمان پر نہایت شفقت فرمانے والے اور مہربان ہیں۔ (رؤف رحیم ہیں)

جب حضور ﷺ کے ساتھ امتی کے اتنے مضبوط اور قریبی تعلق ہوں تو پھر اور نبی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

س 54: کیا حضور ﷺ امت میں آج بھی موجود ہیں حوالہ دیں۔

ج: جی ہاں حضور ﷺ آج بھی امت میں موجود ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (الانفال: ۳۳) ”اور (اے رسول ﷺ) اللہ ایسا نہیں کہ جب تک آپ ﷺ ان میں موجود ہیں وہ ان پر عذاب کرے۔“ دوسری جگہ پر فرمایا وَ كَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ط (العمران: ۱۰۱) ”اور تم کیونکر کفر کر سکتے ہو جبکہ تم کو اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ اور تم میں اس کا رسول ﷺ (موجود) ہے۔ قرآن کا حکم صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے ہی نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی تمام انسانیت کے لئے ہے تو قرآن کے حکم کے مطابق حضور ﷺ ہر دور میں امت کے اندر موجود ہیں۔ تو جب حضور ﷺ خود ہر دور میں موجود ہوں تو کوئی اور نبی کی نبوت کیسے ہو سکتی ہے لہذا کوئی اگر اب نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجل، فریب اور دھوکا ہو گا وہ جہنمی ہی ہو گا۔“

س 55: سورة العمران کی آیت نمبر ۱۰۱ میں امت کے گمراہ نہ ہونے کی ضمانت کن دو چیزوں کے ساتھ مشروط (متعلق) کر دی گئی ہیں۔

ج: (۱) قرآن کی موجودگی کی وجہ سے امت گمراہ نہیں ہوگی یعنی قرآن مجید کی ہدایت ابدی ہے (اس کے بعد کسی اور کتاب یا وحی کی ہدایت کی ضرورت نہیں)

(۲) اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ موجود ہے اس وجہ سے بھی امت کی گمراہی کا امکان نہیں رہتا چنانچہ جو شخص کفر و ارتداد اور گمراہی و بے اعتقادی سے بچنا چاہے تو اسے دامن قرآن اور دامن مصطفیٰ ﷺ کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا۔ (لہذا کسی اور شے کی ضرورت نہیں رہتی)۔

س 56: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَ
الْيَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ○ (الاحزاب: ۲۱) کا ترجمہ بحوالہ ختم
نبوت کریں۔

ج: (مومنو!) بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔ حضور ﷺ کی زندگی کو تمام امتیوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے جب اسوہ موجود ہے تو گویا رسول ﷺ موجود ہیں۔ تو جب اللہ کا رسول ﷺ موجود ہے تو پھر کسی نئے نبی کی ضرورت ہی نہیں۔ لہذا صرف حضور ﷺ کی ہی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

س 57: کیا حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ختم نبوت کے حوالے سے دلیل دیں۔

ج: جی ہاں! ارشاد خداوندی ہے: **فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً** فَقَدْ جَاءَ أَمْشَرَأْطُهَا (سورۃ الحمد ﷺ ۱۸:۴۷) ترجمہ: پس وہ کفار تو اسی کے منتظر ہیں کہ ان پر قیامت اچانک آکھڑی ہو سو اس کی نشانیاں تو آچکی ہیں۔ مفسرین اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اشراط ساعۃ سے حضور ﷺ کی بعثت ہے ملاحظہ ہو۔

(ابن کثیر ۴: ۱۷۷)

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ”میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں“

(صحیح بخاری جلد ۱، صفحہ ۹۶۳ کتاب الرقاق)

یعنی جس طرح یہ انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں درمیان میں کوئی اور نہیں اسی طرح حضور ﷺ کی بعثت اور قیامت کے درمیان کسی اور کی نبوت و رسالت نہیں۔

س 58: حتمی حکم، قطعی اور غیر مشروط اطاعتیں کس کی ہیں ختم نبوت کی دلیل سے جواب دیں۔

ج: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** (النساء: ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے

صاحبان امر کی۔ یہاں پر اطاعت الہی اور اطاعت رسول ﷺ کا ذکر فرمایا جبکہ اولی الامر کے متعلق اطاعت کا لفظ اس لیے استعمال نہیں کیا کہ پہلی دونوں اطاعتیں قطعی اور غیر مشروط ہیں جبکہ تیسری اطاعت کو پہلی دونوں کی اطاعت سے مشروط کر دیا گیا ہے اسی لیے آگے مزید فرمایا۔ فردوہ الی اللہ والرسول (پھر اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو ایسی صورت میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو“ تو قرآن نے فیصلہ فرما دیا کہ اب الرسول کی اطاعت ہی آخری اطاعت ہے اگر کسی اور نبی یا رسول نے بھی آتا ہوتا تو اس کا ذکر کر دیا جاتا چونکہ حضور ﷺ آخری نبی و رسول ہیں اس لیے یہ آیت بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

س 59: کیا حضور ﷺ کے حکم کو قطعی اور غیر مشروط نہ ماننے والا مومن ہو سکتا ہے قرآن سے دلیل دیں۔

ج: خدا فرماتا ہے: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ (النساء: ۶۵)

ترجمہ: پس (اے حبیب ﷺ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ ﷺ کو حاکم بنا لیں پھر اس فیصلے سے جو آپ ﷺ صادر فرمائیں اپنے دلوں میں ذرہ برابر تنگی نہ پائیں اور (آپ ﷺ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

حضور ﷺ کا حکم قیامت تک حجت ہے جب قرآن صرف حکم مصطفوی ﷺ کو قیامت تک حجت بنا رہا ہے تو پھر اور کوئی صاحب حکم کس طرح آ سکتا ہے۔ جبکہ حضور ﷺ سے سب سے بڑھ کر محبت کرنے کا حکم بھی ہے۔

س 60: آقا نامدار حضرت محمد ﷺ کی محبت سے کسی اور شخص یا چیز کی محبت اگر بڑھ

جائے تو کیا مومن رہ سکتا ہے؟

ج: حضور اکرم ﷺ سے محبت جب تک تمام محبتوں سے بڑھ کر نہ کی جائے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا فرمان رسول ﷺ ہے لا یومن والناس اجمعین (بخاری ۱: کتاب الایمان باب حب الرسول ﷺ)

ترجمہ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں "قرآن کا منشا یہ ہے کہ ساری محبتیں سمیٹ کر محبت رسول ﷺ پر قربان کر دی جائیں حتیٰ کہ والدین اور اولاد بھی حضور ﷺ کی محبت میں شریک نہیں ہو سکتی۔

نوٹ: جب نبوت ارتقاء میں تھی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی مرجع محبت بن جاتا ہے کے بعد اگلا نبی مرجع محبت بن جاتا تھا لیکن ارتقاء نبوت کا سلسلہ جب ختم ہو گیا تو ساری محبتیں، وفاداریاں، اطاعتیں اور ساری اقتدائیں سمٹ کر محبت مصطفیٰ ﷺ میں جمع ہو گئیں لہذا صراحتاً ثابت ہوا کہ حضور ﷺ خدا کے آخری نبی ہیں۔

س 61: کیا حضور علیہ السلام نے قیامت تک پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو صراحت کے ساتھ بیان فرما دیا۔ مثالیں دیں۔

ج: حضور اکرم ﷺ جو اپنی امت پر بے حد مہربان و رؤف رحیم ہیں آپ ﷺ نے قیامت تک پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو صراحت کے ساتھ بیان فرما دیا مثلاً دجال کا خروج، یاجوج و ماجوج کا ظہور، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، سیدنا عیسیٰ کا آسمان سے نزول، مختلف فتنوں کا رونما ہونا الغرض تمام معاملات کا علم حضور ﷺ نے عطا فرما دیا حتیٰ کہ جھوٹے اور کاذب دعویٰ نبوت کرنے والوں کی تعداد جبکہ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے جائے نزول، وقت نزول اور ان کے کارہائے نمایاں۔ ان کا جائے مدفن وغیرہ حتیٰ کہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی نہیں بلکہ بحیثیت امام اور خلیفہ

الرسول بن کر تشریف لائیں گے اور آپ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ (ختم نبوت کی دلیل)

س 62: کیا حضور ﷺ نے جھوٹے مدعیان نبوت کی پیشگی اطلاع فرمائی۔

ج: جی ہاں بلکہ تعداد تک بتادی ہے جو کہ فرمایا تمیں ہوگی۔

س 63: حضور ﷺ نے جھوٹے مدعیان نبوت کی پیشگی اطلاع فرمائی کوئی سے دو احادیث سے حوالہ جات دیں۔

ج: I - فرمایا: ولا تقوم الساعة حتى..... فی السلام

(بخاری جلد ایک کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ص: ۵۰۹)

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تمیں دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں گے۔ ان میں ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

II - ایک اور حدیث میں یوں فرمایا۔ ”میری امت میں تمیں جھوٹے شخص پیدا ہوں

گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے (مگر سن لو) میں آخری نبی

ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (ترمذی، ج: دوم، ابواب الفتن، ص: ۴۵)

اب جو بھی شخص خاتم النبیین کا معنی بدل کر اور نبوت کی اقسام بنا کر دعویٰ نبوت کرے وہ ہرگز ہرگز نبی نہیں بلکہ دجال، کذاب، زندیق اور مرتد و کافر ہے۔

س 64: حضور اکرم ﷺ سے پہلے جابر و یروں اور غاصب لوگوں کا کیا جھوٹا دعویٰ ہوا

کرتا تھا جبکہ حضور ﷺ سے اب تک ایسی ذہنیت رکھنے والوں کے دعوؤں میں فرق کیا ہے اور کیوں ہے۔

ج: حضور اکرم ﷺ سے قبل انبیاء و مرسلین کے ادوار میں جابر و ظالم بادشاہ اپنے

خدا ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ نے آتے ہی شرک کے بت

پاش پاش کر دیئے اور خدا کی وحدانیت کی دلیل بن کر آئے اب جابر و ظالم

وڈیرے خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ نبی ہونے کا دعویٰ کرنے کی کوشش

کرتے ہیں جبکہ تمیں جھوٹے مدعیان نبوت کی حضور ﷺ نے پیشگی اطلاع

فرما کر امت کو گمراہی سے بچالیا۔ شکر الحمد للہ

س 65: سب سے پہلے جھوٹے دعویٰ نبوت کرنے والے بد بخت کون کون تھے ان کے خلاف کس نے بھرپور جہاد کیا اور انہیں واصل جہنم کیا۔

ج: حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی مسیلمہ کذاب اور اسود غنسی کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسود غنسی کو توفیر و زنا می ایک شخص نے واصل جہنم کیا جس کی اطلاع بذریعہ وحی حضور ﷺ کو مدینہ المنورہ میں ہو گئی جس پر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اسود غنسی کے انجام پر مطلع فرمایا حضور ﷺ کے دنیا سے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبوت کو اقتدار کا ذریعہ سمجھنے والے کاذب نبیوں کے خلاف جہاد کیا اور حطم، لقیط بن مالک، طلحہ اسدی، شجاع (کاذب نبیہ) ملک بن نویرہ اور مسیلمہ کذاب کو تباہ و برباد کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف تلوار اٹھا کر قیامت تک کے امت مسلمہ پر احسان فرمایا کہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کاذب و دجال ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا مسلمانوں کے لئے فرض عین ہے۔

س 66: مسیلمہ کذاب کے بارے میں مختصر تعارف بیان کریں۔

ج: حکومت اسلامی کا سب سے بڑا باغی بنو یمامہ کا مسیلمہ کذاب وہ شخص تھا جس نے اس شرط پر اسلام لانے کا اقرار کیا کہ حضور ﷺ مجھے اپنا خلیفہ بنا دیں۔ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی آپ ﷺ نے فرمایا ”اگر تو اسلام کے عوض کھجور کی یہ ٹہنی مجھ سے مانگے تو میں نہ دوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو وہی کاذب ہے جس کی بابت مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب میں پہلے ہی خبر دے رکھی ہے۔ مسیلمہ کذاب نامراد یمامہ لوٹ گیا اور ایک خط حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا جس میں لکھا کہ میں رسالت میں آپ ﷺ کا شریک ہوں آدمی زمین ہمارے لئے اور آدمی اہل قریش کے لئے“ جس کا جواب حضور

ﷺ نے یوں فرمایا ”یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو۔ زمین اللہ کی ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور حسن انجام پر ہیزگاروں کا ہے۔“ یہ واقعہ حضور ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد کا ہے۔ سجاح نبیہ کاذبہ نے اس کے ساتھ (مسیلمہ کذاب) شادی کر لی مسیلمہ کذاب نے حق مہر کے طور پر اس کے لشکر کو عشاء اور فجر کی نماز معاف کر دیں۔

س 67: مسیلمہ کذاب کو کس نے اور کیسے واصل جہنم کیا مختصر بیان کریں۔

ج: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کو بھیجا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تیرا ہزار لشکر سے جبکہ مسیلمہ کذاب کے مرتدین کا لشکر چالیس ہزار تھا۔ مسلمانوں نے نہایت پامردی و استقامت سے مقابلہ کیا اور مسیلمہ کذاب کے پاؤں اکھاڑ دیئے اور مسیلمہ کذاب کو ایک انصاری وحشی نامی (جس نے جنگ احد میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا بعد میں مسلمان ہو گیا اور اپنے کیے پر ہمیشہ تادم رہا) نے قتل کیا (اور دل کا بوجھ ہلکا کیا) اس جنگ میں تقریباً بارہ سو مسلمان شہید ہوئے جن میں سات سو حفاظ کرام تھے جبکہ مسیلمہ کذاب اپنے تقریباً بیس ہزار لشکر سمیت جہنم واصل ہوا۔ باقی لشکر میں سے ایک وفد مدینہ منورہ میں آکر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ نوٹ:- 1200 مسلمانوں کا شہید ہونا ختم نبوت کی حفاظت میں یہ ختم نبوت کی اہمیت کا ثبوت ہے۔

س 68: برصغیر پاک و ہند میں کس بد بخت نے کیا دعویٰ نبوت کیا اور اس کے ارتقائی مراحل کیا تھے؟

ج: برصغیر پاک و ہند میں انگریز کے پروردہ ملازم مرزا غلام قادیانی لعین نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن اس لعنتی کردار نے دعویٰ نبوت کا سفر انتہائی مکاری اور عیاری کے ساتھ کیا۔ پہلے مجدد پھر مہدی اور مسیح موعود سے ہوتا ہوا مجازی نبوت، ظلی و

بروزی اور آخر پر حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ حرامزادے کی حرص یہاں تک نہ پوری ہوئی تو حضور ﷺ سے بھی اپنے آپ کو بڑھ کر کہہ ڈالاجی کہ خدا کی شان میں بھی گستاخیاں کر ڈالیں۔

س 69: مرزا غلام قادیانی لعنتی شخص نے کیا کیا اور کن کن ہستیوں کی شان میں گستاخیاں کیں۔

ج: مرزا لعنتی پر جوں جوں انگریز کی نوازشات اور شیطان کی سفارشات بڑھتی چلی گئیں توں توں مرزا قادیانی بھی اپنی ابلیسی نبوت کے سفر میں آگے بڑھتا چلا گیا اور اک مقام وہ آیا کہ جب اس کی گندی زبان اور متعفن قلم بالکل بے قابو اور بے لگام ہو کر رہ گیا اور اس کی زبان و قلم سے اکابرین امت، اولیائے عظام، صحابہ کرامؓ حتیٰ کہ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس بھی محفوظ نہ رہ سکی اور پھر ان دو اڑ کو عبور کرتا خدائے وحدہ، لا شریک تک بھی جا پہنچا۔

مرزے کی قلم سے ایسی ایسی گستاخیاں برآمد ہوئیں اور ایسے ایسے توہین آمیز الفاظ نکلے جن کو نقل کرتے ہوئے بھی جسم و جاں کانپ اٹھتے ہیں قلب و جگر میں چھید ہو کر رہ جاتے ہیں اس لئے کوئی بھی باغیرت مسلمان مرزا قادیانی کا گندس کر چپ نہیں رہ سکتا اور مرزا قادیانی کو ایسی گالی دینے کے لائق سمجھے گا جو دنیا میں سب سے بری اور ناگوار گالی ہو۔

س 70: قادیانی مبلغین کے کوئی سے دو حربے بتائیں جس کی وجہ سے وہ سادہ لوگ مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں؟

ج: پہلا حربہ:- چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے موقف مختلف ادوار میں بدلتے رہے جن میں انتہائی درجے کا تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک صدی گزر چکی ہے مگر آج تک قادیانی خود یہ فیصلہ کرنے سے قاصر کہ مرزا قادیانی نے اصل میں کون سا دعویٰ کیا تھا۔ مجددیت کا یا نبوت کا۔ کسی قادیانی سے اگر کہا جائے کہ مرزا قادیانی نے تو دعویٰ نبوت کیا تھا اس لئے وہ مرتد اور کافر ہے جو اب میں وہ اس قول کے رد

کیلئے مرزا کی ابتدائی کتب سامنے رکھ دے گا۔ جس میں اس نے لکھا ہے حاشا وکلا میں نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ یہ پڑھ کر ایک سچے مسلمان کا عقیدہ متزلزل ہونا شروع ہو جاتا ہے وہ سوچنے لگتا ہے کہ ہمارے علماء نے خواجواہ کا چکر بنا رکھا ہے اس مرزا نے تو دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔

دوسرا حربہ: ابتدائی دور میں مرزا نے عقیدہ اہل سنت سے وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے عیسائیت کے خلاف لکھا جس پر بعض اکابر نے اسے خطوط میں خراج تحسین پیش کیا جن میں علامہ اقبال بھی شامل ہیں۔ مگر بعد میں جب اس نے دعویٰ نبوت کیا تو ان سب نے پوری امت کی طرح اس پر لعنتوں کے ڈونگرے برسائے جبکہ قادیانی مبلغین سادہ لوح مسلمانوں کو وہ خطوط دکھا کر عقیدہ اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ مرزا لعین کے دعویٰ کے بعد علامہ اقبال نے قادیانیت کو یہودیت کا چہرہ اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

س 71: مرزا غلام قادیانی کی شیطانی نبوت کن کن مراحل سے گزری حوالہ کے ذریعے بتاؤ۔
ج: قادیانی لٹریچر کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے درج ذیل مرحلہ وارد دعویٰ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔
۱۔ مجددیت کا دعویٰ: ۱۸۸۵ء ایک اشتہار کے ذریعے کیا۔

(مجدد اعظم: ۱۱۳) (سلسلہ تصانیف احمدیہ ۳۳: ۳۳)

۲۔ محدثیت کا دعویٰ: (نشان آسمانی: ۲۸) اس میں صراحت کے ساتھ اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا مگر بعد میں اس دعویٰ کو بھی رد کر کے مہدویت کا دعویٰ کر دیا۔

۳۔ مہدی ہونے کا دعویٰ: (تذکرہ اشہادتیں: ص ۲)

۴۔ مسیحیت کا دعویٰ: (تبلیغ رسالت، جلد دوم، ص ۲۱)

۵۔ عیسیٰ مسیح کا دعویٰ: (کشتی نوح، ص ۶۸: ۶۹) جس میں مرزا قادیانی نے پہلے اپنے آپ کو مریم کہا پھر اسے حمل ٹھہرا اور عیسیٰ بن گیا اس طرح مرزا قادیانی نے اپنی جنس بھی بدل ڈالی۔

۶۔ فضیلت پر سچ موعود کا دعویٰ: (دافع البلاء، ص ۳۰)، (چشمہ مسکئی، ص ۱۸)
بلکہ ایک مقام پر مرزا یوں بکتا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء، ص ۴۳، در ثمن)

۷۔ ظلی نبوت کا دعویٰ: (ایک غلطی کا ازالہ، ص ۹) یہاں مرزا یوں بکواس کرتا ہے ”اور
اس کے نام محمد اور احمد سے مسکی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا
گیا ہوں۔“

(اسی طرح کلمہ الفصل، ص ۱۵۷ میں بھی ظلی نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہاں مرزا اپنی
ظلی کی تعبیر کرتے کہتا ہے کہ باقی نبی تو صرف نبی تھے اور ہمارے نبی ﷺ نبی
گر ہیں اور فیضان نبوت سے امتیوں کو بھی نبوت کے درجے پر فائز کر دیتے
ہیں۔ یہ وہ بھیانک دجل و فریب اور شیطانی حربہ ہے جس کے ذریعے اس نے
سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر شکار کرنے کی کوشش کی۔

۸۔ بروزی نبوت کا دعویٰ: (ایک غلطی کا ازالہ، ص ۱۴، ۱۶)

۹۔ غیر حقیقی نبوت کا دعویٰ: (حقیقۃ الوحی، ص ۳۸۷، روحانی خزائن نمبر ۲۲ ص ۵۳)

۱۰۔ حقیقی اور تشریحی نبوت کا دعویٰ: (اربعین، نمبر ۳ ص ۷، حقیقۃ النبوة، ص ۱۷۴، مطبوعہ ربوہ)

۱۱۔ عین محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ: (کلمہ الفصل، ص ۱۰۴)، (از مرزا بشیر احمد، مرزا کا بیٹا)

۱۲۔ فضیلت بر محمد ﷺ کا دعویٰ: (اخبار الفضل، ۱ جولائی ۱۹۲۲ء)

مرزا قادیانی کے پیروکار قاضی ظہور الدین اکبر نے اک نظم لکھی جسے مرزا نے
خوب سراہا اس کے دو شعر اس طرح بکواس کرتا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں

محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھنے قادیان میں

(اخبار بدر، قادیان، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء پیغام صلح، لاہور، ۳۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

س 72: مرزا غلام قادیانی کے گمراہ اور مرتد ہونے سے قبل یعنی انگریزی نبوت ملنے سے قبل حضور اکرم ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے عقیدہ کیا تھا۔ مرزا غلام قادیانی کے اپنے ہی عقیدہ کے مطابق خود کہا ٹھہرتا ہے۔

ج: مرزا اپنے ابتدائی عقیدے کے مطابق یوں لکھتا ہے ”میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ اس کے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (آسمانی فیصلہ، ص ۲)

ایک اشتہار مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں تبلیغ رسالت، جلد سوم کے صفحہ ۲۰ میں یوں لکھتا ہے ”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“

دوسرا اشتہار ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی میں منعقد ایک اجتماع میں تقسیم کیا گیا جس میں یوں لکھتا ہے۔ ”ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و الجماعت کا مذہب ہے ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (تبلیغ رسالت، جلد دوم، ص ۴۴)

ایک اشتہار مورخہ ۲۰ شعبان ۱۸۹۷ء تبلیغ رسالت حصہ ششم صفحہ ۲ پر لکھتا ہے ”ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت

ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنحضرت ﷺ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔“

تو مرزا قادیانی کے اپنے ہی قول کے مطابق جو کہ اس نے مختلف جھوٹے دعویٰ جات سے پہلے کہا کے مطابق بے دین، دائرہ اسلام سے خارج، کافر اور کاذب ہو گیا اور لعنتی ہو گیا اور اس کے تمام ماننے والے چیلے چائٹے وغیرہ کافر، کاذب اور لعنتی دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔

س 73: مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں درج کریں نذر مرزا کے اپنے نزدیک نبی اور جھوٹا جانچنے کا پیمانہ کیا تھا بتائیں اس کے نتیجے میں خود کیا ہوا۔

ج: پیشگوئی نمبر ۱: ۱۸۸۶ء میں مرزا نے اپنی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتے کی پیشگوئی کی، (اشتبہار ۲ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت، ۱، ۵۸) جبکہ اس کے نتیجے میں لڑکی پیدا ہوئی۔

پیشگوئی نمبر ۲: ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (میگزین ۱۳، جنوری ۱۹۰۶ء) جبکہ مرزے کو مکہ و مدینہ جانے کی توفیق تک حاصل نہ ہوئی بلکہ لاہور میں اپنے ہی گند میں گر کر واصل جہنم ہوا۔

پیشگوئی نمبر ۳: میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء میں مرزا نے اپنے بیٹے مبارک احمد جو کہ ۹ دن سے سخت بخار میں مبتلا تھا اس کی تندرست ہونے کی پیشگوئی کی جبکہ وہ لڑکا ۱۶ ستمبر کی صبح فوت ہو گیا۔

پیشگوئی نمبر ۴ کے مطابق مبارک احمد کی وفات کے بعد مرزے نے کہا مجھے الہام ہوا ہے کہ ”ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھ کو خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد ہوگا اور اس کا قائم مقام اور شبیہ ہوگا۔“ (اشتبہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء) جبکہ مرزے کے گھر اس کے بعد کوئی لڑکا پیدا نہ ہو سکا۔

پیشگوئی نمبر ۵: مرزا نے مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء میں مباحثہ کرنے کے بعد حقیقت الوحی، میں ۱۸۵ میں پیشگوئی کی کہ ”آتھم پندرہ مہینے

میں ہلاک ہو گا“ جبکہ مرزے نے آتھم کی موت کیلئے بڑے اہتمام سے دعائیں کیں مگر آتھم نہ مرا۔

پیشگوئی نمبر ۶: محمدی بیگم جو کہ مرزا کے رشتے دار کی ایک بیٹی تھی اس پر عاشق ہو کر پیشگوئی کی کہ محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے کر دو“ (آئینہ کمالات اسلام، ص ۲۳۰، طبع لاہور ودیگر) اس نکاح کیلئے مرزے نے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیا حتیٰ کہ اپنی بہو اور بیوی کو بھی طلاق دلوا دی اور بیٹے کو بھی عاق کر دیا مگر کسی طرح بھی مرزے کی خواہش پوری نہ ہو سکی بلکہ محمدی بیگم کے نکاح بارے مرزے کو علم تک نہ ہو سکا۔

پیشگوئی نمبر ۷: مرزا نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا“۔ یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت کی پیش گوئی اپنی زندگی میں کی۔ مگر بقول مرزا کے مولوی ثناء اللہ صاحب صادق اور سچے تھے جبکہ مرزا خدا کی طرف سے معمور نہیں تھا بلکہ اس کی موت ایک مفسد اور کذاب کی موت تھی اور خدائی پکڑ تھی۔

مرزا کے صدق اور کذب جانچنے کا پیمانہ:-

مرزا کہتا ہے کہ ”بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور محکم امتحان نہیں ہو سکتا“۔

(مجموعہ اشتہارات، ص ۱۵۷)

دوسری جگہ کہتا ہے کہ ”اگر ثابت ہو کہ میری ۱۰۰ پیشگوئیوں میں سے ایک جیوتی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں“۔ (اربعین نمبر ۴، ص ۲۵) اور اسی طرح کے الفاظ آئینہ کمالات اسلام، ص ۳۲۲، ۳۲۳ مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۵، ص ۳۲۲ از مرزا قادیانی)

اس طرح بھی مرزا خود کاذب، جھوٹا، مفتری اور نجاست کا کثیر ہوا۔

س 74: قادیانیوں لعنتیوں کے متعلق امام اہل سنت حضرت احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ بیان کرو۔

ج: تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ موت و حیات کے سب علاقے اس (قادیانیوں) سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پہ جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پہ جانا حرام۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۵۱، ج: ۶)

س 75: جو کوئی حضور ﷺ کی نبوت کے بعد دعویٰ نبوت کرے کیا اس سے کوئی دلیل مانگنی جائز ہے۔

ج: ہرگز نہیں۔ ختم نبوت پر قطعی اور واضح قرآن و حدیث کا حکم آچکا ہے، اب اگر کوئی بد بخت نبوت کا دعویٰ کرے اور دوسرا کوئی مسلمان اس کے نبی ہونے کی دلیل بھی طلب کرے تب بھی دلیل پوچھنے والے پر کفر واجب ہو جائے گا۔ کیونکہ جب کسی نبی نے آنا ہی نہیں تو پھر دلیل مانگنا کا ہے کا تو دلیل مانگنے والے کے ذہن میں ختم نبوت کی گنجائش موجود ہوگی تبھی دلیل مانگی لہذا دعویٰ نبوت جب بھی کوئی کرے گا اس کے جھوٹا ثابت ہونے کیلئے اس کا دعویٰ کرنا کافی ہوتا ہے۔

س 76: ۱۹۸۸ء میں مرزا طاہر (مرزا غلام قادیانی کا خلیفہ) نے مسلمانان دنیا کو مباہلے کا چیلنج کیا اور اس کے مختلف زبانوں میں پمفلٹ چھپوا کر مختلف ممالک میں بھیجے چیلنج کو مختصر بیان کریں۔

ج: چیلنج میں مرزا طاہر نے یہ کہا کہ ہم سچے ہیں لہذا کوئی بھی ہمارے ساتھ مباہلہ کر لے اور اس کیلئے دن اور جگہ اور وقت بھی خود ہی بتا دے۔

س 77: اس مباہلے کے چیلنج کا جواب کس عظیم شخصیت نے دیا۔

ج: مرزا طاہر کے مباہلے کے چیلنج کا جواب عظیم سکالر مجدد عصر قائد انقلاب و تحریک منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے دیا اور اسی طرح مختلف زبانوں اور ملکوں میں اس مباہلے کا جواب پمفلٹ کی صورت میں بھیجا۔

س 78: حضور شیخ الاسلام نے مرزا طاہر کے مباہلے کے چیلنج کا جواب کن الفاظ میں دیا۔
واضح کریں۔

ج: حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے مرزا طاہر کو جوابی چیلنج میں فرمایا کہ اگر مرزا طاہر ۱۲، ۱۱ ربیع الاول کی درمیانی شب یعنی ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو مینار پاکستان میں آجائے اور ہم دونوں فریق ایک دوسرے کی ہلاکت کی دعا کریں اور صبح فجر کی اذان ہونے سے قبل جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو جائے گا اور مزید فرمایا کہ اگر مرزا طاہر مباہلے میں آجائے اور دعا کے نتیجے میں ہلاک نہ ہو سکے تو مجھے گولی سے اڑا دینا جبکہ لوگوں سے حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی۔

س 79: کیا مرزا طاہر اپنے چیلنج کے جواب میں ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو مباہلے کے دن مینار پاکستان آیا؟

ج: مرزا طاہر مینار پاکستان کیا پاکستان کی سر زمین میں بھی داخل نہ ہوا کیونکہ مرد قلندر کے سامنے مباہلہ کرنا کوئی ایسی بات تو نہ تھی۔ راقم خود اس موقع پر موجود تھا مینار پاکستان لوگوں کے ایک جم غفیر سے بھرا پڑا تھا۔ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے بھرپور شرکت کر کے ختم نبوت کے سپاہ ہونے کا ثبوت دیا۔ اس موقع پر دنیا بھر کے علماء دانشور، مشائخ، دینی اور مذہبی حلقوں نے بھرپور شرکت کی تاکہ لعین مرزا طاہر کی ہلاکت کا نظارہ دیکھتی آنکھوں سے ہو سکے مگر لعین مرزا طاہر میدان میں نہ آیا۔ جبکہ عاشقِ مصطفیٰ ﷺ تمام رات شیخ الاسلام ڈاکٹر پروفیسر محمد طاہر القادری کی قیادت میں منتظر تھے مگر فریبی شخص نہ آیا۔

س 80: فیصل آباد کی سر زمین میں کون سی شخصیت ہر سال ردِ قادیانیت کورس کرواتی ہیں۔

ج: سید ہدایت الرسول شاہ قادری صاحب منہاج القرآن علماء کونسل کے زیر اہتمام ہر سال تقریباً جولائی کے مہینے میں ردِ قادیانیت کورس کے نام سے ہفتہ بھر مختلف علماء و مشائخ و سکالرز سے خطابت کے ذریعے سے ختم نبوت کو اجاگر کرتے ہیں۔

جس میں مدارس و کالج کے طلباء دور دور سے حاضر ہو کر عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے اپنے قلوب کو منور کر کے اور جھوٹوں، کاذبوں پر لعنِ طعن کرتے ہوئے سپاہِ مصطفیٰ ﷺ بن کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔

نوٹ: مزید مرزا غلام قادیانی کے زور اور قادیانی کے کردار کے حوالے سے کوئٹہ سوالات علیحدہ کتاب کی شکل میں عنقریب مارکیٹ میں آرہی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ



علامہ سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب

کی مستند و جامع تصانیف

(قرآن و بائبل کی روشنی میں)

سیرت
امام الانبیاء ﷺ
• قرآن کریم • احادیث مبارکہ • توراہ • زبور
• انجیل • صحائف انبیاء اور اخبارات و جرائد کے سینکڑوں
حوالہ جات سے مزین کتاب۔ ایک مستند تاریخی دستاویز

رہبر زندگی
طب نبوی
• رہبر کائنات ﷺ کے اعضائے مبارک کے حسن و جمال کا تذکرہ
• روزمرہ کے معمولات پر بحث • پسندیدہ مشروبات و ماکولات
کی تفصیل • مختلف جسمانی و روحانی امراض کا طبی علاج بھی
کتابہذا میں ملاحظہ فرمائیے۔

خانہ امان
مصطفیٰ ﷺ
کتابہذا میں رسول عربی ﷺ کے رشتہ داروں اور اعز و اقارب کے علاوہ
آپ کے دیگر حلقین مثلاً • رضائی رشتہ دار • ہم شکل • مدنی قیب • خلفاء راشدین
• کاتبان وحی • بارگاہ اقدس کے مفتیان عظام • خطباء کرام • مؤذنین ذی وقار
حضور ﷺ کے مقرر فرمودہ عہد بدارانِ مملکت اور دربار رسالت مآب ﷺ کی طرف
سے شاہانِ زمانہ کے نام لکھے گئے خطوط کی تفصیلات مکمل سند و حوالہ کے ساتھ قلم بند کی گئی ہیں

صَلَاةُ الرَّسُولِ
بِأَمْرِ اللَّهِ
• کیا خفی نماز سبھ صلیے ﷺ کے ضمن مطابق ہے؟
• بار بار رخ بدین نہ کرنے، بلند آواز سے آمین نہ کہنے اور میں رکعت نماز
تراویح کا کیا ثبوت ہے؟
• بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے
• ان سوالوں کا تفصیلی جواب جاننے کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ فرمائیے!

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد